سلسلۂ تصوف نمبر ۱۳۳

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ

کہ نسخہ لاجواب حالات اولیائے کبار خاندان عالیہ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ والرضوان یعنی

اردو ترجمہ

حضرات القدس جلد اول

جس کو

پیشگاہ بادشاہ عالم پناہ سلطان الاسلام والمسلمین سلطان العلوم خسرو ملک دکن اعز اللہ فتحہ ونصرتہ سے
بصدور فرمان واجب الاذعان مورخہ ۵ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ مفید خلائق ہونے کے باعث بنام
نامی شہزادہ والا شان حضرت نواب میر برکت علیخان اعظم جاہ ولیعہد دام اللہ اقبالہ معنون و

ارمغان اعظم جاہی

موسوم کرنے کی اجازت مرحمت ہوئی اور
مترجم کتاب جناب مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی مدد مہتمم صیغہ دار
دفتر امور مذہبی سرکار عالی کو اس کے صلہ میں رعایتی وظیفہ عطا فرمایا گیا

جس کو

اللہ والے کی قومی دکان کے مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین نقشبندی مجددی
تاجر کتب قومی، کوچہ ککے زیاں، منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور
نے
منصور سٹیم پریس میں باہتمام سید لال شاہ پرنٹر چھپا

قیمت مجلد حصہ اول دو روپے (عہ)

آیۂ شریفہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا کے آخر حصہ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ کا مطلب مفہوم ہوا۔ سررشتۂ مذہبی میں خیرات و مبرات کے بیشمار عطیات اور دین پروری کے ضروری نظائر موجود ہیں جن سے مقصود آیۂ شریفہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کا مشاہدہ ہوتا ہے

مثنوی شریف

ظلم مفقود الاثر از ایں دیار ۔ عدل را منند بہر مظلوم یار ۔ فتنہ نبود جز ز چشم دلبراں
خود نشاید بست لیکن دلبراں ۔ اختراع و ابتداع و انتشار ۔ پر ز شہرت گشتہ ایں شہر و دیار
حیدرآباد است یونانے دگر ۔ چونکہ سلطان است سلطانے دگر ۔ کار مرد آساں کہ شیر آمد شکار
حضرت عثمان علی سلطان دیں ۔ حامی اسلام و ہم دین متیں ۔ ذات او مقبول درگاہ خدا ست
چونکہ او محبوب چشم مصطفےٰ ست ۔ عاشق و دلدادہ خلاق رسول ۔ ناصر و غمخوار اولاد بتول

اہل عالم از سر ماہی بماہ ۔ بہرہ دارند از ایں بارگاہ
مَدَّ فَوْقَ الْعَالَمِیْنَ ظِلَّہٗ ۔ وَاَصَابَ الْعُرْبَ نَزْدَ عِیْ ظِلَّہٗ

آخر میں میں ذاتِ قدسی صفات اپنے بادشاہ عالم پناہ خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس تاریخی کتاب کو جو ایک قدیمی کتاب **حضرات القدس** (مصنفہ علامہ بدرالدین سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ رشید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح) کا اردو عام فہم بامحاورہ ترجمہ ہے جس میں خانوادہ عالیہ نقشبندیہ کے اولیائے سابقین شناوران بحر عرفان و یقین کی پاک اور بے لوث زندگیوں کے حالات مفصل طور سے درج ہیں اور اس حیات کے بے بہا سمندر کیلئے پر نور ستارے ہیں جنکی ہدایت اور تعلیم سے ہم اپنی زندگی کے جہازوں کو ساحل مراد تک پہنچا سکتے ہیں انکی تعلیم اور ان کے کارنامے ہمیں اعلیٰ ترین مراتب اخلاقی پر پہنچا سکتے ہیں بنام خسروی بنام نامی شہزادہ عالیشان حضرت نواب میر **حمایت علی خاں** اعظم جاہ ولیعہد بہادر ادام اللہ عمرہٗ و اقبالہٗ معنون کرنے اور اسکا نام اعظم جاہی سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور صلۂ تالیف میں خدمت معاف کرکے ماہوار وظیفہ عطا فرمایا اور اس کتاب کی جلدوں کی خریداری کا حکم صادر فرمایا۔

مترجم جن کا تہِ دل سے شکر گذار ہے۔ اس کے بعد ارکان سلطنت عالیجناب نواب ولی الدولہ بہادر بالقابہٗ منصرم صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی اور عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی اور عالیجناب نواب اختر یار جنگ بہادر ناظم و معتمد امور مذہبی سرکار عالی کا بھی بیحد مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت اور منظوری میں اس کے فوائد کو اور ملک کی اخلاقی حالت کی اصلاح کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر جائز مدد عطا فرمائی جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

اس کے آخر میں اپنے محب صادق جناب مولانا ملک فضل الدین صاحب ککےزئی نقشبندی مجددی مرحوم اور ان کے خلف ارشد ملک چنن الدین صاحب نقشبندی مجددی سلمہٗ ربہٗ معزز تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور مالکان سلسلۂ اسرار التصوف کے عنایات کا بھی شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے بلا اندازہ روپیہ صرف کرکے بڑی مشقت اور بجان بازی سے صحیح نسخہ کتاب حضرات القدس کا متعدد مقامات سے تلاش کرکے فراہم کیا اور اس ناچیز کو اس کے ترجمہ کا موقع بخشا جس کا اس حقیر بدنام کنندہ دیشانے بامحاورہ ترجمہ کیا

جَعَلَ اللہُ سَعْیَھُمْ مَشْکُوْرًا ۔ مترجم کتاب فقیر احمد حسین قادری نقشبندی مجددی ابو العلائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

حمدِ حق میں ہے زبانِ نطق لال | ہے ہر اک ذرہ شہودِ حق پہ دال
نعتِ سرکارِ دو عالم میں زباں | کر نہیں سکتی ادب سے قیل و قال
لکھ سکے کیا مدحِ اہلِ بیتِ پاک | طائرِ کلکِ رقم ہے پرّ و بال
خاص کر اوصافِ اصحابِ کرام | بے عدیل و بے شبیہ و بے مثال

اَلْحَمْدُ لِاَوْلِیَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَالسَّلَامُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جب ۱۳۳۶ھ ہجری میں مَیں نے کتاب روضۃ القیومیہ کا ترجمہ شائع کیا (جو حضرات قیوم اربع کے مبارک حالات میں ایک مبسوط اور جامع کتاب ہے) تو پھر مجھے شائقین نے اس امر کی توجہ دلائی کہ اور کتب جو حضرات بزرگانِ نقشبندیہ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کے حالات میں ہیں۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنفات ہیں اس وقت تک ترجمہ نہیں ہوئی ہیں۔ ترجمہ کرا کر شائع کراؤں میں نے اُن کتابوں کی جستجو میں کوشش شروع کی۔ مگر جن جن بزرگوں کے پاس نایاب کتب ہیں وہ قدرتاً ایسے تنگ دل اور سخت طبع واقع ہوئے ہیں۔ کہ کتاب دینی تو در کنار دکھانے میں بھی حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیتے ہیں۔ مگر حضرت حق سبحانہٗ تعالٰے ہر ایک شخص کے شوق کو پورا کرتا ہے۔ اور غیب سے امداد دیتا ہے۔ یہ مقدس کتاب حضرات القدس جس کا یہ ترجمہ آپ کے روبرو پیش ہوتا ہے حضرت خواجہ شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی (جو حضرت مجدد الف ثانی امام ربّانی رحمۃ اللہ کے خلفائے عظام میں بڑا رتبہ رکھتے ہیں) تصنیف لطیف ہے۔ اور آپ خاص سرہند شریف کے رہنے والے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی مخلص اور سچے فدائی ہیں۔ چنانچہ جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان اپنی کتاب روضۃ القیومیہ رکن اوّل میں بظمن خلفائے حضرت امام ربّانی قدس سرہ العزیز آپ کے حالات جو درج فرمائے ہیں۔ اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں آپ کو کامل دسترس تھی حضرات القدس نامی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پیران سلسلہ اور آپ کے فرزندان اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے گئے ہیں تصنیف فرمائی اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں آپ نے تالیف کیں" ✦

حسن اتفاق سے اس کتاب کا پہلا دفتر سرہند شریف میں بزمانہ عرس شریف بماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری میرے محسن اور مخدوم حضرت خواجہ محمد محسن جانصاحب مرحوم ومغفور مصنف کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ کے صاحبزادہ بلند اقبال محمد معصوم حسن صاحب کی معرفت ملا۔ میں نے صاحبزادہ کا شکریہ ادا کیا اور کتاب لے لی۔ اور سرہند شریف میں بعض کرم فرماؤں کو اس کی اطلاع کی اور دوسرے دفتر کی جستجو جاری رکھی چنانچہ راقم الحروف فخر خاندان مجددیہ حضرت اقدس جناب قبلۂ عالم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول درگاہ ذوالمنن جناب خواجہ محمد حسن صاحب مجددی دامت برکاتہم ساکن ٹنڈہ سائینداد ضلع حیدرآباد سندھ مصنف کتاب انساب الانجاب جو بتقریب عرس مقدس سرہند شریف میں روضہ اقدس مجددیہ پر قیام پذیر تھے! ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور حضرات القدس کے پہلے دفتر کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے دوسرے دفتر کی ضرورت کی بابت عرض کیا۔ جناب ممدوح نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ دوسرا دفتر ہمارے پاس موجود ہے۔ جس وقت ہم اپنے مقام پر پہنچ جائیں۔ اس وقت یاددہانی کرانا۔ ہم روانہ کر دینگے مگر ساتھ ہی جناب نے یہ بھی فرمایا کہ دوسرا دفتر کرم خوردہ ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ اور بھی عمدہ عمدہ کتب قلمی رسائل موجود ہیں۔ جو خاص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہیں یعنی تسع رسائل جو خاص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے ہیں۔ موجود ہیں۔ یہ سنکر میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا! اور اس کتاب کے پہلے دفتر کو اپنے قدیمی محسن حضرت قبلہ مولانا مولوی خواجہ آحمد حسین خاں صاحب قادری نقشبندی مجددی مصنف کتب "سنن احمدیہ"، "ارمغان عثمانی"، "جواہر مجددیہ" وغیرہ خلف الصدق (حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان نقشبندیہ مجددیہ قادریہ شہر مدینہ

حضرت حافظ حاجی محمد عباس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ[۱] سجادہ نشین امروہہ ضلع مراد آباد جو فی زمانہ ریاست حیدرآباد دکن کے سررشتہ مذہبی میں کارگذار ہیں۔ اُسی زمانہ میں روانہ کر دیا اور حضرت سے التماس کی کہ آپ اس کو مطالعہ فرما کر اس کے ترجمہ کے متعلق امداد فرما دیں جب یہ کتاب حضرت کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ تو آپ نے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور مجھے اطلاع دی کہ کتاب میں کثرت سے غلطیاں ہیں۔ جو بفضل تعالےٰ درست اور صحیح ہو جائینگی چنانچہ حضرت اقدس نے ایک جلد دفتر اول "حضرات القدس" قلمی مدراس سے منگوائی اور اس اصل کتاب سے اس کا مقابلہ کر کے تصحیح فرمائی۔ اور اپنی نگرانی میں اس کی نقل فارسی زبان میں نہایت صحت سے کرائی۔ اور ترجمہ فرما کر اس کا وہی مبارک نام یعنی اُردو ترجمہ حضرات القدس رکھا۔ جو ڈیڑھ سال کے بعد تیار کر کے اب میرے پاس روانہ کیا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب وہ ترجمہ اردو آپ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔ مولوی صاحب نے جس قدر کوشش بلیغ اس ترجمہ میں فرمائی ہے اس کے لئے میں صرف اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ انہوں نے بلحاظ شیخ طریقت ہونیکے اپنا فریضہ ادا کیا۔ اور برادران دینی پر احسان فرمایا۔ لہٰذا میں بھی مولوی صاحب موصوف کا کمال مشکور ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے دست بدعا ہوں کہ قادر مطلق ایسے پاک وجود کو معتقدین کے سر پر قائم رکھے فارسی اس کتاب کی اس کے ساتھ ہی چھپنی تھی۔ مگر اردو دان اصحاب اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ اور فارسی پڑھنے والے بھی پسند نہیں فرماتے کہ اردو ترجمہ ساتھ ہو۔ اِس لئے اردو ترجمہ علیحدہ اور اصل فارسی کتاب علیحدہ شائع کی گئی +

کتاب حضرات القدس کے دُوسرے دفتر کیلئے مجھ کو ملک سندھ کا سفر کرنا پڑا

[۱] آپ کا سلسلۂ طریقت خاندان سہروردیہ بتوسط پیران الہ آباد بذریعہ حضرت حاجی حرمین شیخ قیام الدین فاروقی لکھنوی حضرت مخدوم جہانگشت سے ملتا ہے جو حضرت مخدوم الفتح سید رکن الدین ملتانی سہروردی نبیرہ غوث العالم سید بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے اور سلسلہ طریقت خاندان نقشبندیہ مجددیہ بتوسط حضرت مولوی حافظ حاجی مولانا حکیم سید فخرالدین احمد الہ آبادی مولانا سید فرخ علی عرف شاہ محمد عاشق کردی و مولانا سید یحییٰ بن نعیم آبادی مولانا شاہ مراد اللہ انصاری بسمرتی مولانا محمد نعیم بہرائچی حضرت مرزا جانجاناں شہید سے متصل ہوتا ہے اور سلسلۂ نسب حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح سے ملتا ہے حافظ عباس علیخاں بن امداد علی خاں بن احمد علی خاں عرف غلام مولےٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد الخاطب بہ درویش علیخاں بہادر بن شیخ عبدالحکیم ثانی المخاطب حکیم علیخاں بہادر امیر کبیر ثانی بن شیخ جان محمد بن شیخ غلام محمد بن حضرت فیض محمد عرف قسمت طالع (یہی صاحب ولایت ترکستان سے بعہد جہانگیر بادشاہ دہلی میں تشریف لائے۔ اور قصبۂ امروہہ موضع چند مواضع آپکو جاگیر دیا گیا۔ آپ کی سند میں یہ صراحت ہے کہ آپ اولاد حضرت خواجہ سید امیر کلال سے ہیں) بن امیر محبوب بن غریب شاہ بن امیر اقبال بن شاہ جمال اول بن شاہ جمال بن شیخ عبدالحکیم اول بن امیر جلال بن امیر جمیل بن مسکین شاہ بن شاہ نور بن سید محمد جعفر بن شاہ محمد المخاطب امیر کبیر اول بن ابوسعید بن امیر حمزہ بن امیر حمزہ ثانی بن حضرت سید شمس الدین معروف خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہم خواجہ امیر کلال کا نسب آپکے رسالہ کنز سے نقل کیا گیا ہے ۱۲

اور حسب وعدہ خود حضرت اقدس جناب صاحبزادہ محمد حسن صاحب مجددی دامت برکاتہم کے دولت پر حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ حضرت میرے حاضر ہونے سے نہایت خوش ہوئے۔ اور مجھے کتاب "حضرات القدس" کا دوسرا دفتر مع اور چند قلمی رسائل کے جن کے نام درج حاشیہ[1] ہیں بغرض ترجمہ و طبع عطا فرمائے۔ جو بفضل تعالیٰ ترجمے ہو رہے ہیں۔ اگر حیات مستعار باقی رہی تو یکے بعد دیگرے شائقین کی خدمت میں پیش کئے جائینگے۔ بالخصوص حضرات القدس دفتر دوم کا ترجمہ عمدۃ الفضلا ابو المعانی مولانا مولوی عرفان احمد صاحب انصاری مترجم کلمۃ الحق وغیرہ خلیفہ رشید جناب مولانا خواجہ احمد حسین خان صاحب موصوف نے نہایت دیدہ ریزی سے فرمایا۔ اور جناب مولانا ممدوح نے اس پر نظر ثانی فرمائی وہ بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے +

اب میں اس مختصر عرض کے بعد ناظرین سے بصد ادب التماس کرتا ہوں کہ جو جو حضرات ان مبارک کتب کا مطالعہ فرما کر خوش وقت ہوں وہ مجھ روسیاہ کو نہ بھولیں۔ اور میرے لئے دعائے خیر کریں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ کتب مندرجہ حاشیہ میری زندگی میں ہی طبع و شائع ہو جائیں۔ یہ بندہ گنہگار پر معاصی ہے اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہے کہ بتصدق ان تمام حضرات کے جن کا ذکر مبارک اس کتاب میں ہے مجھ پر رحم فرمائے۔ اور خاتمہ میرا اسی اعتقاد اور ارادت پر ہو۔ جو مجھ کو حضرات خاندان عالیہ نقشبندیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہے۔ اور حشر بھی انہیں حضرات کے زیر سایہ ہو ؎

برا ہوں یا بھلا ہوں خیر جیسا ہوں انہیں کا ہوں
طریقہ ہے کریموں کا نبھانا اپنے چاکر سے

کتاب ہٰذا میں اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو یا چھاپہ خانہ کی غفلت سے کوئی لفظ غلط چھپ جائے تو ناظرین اپنی شفقت سے اسکو معاف فرمائیں۔ اور خود صحت فرمالیں۔ والسلام مع الاکرام +

نیازمند ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

۲۲ ذی الحجہ الحرام سنہ ۱۳۴۰ ہجری۔ مطابق ۱۷ اگست سنہ ۱۹۲۲ء روز پنجشنبہ

---

[1] مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مکتوبات سعیدیہ۔ مبدء و معاد مجدد صاحب۔ مکاشفات غیبیہ مجدد صاحب۔ معارف لدنیہ مجدد صاحب۔ رد روافض مجدد صاحب۔ شرح رباعیات مجدد صاحب۔ رسالہ تحقیق قیومیت مجدد صاحب۔ رسالہ تعین و لاتعین مجدد صاحب۔ رسالہ مقصود الصالحین مجدد صاحب۔ رسالہ رد وحدۃ الوجود مجدد صاحب۔ رسالہ حضرت خواجہ محمد نعمان برہانپوری در تعلیم سلوک نقشبندیہ۔ بعض دیگر رسائل قلمی +

یہ رسائل کچھ ترجمہ ہو چکے ہیں۔ اور کچھ ترجمے ہو رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ جلد سے جلد شائع ہونگے +

فضل دین

اُردو ترجمہ کتاب

حضرات القدس

دفتر اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

بے حد بے حساب حمد وثنا ذاتِ حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے اُن مقدس تنزلات کی بارگاہوں کے لئے ہے۔ جن کی وساطت سے وجود یعنی ہستی کی بخشش وکرم کی بارش نے عدم یعنی نیستی کے باغوں پر نزول فرمایا۔ اور بے عدد اور بیشمار شکرانے صفاتِ باریتعالےٰ کی اُن محبت آمیز تعینات کی نگہتوں کے واسطے جن کے انوار کے ظہور سے وہم وخیال کے تیرہ وتاریک میدان منور اور درخشاں ہوئے۔ مقدس مراتب کا یہ سُنہری سلسلہ جو غیب کے وحدت سرا سے شہادت کے پائے تخت تک وسیع ہے ہر طرح کی تعریف اور توصیف کیلئے شایاں ہے۔ اور یہ پاکیزہ درخت اپنے اصول اور فروع کے ساتھ شکر گزاری کے قابل اور ثنا گستری کے لائق ہے۔ آیہ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (ایسی کوئی شئے نہیں ہے جو اُس کی تعریف میں مصروف ہو) اسی بات کی حکایت فرما رہی ہے اور آیہ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی وَالۡاٰخِرَۃِ (اُسی کی توصیف اوّل وآخر ہے) اسی مضمون کو ادا فرما رہی ہے۔ کیونکہ جس قسم کی تسبیح اور تحمید تنزلاتِ ذات کے مدارج میں سے جس درجہ کی بابت ہو۔ اصل الاصل کے مدارج میں داخل ہے۔ اور پاکی اور بزرگی صفاتِ الٰہی کے مراتب میں سے

جس مرتبہ کے لئے واقع ہو وہ بالا سے بالا مقام پر عروج کرتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ کائنات کا میدان خدائے تعالے کے ناموں اور صفتوں کا عکس ہے اور یہ وہمیات کا ذات الٰہی کے کمالات کا سایہ اور اُس کی شانیں ہیں۔ انبیاء اور اولیا بلکہ سارے ممکنات اسما اور صفات الٰہی کے آئینے اور مظاہر ہیں ❖

نعت

اور حضرت محمد رسول اللہ ذات حق سبحانہ تعالے کے مظہرِ کامل اور ذات صفاتِ الٰہیہ کے درمیان میں برزخ ہیں۔ اور ذاتِ احدیت کے فیضان کے مظاہر واحدیت تک نزول اور وصول کے ذریعے اور واسطے ہیں۔ آپ قاب قوسین اور اس سے بھی بلند اور بالا مقامات پر عروج فرما ہوتے ہیں۔ اللہ تعالے آپ پر اور آپ کی اولاد پاک اور اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ اور سب انبیا اور اولیار پر ❖

سبب تالیف کتاب

حمد اور نعت کے بعد اہل بصیرت کے دلوں پر ظاہر ہو کہ حضرت حق سبحانہ و تعالے قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (خدا سے ملنے کے واسطے وسیلہ اختیار کرو) نیز ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (کہدو اے محمدؐ) یہ میرے خدا کا راستہ ہے میں اپنے آپ کو اور اُن کو جو میرے پیرو ہیں۔ راہ بصیرت (ہدایت کیطرف) بُلاتا ہوں۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْٓ اُمَّتِہٖ (پیر اپنی قوم میں مثل نبی کے ہے اس کی اُمت میں) یہ بھی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ لَا دِیْنَ لَہٗ (جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ بے دین ہے) اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہُ اِبْلِیْسُ (جس کا کوئی پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے) پس راہِ خدا کے طالب کے لئے ایسے پیر کی بیحد ضرورت ہے۔ جو (خدائے بزرگ و برتر کی راہ کی طرف رہبری فرمائے اور خدا کی طرف جانے والے کو رستہ دکھائے۔ اور اُس پیر کے سلسلہ کی اسنا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک متصل ہو۔ اور وہ حضرت حبیب ربّ العالمین

صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے آراستہ ہو۔ ہر سالک کیلئے یہ امر بھی ارکان طریقت سے ہے۔ کہ سلسلہ کی اسناد کا علم اپنے پیر سے تابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل کرے طریقت کے اصول میں سے یہ بات بھی ہے کہ مرید اپنے پیران سلسلہ کے طرز اور طریقے اور حالات اور اُن کے اقوال اور مقام اور کرامتوں سے واقفیت حاصل کرے تاکہ وہ ان نعمتوں سے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار سے عطا ہوں۔ درجہ بدرجہ پیران کبار کے توسط سے مستفیض ہو سکے ؛

کیونکہ سلسلہ یعنی زنجیر کی خاصیت ہے کہ اُس کے ایک سرے کی حرکت دوسرے سرے تک پہنچتی ہے۔ مرید صادق کو چاہیئے کہ مناجات کے وقت قلبی حضور اور التجا اور عاجزی کے ساتھ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرے اور ہر ایک ظاہری اور باطنی مشکل اور مصیبت میں اُن کو اپنا شفیع گردانے۔ اور اُن کے وسیلہ اور واسطہ سے اپنی مراد مانگے تاکہ جلد قبولیت حاصل ہو ؛

چنانچہ حضرت سید الطائفہ[1] بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے پیروں کا کلام پڑھنے اور لکھنے اور سننے میں بے شمار فوائد ہیں۔ جن کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے ان کا کلام اُس کے واسطے ایک لشکر ہے خدائے عزوجل کے لشکروں میں سے۔ جب مرید کسی سبب کی طرف سے ناامید ہو کر خدا کے لشکروں کی امداد سے قوی دل ہو جاتا ہے۔ تو اپنے کام میں اچھی طرح سے مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس کو انبساط شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ اور غرور اور خود پسندی سے پاک ہو جاتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ آیۃ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ہم تم سے نبیوں کے حالات بیان کرتے ہیں تاکہ اُس سے تمہارے دل کو ہم جمعیت بخشیں، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے، چنانچہ اس امر پر امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد بزرگان دین کے ارشادات اور علما کے اقوال بہترین کلام ہیں ؛

---

[1] حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بہارستان میں اس طرح سے نقل کیا ہے حکایات المشائخ جند من جنود اللہ تعالیٰ رباعی جامی ؎

ہجوم نفس و ہوا کز سپاہ شیطانند	چو زور بر دل مرد خدا پرست آورد
بجز جنود حکایات رہنمایاں را	چہ تاب آنکہ برین ہر دو ناں شکست آورد

منقول ہے کہ جو شخص صوفیائے کرام کے حالات اور ارشادات اور اُن کے مقامات اور اپنے پیران سلسلہ کی کرامتیں لکھے تو ہر ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں۔ اِس بنا پر اس کمترین خاک نشینانِ بارگاہ انور بدر الدین شیخ ابراہیم سرہندی نے پیران سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مقامات کو اوّل سے آخر تک کہ کسی اور نے اس طور سے اس وقت تک ان مقالات کو جمع کرنے کی توفیق نہ پائی تھی، جمع کر دیا۔ اور اس کا نام حضرات القدس رکھا۔ اللہ ہی مددگار ہے۔ اور اسی پر تکیہ ہے ⁂

شجرہ و سلاسل خاندان عالیہ نقشبندیہ

واضح ہو کہ حضرت پیر و مرشد شیخ الاسلام قطب وقت۔ محققوں کے سردار متاخروں کے رہبر۔ ازلی خزانوں کے جمع کرنے والے۔ ابدی معدنوں کے تقسیم کرنے والے حضرت رسول خدا کے نائب حبیب اللہ العالمین کے وارث ہمارے شیخ اور امام شیخ احمد فاروقی کابلی۔ سرہندی قدس سرہٗ مرید و خلیفہ غوث عالم حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے (جو کہ قریشی الاصل کابلی المولد اور دہلوی السکونت ہیں۔ اور وہ حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ اپنے خالو حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں اور وہ حضرت شمس الدین امیر کلال قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ علی رامیتنی معروف بہ حضرت عزیزاں قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں ⁂

بعض نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کا حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی سے بلاکسی واسطہ کے انتساب ہے۔ نیز بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت شیخ ابو علی فارمدی

کو حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ اور اُن کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ سے اور ان کو سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی روحانیت سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق قدس سرہٗ کی روحانیت سے اور اُن کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ان کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ان کو حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتساب ہے ❖

کتاب شرح وصایائے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہٗ میں کہ مصنفہ حضرت خواجہ ابوالخیر فضل اللہ بن روزبہان المشہور بخواجہ مولانا اصفہانی ہے اس طرح سے مذکور ہے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی کے پیر تعلیم حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے ۔ اور پیر خرقہ خواجہ یوسف ہمدانی اور ان کے پیر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی اور اُن کے پیر چند واسطوں سے حضرت شیخ بایزید بسطامی ہیں ۔ اُن کے پیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ۔ اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ۔ اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ اور اُن کے پیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ❖

کتاب ثمرۂ شجرہ میں مذکور ہے کہ :-

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جس طرح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت حاصل ہے ۔ اسی طرح ہر سہ خلفاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے بھی جو آپ سے پہلے ہیں انتساب ہے ۔ اور باتفاق اہل تحقیق ثابت ہے کہ آپ نے تربیت علم باطنی میں ہر سہ خلفاء رضی اللہ عنہم سے بھی نسبت پائی ہے چنانچہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی ۔ اور اُن کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ تک اور بھی طریقوں سے پہنچتا ہے ❖

ایک یہ کہ حضرت سلمان فارسی کو حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل رہی اسی طرح حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی رہی ہے ❖

دوسرے یہ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جس طرح سے کہ (اپنے نانا) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے اسی طرح سے ان کو اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بھی انتساب ہے۔ اور ان کو ان کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو ان کے والد ماجد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے ٭

نیز حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی نسبت ہے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ٭

نیز حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی طوسی کو حضرت شیخ ابو عثمان مغربی سے انتساب ہے اور اُن کو حضرت شیخ ابو علی کاتب سے اور ان کو حضرت شیخ ابو علی رودباری سے اور ان کو حضرت شیخ جنید بغدادی سے اور اُن کو حضرت سری سقطی سے اور ان کو حضرت معروف کرخی سے اور ان کو حضرت امام علی موسےٰ رضا رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو حضرت امام موسےٰ کاظم رضہ سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق رضہ سے اور ان کو حضرت امام زین العابدین رضہ سے اور ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ٭

نیز حضرت معروف کرخی کو حضرت داؤد طائی سے اور ان کو حضرت حبیب عجمی سے اور اُن کو حضرت حسن بصری سے اور ان کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے انتساب ہے۔ اور ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے اور ان کو حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ٭

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بلاواسطہ صحیح نہیں ہے۔ اور خلاف واقع مشہور ہو گئی ہے۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپ کی ارادت کو صاحب تذکرۃ الاولیا نے صحیح بیان کیا ہے لیکن حضرت حسن بصری کا جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنا تذکرۃ الاولیا میں[1] منقول ہے (ہم نے ان روایتوں کو بیان کر دیا ہے۔ تاکہ طالب علموں کو یاد کرنے میں آسانی

[1] یہ واقعہ باب (۳) کتاب تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے ٭

ہو) اِس طرح سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں اونٹ کی مہار اپنی کمر میں باندھے ہوئے تشریف لائے۔ اور تین روز وہاں مقیم رہے آپ نے حکم دیا تھا کہ ممبروں کو توڑ دیا جائے اور واعظوں کو وعظ کہنے سے ممانعت کی جائے۔ پھر آپ حسن بصری کی مجلس میں تشریف لائے۔ اور استفسار فرمایا کہ تم عالم ہو یا متعلم۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوں۔ البتہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر حدیثیں مجھ تک پہنچی ہیں میں اُن کو مخلوق تک پہنچاتا ہوں آپ نے یہ سُن کر اُن کو وعظ کی اجازت دیدی اور فرمایا کہ اے جوان تُو نے اچھا جواب دیا۔ پھر آپ تشریف لیگئے حسن بصری رضی اللہ عنہ نے آپ کو فراست سے پہچانا۔ اور آپ کی تلاش میں نکلے اور آپ سے ملاقات ہوئی۔ اِنہوں نے عرض کیا کہ خدا کے لئے مجھ کو طہارت سکھائیے حضرت نے پانی منگایا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو طہارت کرنی سکھائی +

نیز حضرت خواجہ عارف ریوگری کا انتساب حضرت خواجہ محمد معشوق سے اور اُن کو حضرت خواجہ محمد معشوق سے اور اُن کو حضرت خواجہ قلی ماوراء النہری سے اور اُن کو حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی سے اور ان کو ابو المظفر مولانا ترک طوسی سے اور ان کو خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور اُن کو حضرت خواجہ محمد مغربی سے اور اُن کو سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی سے تا آخر سلسلہ انتساب ہے +

بعض احباب نے اس شجرۂ طیبہ کو نظم کیا ہے تاکہ طلبا کو آسانی سے یاد ہو جائے

شجرۂ منظوم

رسید فیض بصدیق ز احمدِ مختار ... از و رسید بسلمان مخزنِ اسرار
از و بقاسم و جعفر ابو یزید از و ... بخرقانی از و بو علی سرِ ابرار
از دست یوسف از و عبد وانیِ عارف ... ز فغنویست بر امیتنی بزرگوار
از دست حضرتِ باباپس ز امیرِ کلال ... بہاءِ ملت و دین نقشبند فخرِ کبار
عقیب این ہمہ یعقوب چرخی ست دگر ... از و بخواجہ عبید اللہ آں سرِ احرار
از دست زاہد و درویش خواجہ امکنگی ... از و بخواجہ باقی خدو ۂ اخیار
از و امام زماں قطب وقت شیخ احمدؒ ... کہ ہست بانی این ہ مجددِ این کار

بعض احباب نے اس شجرۂ طیبہ کو اس طرح سے نظم کیا ہے نظم

الف ثانی را جدِّ شیخنا تاج الرجال — شیخ احمد مجمع البحرین علم حال وقال
پیر ایشاں خواجہ باقی بحق فانی ز خویش — شیخ ایشاں خواجہ امکنگی بدر الکمال
مرشد او والد او خواجہ درویش دل — قدوہ مولانا محمد زاہد او را پیر خال
شیخ او خواجہ عبید اللہ سر احرار بود — مرشد او شیخ یعقوب آں سپہر چرخ کمال
شیخ او سلطان بہاء الحق والدین نقشبند — خواجہ نو شید ایں مے از خمخانۂ میر کلال
پیر سید خواجہ بابا محمد نام او — رستہ از خاک سماس آں گلبن گلہائے حال
شیخ او خواجہ علی رامیتنی تاج عشق — آنکہ [illegible] انجیر فغنو چشمۂ آب زلال
مرشد او خواجہ عارف لعل کان ریوگر — رہبر او خواجہ عبد الخالق آں دریائے حال
بود شاہ غجدواں از شاہ ہمداں آگاہ — قطب عالم خواجہ یوسف یوسف مصر وصال
مرشد او شیخ سرمد بو علی فارمدی — رہبر او خرقانی بو الحسن بحر نوال
پیر او سلطان معنی بایزید و شیخ او — جعفر صادق کہ در وصفش زبانہا ماندہ لال
شیخ او در نسبت صدیق جدِّ مادرش — قاسم ابن محمد قاسم فیض و نوال
شیخ او سلمان فارس فارس میدان دیں — با وجود صحبت از صدیقؓ ہم دارد کمال

رہبر صدیق خیر الانبیا ختم الرسل
مصطفےٰ اصدر رحمت حق بروئے اصحاب آل

حالات خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم

پہلے خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے کمالات وفضائل کے متعلق جو احادیث اور نصوص آئی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔ پھر ہر ایک صاحب کے مناقب فضائل جس طرح سے احادیث اور نصوص میں ہر ایک کی شان کی بموجب علیحدہ وارد ہوئے ہیں تحریر کئے جاتے ہیں پھر مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کے حالات ترتیب کے ساتھ معہ ترجمہ احادیث اور آیات ذکر کئے جائیں گے +

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اختار اصحابی علی العالمین سوی النبیین والمرسلین واختار من اصحابی اربعۃ فجعلهم خیر اصحابی

وھم ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو بعد پیغمبروں کے تمام عالم میں پسند فرمایا۔ اور تمام اصحاب میں سے چار کو منتخب کیا۔ اور اُن کو میرا بہترین دوست بنایا وہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن سب سے راضی ہو ٭

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام اتخذ اللہ ابا بکر والدی وعمر مشاوری وعثمان سندی وعلیاً ظہیری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو میرا خسر اور عمرؓ کو میرا وزیر اور عثمان کو میرا تکیہ گاہ اور علیؓ کو میرا پشتیبان بنایا ہے ٭

وقال[۳] ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام اربعۃ اخذ اللہ میثاقھم فی اُم الکتاب لایحبھم الا مؤمن ولا یبغضھم الا فاجر وھم حلائف نبوتی وعضد دینی وعصمۃ امتی ومعدن حکمتی لا تقاطعوا ھم لا تحاسدو منھم یہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی بابت لوح محفوظ میں میثاق لیا کہ اُن کو دوست نہ رکھیگا کوئی شخص سوائے مومن کے اور ان سے بغض نہ رکھیگا کوئی سوائے فاجر کے وہ میری نبوت کے حلیف ہیں اور میرے دین متین کے بازو اور میری امت کی عصمت ہیں اور میرے علم کے معدن۔ اُن سے تعلق قطع نہ کرو اور نہ اُن پر حسد کرو ٭

شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ العزیز نے کتاب **قُوۃُ القُلُوب** میں نقل کیا ہے کہ ہر زمانہ کا قطب قیامت تک اپنے مرتبہ اور مقام میں امیر المومنین ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالیٰ عنہ کا قایم مقام رہے گا۔ اور تینوں اوتاد جو قطب سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ ہر زمانہ میں بقیہ خلفاء ثلثہ یعنی امیر المومنین عمر فاروق اور امیر المومنین عثمان ذی النورین اور امیر المومنین علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قائم مقام ہوں گے۔ اور ان کی صفت حالت و یقین کے مطابق رہیں گے۔ باقی چھ صدیق جن کی صفت یہ ہے کہ :-

بِھِمْ یَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ بِھِمْ

---

[۱] اس حدیث کو خطیب نے بروایت انس رضے اللہ عنہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ٭

[۲] اس حدیث کو دیلمی نے ضمان الفردوس میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ٭

[۳] ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ابوہریرہ رضے اللہ عنہ سے ٭

یُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ یُمْطَرُوْنَ اُن کی برکت سے زمین قائم ہے اور اہل زمین کی بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ اور اُنہیں کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے اور پانی برسایا جاتا ہے، وہ ہر زمانہ میں بقیہ عشرہ مبشرہ چھ اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے قایم مقام ہوتے ہیں ⁂

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکرٌ وزیری والقائمُ فی اُمتی وعمر حبیبی وعثمان منی وعلی اخی وصاحب لوائی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ میرا وزیر اور میری امت میں میرے بعد میرا قائم مقام ہے اور عمرؓ میرا حبیب ہے۔ اور عثمانؓ مجھ سے ہے اور میرا بھائی علیؓ میرا صاحب لواء ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم ⁂

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یجتمع حبّ ھٰؤلاءِ الاربعۃ الا فی قلب مومن ابو بکر وعمر وعثمان وعلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار شخص یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی محبت سوائے قلب مومن کے جمع نہیں ہوتی۔ راضی ہو اللہ تعالےٰ اُن سب پر ⁂

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر بصری وعمر ینطق بلسانی وعثمان روحی فی جسدی وعلی منی وانا منہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابوبکر میری آنکھوں کی بینائی ہے اور عمر میری زبان سے گفتگو کرتا ہے اور عثمانؓ میری رُوح ہے جو میرے جسم میں ہے اور علی مجھ سے ہے اور مَیں اس سے ہوں رضی اللہ تعالےٰ عنہم ⁂

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام انا مدینۃ الصدق وابوبکر سقفھا وانا مدینۃ الصلابۃ وعمر عمادھا وانا مدینۃ الحیاء وعثمان جدارھا وانا مدینۃ العلم وعلی بابھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مَیں صدق کا شہر ہوں۔ اور ابوبکر اس کی چھت ہے مَیں صلابت کا شہر ہوں اور عمر اس کا ستون ہے مَیں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کی دیوار ہے مَیں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے، راضی ہو اللہ تعالےٰ اُن سب پر ⁂

۱ے مشکوٰۃ شریف ۲ے اس حدیث کو بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ترمذی نے کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ⁂

۳ے اس حدیث کو بروایت ابن خطیب ترمذی نے نقل کیا ہے ⁂

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام یجمع اللہ اُمّتی عند قبری فیجمع الصدیقین مع ابی بکر ویدخلون الجنۃ والاٰمرین بالمعروف مع عمر و اھل الحیاء مع عثمان واھل السخاء وحسن الخلق مع علی واھل العلم مع معاذ بن جبل واھل القرأۃ مع ابی ابن کعب والفقراء مع ابی الدرداء واھل الزھد مع ابی ذر والشھداء مع حمزۃ والموذنین مع بلال فیدخلون الجنۃ وقد وعدنی ربی ان یدخل من اُمتی سبعین الفاً بلا حساب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ میری کل امت کو میری قبر کے پاس جمع کریگا۔ ان میں سے صدیقین کو ابوبکرؓ کے ہمراہ۔ پس وہ اُن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے۔ اور امر بالمعروف کرنے والوں کو عمرؓ کے ہمراہ اور حیا والوں کو عثمانؓ کے ہمراہ اور سخاوت اور اچھے اخلاق والوں کو علیؓ کے ساتھ اور علما کو معاذ بن جبلؓ کے ساتھ اور قاریوں کو اُبی بن کعبؓ کے ساتھ اور درویشوں کو ابی درداؓ کے ساتھ اور زاہدوں کو ابی ذرؓ کے ساتھ اور شہیدوں کو حضرت حمزہؓ کے ساتھ اور مؤذنوں کو بلالؓ کے ساتھ جمع کریگا۔ اور سب جنت میں جائینگے۔ خدائے پاک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے ✦

حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دس[۱] صحابی میرے جنتی ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص اور ابوعبیدہؓ بن جراح اور سعیدؓ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہم ✦

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا[۲] ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بے شک راضی ہو گیا حق سبحانہٗ تعالےٰ اُن مومنوں سے جو درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ✦

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں چاروں صحابیوںؓ کو متعدد مقامات میں یاد فرمایا ہے اُن میں سے بعض آیتیں یہ ہیں۔ الصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار۔ صبر کرنے والے اور سچ کہنے والے اور دعا کرنے والے

---

[۱] اس حدیث کو کسی قدر اضافہ کے ساتھ ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ابن ماجہ نے سعید بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے [۲] سورہ فتح رکوع ۳ ✦

اور صبح میں مغفرت چاہنے والے ، مفسّرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں صابرین سے مراد خود حضرت خاتم النبیّین ہیں۔ اور صادقین سے ابو بکر صدیق رضؓ اور قانتین سے عمر فاروقؓ اور منفقین سے عثمان ذی النّورین رضؓ اور مستغفرین بالاسحار سے حیدرؓ کرار مراد ہیں۔ رضے اللہ تعالےٰ عنہم +

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں یعنی ابو بکر رضؓ - زیادہ سخت ہیں کافروں پر یعنی عمر رضؓ - مہربان ہیں آپس میں یعنی عثمان رضؓ - تو اُن کو رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے یعنی علی رضؓ +

دوسری آیت میں فرماتا ہے مِنَ النَّبِيّٖنَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا نبیّین یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلےاللہ علیہ وسلّم اور صدیقین یعنی صدیق اکبر رضؓ اور شہدا یعنی فاروق اعظم اور صالحین یعنے ذی النّورین رضؓ اور یہی لوگ رفاقت کیلئے بہتر ہیں یعنی علی المرتضےٰ +

نیز فرمایا جل جلالہٗ نے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ بیشک تمہارا ولی خدا اور اُس کے رسُول (یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ مومنین ہیں (یعنی ابوبکر صدیقؓ) قایم کرتے ہیں نماز کو (یعنی فاروق اعظمؓ) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (یعنی عثمان ذی النورین رضؓ) اور وہ رکوع میں رہتے ہیں (یعنی علی مرتضےٰ) +

نیز فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ پس یہی ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔ نبیوں میں سے یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صدیقوں میں سے یعنی صدیق اکبر رضؓ اور شہدا میں سے یعنی تینوں خلفا جنہوں نے شہادت پائی۔ اور صالحین میں سے یعنی تمام صحابہ رضؓ +

نیز خدائے تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو لوگ ایمان لے آئے یعنی ابو بکر صدیق کہ تمام بوڑھوں میں ایمان لانے میں سبقت لے گئے۔ اور قایم کیا انہوں

نے نماز کو یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی عثمان ذی النورین رضؓ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر جو تم پر نازل کی گئی یعنی علی مرتضےٰ جو ایمان لانے میں تمام جوانوں پر سبقت لے گئے +

نیز خدائے جل و علا فرماتا ہے۔ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ۔ مال خرچ کیا اس نے خدا کی محبت میں (ابو بکر رضؓ) اور قائم کیا اس نے نماز کو (عمر رضؓ) اور زکوٰۃ دی (عثمان رضؓ) اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے (علی مرتضیٰ رضؓ) +

نیز فرمایا اللہ تبارک تعالےٰ نے اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ جو لوگ علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں (ابو بکر رضؓ) اور پی جانے والے غصہ کے (عمر رضؓ) اور معاف کرنیوالے لوگوں کو (عثمان رضؓ) اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (علی رضؓ) +

اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ اور قسم ہے آخر دن کی بیشک انسان نقصان میں ہے مراد اس سے ابو جہل ہے مگر جو لوگ ایمان لے آئے مراد اس سے ابو بکر رضؓ ہیں۔ اور نیک کام کئے یعنی عمر رضؓ اور وصیت کی انہوں نے حق کے ساتھ یعنی عثمان رضؓ اور وصیت کی اُنہوں نے صبر کے ساتھ یعنی حضرت علی رضؓ +

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے[ا] لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ اٰمَنُوْا مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ وَاٰمَنَ النَّاسُ مِنْ خَوْفِ السُّيُوْفِ برا نہ کہو میرے اصحابؓ کو کیونکہ ایمان لائے ہیں وہ خدا کے خوف سے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ وہ ایمان لائے ہیں تلوار کے ڈر سے +

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ جب تختِ خلافت پر بیٹھے تو آپ ممبر پر چڑھے۔ اور نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ اور خداوند تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا کہ اے بھائیو!

[ا] اس حدیث کو ترمذی نے ابن عمر رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے اور طبرانی ابن عباس رضؓ سے تھوڑے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے +

معلوم کرو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام آدمیوں میں بہتر ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو۔ جو شخص اُن کو بُرا کہے اور ان کے حق میں بہتان لگائے اُس پر خدا اور رسولؐ اور فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو ٭

محمد حنیفہ[1] رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضؓ ہیں میں نے کہا اُن کے بعد کون ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا اُن کے بعد کون ہے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کہا کہ اُن کے بعد اے امیر المومنین آپ ہی افضل ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی خدا تعالےٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں ٭

حضرت امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

آپ[2] خلفاء خیر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے خلیفہ اوّل ہیں۔ آپ کو علوم ظاہری اور باطنی میں حضرت سید الاولین والآخرین کے ساتھ انتساب ہے آپ کا نسب حضرت سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جناب مرّہ بن کعب میں مل جاتا ہے عدد آبار میں حضرت افضل الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو مناسبت تامہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نسب میں جناب مرّہ تک چھ کڑی ہیں۔ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ۔ آپ کی ماں کا نام سلمےٰ اور اُن کی کنیت اُم الخیر بنت صخر بن عمر و مذکور تیمیہ ہے۔ آپ کی پیدائش سنہ فیل سے دو برس چند روز کم چار ماہ کے بعد ہوئی ٭

آنحضرت[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ماصبّ اللّٰہُ فِی صَدْرِی شَیْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُہٗ فِی صَدْرِ اَبِی بَکْرٍ کوئی چیز ایسی اللہ تعالےٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو

---

[1] یہ حدیث بطور قول کے محمد بن الحنفیہ سے امام بخاریؒ نے نقل کی ہے ٭

[2] آپ کا رنگ گورا بدن لاغر تھا اٹھتیس سال کی عمر میں خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی چھ اولادیں تھیں ۳ فرزند محمد۔ عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔ اور ۳ دختریں تھیں۔ اُم کلثوم۔ عائشہ رضؓ۔ اسماء ۱۲ تحفۃ الواعظ ٭

[3] اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے ٭

میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا ہو۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں یہ خطبہ پڑھا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا دُوْنَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا لٰکِنْ ھُوَ شَرِیْکِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَصَاحِبِیْ اَلَّذِیْ اَوْجَبْتُ لَہٗ صُحْبَتِیْ فِی الْغَارِ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ[1] کہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کے بعد معلوم ہو کہ اُس نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔ (اس میں اشارہ اپنی ذات پاک کی طرف ہے) اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن وہ میرے دین میں میرے شریک ہیں یعنی میرے ناصر اور معین اور میرے دین اور یقین کو ظاہر کرنے والے ہیں وہ میرے دوست ہیں میں نے غار میں اپنی صحبت کیلئے انہیں کو منتخب کیا وہ میری امت میں میرے جانشین ہیں۔

دوسری[2] حدیث میں ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَمُوْسٰی نَجِیًّا وَاتَّخَذَنِیْ حَبِیْبًا ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ وَنَجِیِّیْ کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور حضرت موسےٰ کو اپنا نجی اور مجھ کو اپنا حبیب۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ البتہ پسند کیا میں نے اپنے حبیب کو بمقابلہ اپنے خلیل اور اپنے نجی کے۔

اِن دونوں حدیثوں کے مضمون کو اہل دانش اور ارباب تحقیق نے اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ خلت کے دو مقام ہیں ایک مرتبۂ محبیت کی انتہا۔ یہ مقام دوسری حدیث میں مراد ہے۔ دوسرا مقام مراتب و درجات محبوبیت کی انتہا۔ یہ مقام پہلی حدیث میں مراد لیا گیا ہے۔ جس مرتبہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور مقامِ محمود اسی درجۂ کمال کے انتہا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ اگر اور کوئی شخص اس مقام خاص میں

---

[1] اس حدیث کو مختلف طریقوں سے محدثین نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ صحیحین بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری زبیر بن العوام اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور احمد نے زبیر سے اور ابویعلیٰ نے باختلاف یسیر نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اور طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے اور دیلمی نے اور ابن عساکر نے ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے۔

میں اُسکا شریک ہوتا تو ابوبکرؓ ہوتا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیاء امت میں اکمل اور افضل اور اعلم ہیں اور پیغمبروں کے بعد گروہ صدیقین میں اکمل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر ارباب انس قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍؓ۔ قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکرؓ سے کسی اور بہتر شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا ❊

نیز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ابوبکرؓ کو تم سب سے جو بہتر جانتا ہوں وہ کچھ اُن کے نماز روزہ کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اُس کے سینہ میں ہے یعنی یقین ❊

ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلوک حصول جذبہ کے بعد سلوک فوقانی سے تعلق ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے اس نکتہ کو اس عبارت میں آپ نے بیان فرمایا ہے سَلُوْنِیْ مِنْ طُرُقِ السَّمَآءِ فَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ مِنْ طُرُقِ الْاَرْضِ کہ مجھ سے آسمانوں کے راستے دریافت کرو کیونکہ میں آسمانوں کے راستوں کا علم زیادہ رکھتا ہوں بمقابلہ تمہارے زمین کے راستوں کے یہ سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ سیر انفسی کے ساتھ اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذات غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے۔ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی راہ سے انتہاء مقام تک واصل ہوئے۔ اور فوقانی سلوک جس کا سیر آفاقی سے تعلق ہے۔ اگرچہ وہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار مقدس سے ہی ہے لیکن جناب علی کرم اللہ وجہہ سے مخصوص ہے۔ بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم دوسرے راستوں سے عالم غیب تک واصل ہوئے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مسلک تو معلوم ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مسلک بھی علیحدہ ہے اور حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ بھی جداگانہ طریقہ رکھتے ہیں۔ سالکوں کا سلوک ان چاروں راہ سے طے

---

[1] ابوداؤد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے ۱۲

ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مسلک کا سلوک خود شائع اور مشہور ہے۔ اکثر اہل سلسلہ اسی راہ سے سلوک طے کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کا سلسلہ مخصوص خواجگان نقشبندیہ سے ہے لیکن دیگر سلسلوں کے مشائخ کبار نے بھی اس مسلک صدیقیہ پر سلوک طے کیا ہے۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں +

مصنف کتاب کہتا ہے کہ اس نے بعض اکابر مشائخ کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ اسی راہ سے غیب ذات تک پہنچے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے طریقہ کی فنا و بقا میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے آپ نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور حضرت شیخ ابو سعید خراز قدس سرہٗ نے بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[1] لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر آپ میں تکمیل اور پیشیردی کی شان نہ ہوتی تو مقام نبوت سے کیونکر مناسبت رکھتے۔ پس غور فرمائیے اور تحقیق میں کمی نہ کیجیے +

سالم بن عبیدہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ جب[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بیماری کے زمانہ میں جس میں آپ کی وفات ہوئی کسی قدر ہوش ہوا تو آپ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا حاضرین نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ؐ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بلالؓ سے کہو اذان دے اور ابو بکرؓ سے کہو کہ امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ کلمات فرما کے آپ پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب پھر آپ ہوش میں آئے تو فرمایا کہو بلالؓ سے کہ اذان کہے اور ابو بکرؓ سے کہو کہ امامت کریں۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائیں +

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نرم دل آدمی ہیں وہ جب امامت کریں گے تو آپ کی بجائے کھڑے ہونگے گھبراہٹ

---

[1] اس حدیث کو ترمذی اور احمدؒ نے اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے +

[2] امام مسلم اور بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو باختلاف لفظی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے نقل کیا ہے +

اور بے قراری اُن پر غالب آئے گی۔ برداشت نہ کر سکیں گے۔ کیوں آپ اور کسی کے واسطے ارشاد نہیں فرماتے۔ اُس کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے۔ فرمایا کہ بلال رضؓ سے کہو اذان دے اور ابو بکر رضؓ سے امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھاویں۔ اور بیشک تم (اے عائشہ رضؓ) یوسف پیغمبر (علیہ السلام) کے ساتھ والی عورتیں ہو جنہوں نے اُن کو فتنے میں ڈالدیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے بلال رضؓ سے کہا تب اُنہوں نے اذان کہی اور ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ امامت کے لئے آگے بڑھے اور نماز پڑھانی شروع کی۔ اِس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کمی پائی اور ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو کسی ایسے شخص کو جس پر میں ٹیکا کروں اور مسجد میں چلا جاؤں پس بریدہ رضؓ اور اور ایک صحابی آئے ان دو نو پر آپ نے ٹیکا کیا اور مسجد میں تشریف لیگئے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو +

اور صحیح مسلم[۱] میں اس طرح سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلوا کہ میں ایک تحریر لکھوادوں۔ کیونکہ لوگوں کی آوازوں سے میں ڈرتا ہوں ممکن ہے کہ کوئی شخص مدعی خلافت کا ہو جائے اور خدائے تعالیٰ اور مومنین سوائے ابو بکر رضؓ کے اور کسی کی خلافت منظور نہیں کرتے"

ترمذی میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اگر کسی سے میں یہ سنوں گا کہ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی تو اُس کا سر اس کے بدن سے جدا کردونگا۔ تا آخر حدیث۔ اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ اُس کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو بوسہ دیا اور چھوا اور یہ آیت شریف پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ[۲] بیشک تو ایک دن اس جہان سے پردہ کریگا۔ اور سب لوگ بھی مرجائیں گے۔ اِس سے لوگوں نے جان لیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کہنا درست ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جہان سے پردہ کر گئے +

---

۱ اس حدیث کو مسلم میں بروایت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نیز حمیدی نے اپنی صحاح میں نقل کیا ہے۔ کسی قدر اضافہ کے ساتھ +

۲ سورہ زمر رکوع ۳ +

دوسری روایت یہ ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے باہر آئے۔ یہ آیت بزرگ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ محمد بھی اللہ تعالےٰ کے ایک رسول ہیں اِن سے پہلے بھی بہت سے رسول ہوئے ہیں۔ اگر (بالفرض) یہ مرجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں (دین سے) پھر جاؤ گے" (سورۃ آل عمران۔ رکوع ۱۵)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے آپ سے کہا کہ اے یارِ غار پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم آپ کی نماز جنازہ پڑھو گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ لوگوں نے کہا کس طرح سے آپ نے کہا کہ جتنے آدمی آتے جائیں تکبیر کہیں نماز پڑھ لیں اور دعا کریں اور باہر نکل آئیں۔ پھر اسی طرح سے دوسرے لوگ آتے جائیں اور نماز پڑھتے جائیں۔ تا آخرِ حدیث +

اور اسی حدیث میں یہ بھی مضمون ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دلانے کیلئے کہا تو آپ کے چچازاد بھائی حضرت عباسؓ[1] اور حضرت علیؓ اور فرزندان عباسؓ فضلؓ اور قثمؓ نے آپ کو غسل دیا، اور اُسامہ بن زید اور صالح حبشی اور مہاجرین نے کہا کہ ہمارے برادران انصار کی طرف چلو کہ اُن سے ہم مشورہ کریں کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر ہو اور ایک تمہاری طرف سے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے یہ سُن کر کہا کہ صحابہ میں سوائے ابوبکرؓ کے کون ایسا ہے کہ اُس کی تعریف خدائے پاک نے ایسے تین کلمہ فرمائے ہوں ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۂ توبہ رکوع ۶) اُن دو میں سے وہ دوسرا شخص ہے جس کے واسطے غار حرا میں اُس کے صاحب نے فرمایا تھا کہ غم نہ کرو کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے، اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں! ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھایا عمرؓ نے سب سے پہلے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور سب صحابہؓ نے بھی بہت خوبی کے ساتھ + (تاریخ امام یافعی رحمۃ)[2]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا

---

[1] اوّل نام عباس بن ابی طالب کا ہے اور دوبارہ نام جو عباس ہے یہ ابن عبدالمطلب ہیں ۱۲

[2] اس حدیث کو امام مسلم اور بخاری نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ نقل کیا ہے ۱۲

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی شان میں یہ فرمایا جب کہ خدائے تعالےٰ نے مجھ کو پیغمبر بنا کر تم پر بھیجا تو تم نے کہا کہ (محمدؐ) جھوٹ بولتے ہیں اور ابو بکرؓ نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ پھر ابو بکرؓ نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی۔ پس آیا چھوڑتے ہو تم میرے لئے میرے صاحب کو؟

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ انتہائی تعریف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایمان کی ہے۔ سچائی اور یقین کامل میں کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی ہے کہ اور سب نے آپ کے روبرو آپ کو جھٹلایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپکے غیاب میں آپ کی تصدیق کی اور یہ اُن کی تصدیق کا کمال ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مروتاً کسی کے سامنے اس کی تکذیب نہیں کی جاتی۔ مگر یہ نہیں ہوتا کہ کسی کے غیاب میں اُس کی تصدیق کی جائے۔ اسی طرح غیاب میں کسی کی تکذیب کی جاتی ہے نہ کہ اُس کے روبرو۔ اس کا مطلب غور کرنے والے کے لئے بالکل واضح ہے ❖

اور یہ حدیث شریف لَوْ تَزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیْمَانِ الثَّقَلَیْنِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ[1] اگر ابو بکرؓ کے ایمان کا تمام جن و انس کے ایمان کے مقابلہ میں موازنہ کیا جائے تو ابو بکرؓ کے ایمان کا پلہ زیادہ ہوگا (یعنی باستثناء ایمان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام)[2]

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کون شخص سب سے زیادہ محبوب ہے آپنے فرمایا کہ عائشہ رضؓ لوگوں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون فرمایا اُس کا پدر[3] ❖

نیز یہ کہ فرمایا[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسجد میں بجز ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کسی کی کھڑکی باقی مت رکھو ❖

اور حضرت ابن عمر[5] رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمانہ میں ہم لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو چُن لیا تھا اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ سب حدیثیں صحاح میں مروی ہیں ❖

صحیح مسلم میں روایت[6] ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایسا

---

[1] اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرؓ سے موقوفاً بدیں الفاظ نقل کیا ہے لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ اور حکیم ترمذی نے بھی فضائل الصحابہ میں اس کو نقل کیا ہے ۱۲ [2] اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری نے بروایت عمرو بن العاص نقل کیا ہے [3] اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری نے ابو سعید خدری رضؓ سے نقل کیا ہے ۱۲ [4] اس قول کو بخاری اور ابو داؤد نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے [5] اس حدیث کو صحیح مسلم میں بروایت ابی ہریرہؓ نقل کیا گیا ہے ۱۲

کون شخص ہے جس نے آج روزہ کی نیت کی ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے جو کسی جنازہ کے ہمراہ رہا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے کہ جس نے آج کسی مسکین کو کھانا دیا ہو۔ ابو بکر رضہ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے کہ جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو۔ ابو بکر رضہ نے کہا کہ میں نے۔ اس کو سن کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سب کام جمع نہیں ہوتے سوائے جنتی آدمی کے۔

اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص بے حساب بلا پرسش کے جنت میں جائیگا ورنہ ایمان لانا ہی خدائے جل وعلا کے فضل سے سبب ہے جنت میں جانے کا۔

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا[1] کہ میری امت میں سب سے مہربان میری امت پر ابو بکر رضہ ہے اور جس کسی پر میں نے اسلام کو پیش کیا (کہ قبول کرو) وہ فکر میں سرگردان ہو گیا سوائے ابو بکر رضہ کے اور جب کہ حضرت ابو بکر صدیق رضہ اپنا تمام مال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے۔ تو آپ[2] نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ کر آئے ہو تو عرض کیا۔ کہ خدائے تعالےٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کو۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ فِیْهَا اِسْمِیْ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ خَلْفِیْ جب مجھ کو آسمان پر معراج ہوئی تو میں نے ہر ایک آسمان پر اپنا نام مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا پایا اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو اپنے ساتھ پیچھے پیچھے دیکھا۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا كُلُّ النَّاسِ يَقِفُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ فَاِنْ شَاءَ قَامَ وَاِنْ شَاءَ مَضٰى فَاِنَّهٗ يُعْطٰى كِتَابَهٗ فَيُقَالُ لَهٗ اِنْ شِئْتَ فَلَا تَقْرَاْ وَلَهٗ قُبَّةٌ فِیْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ مِنْ يَاقُوْتٍ حَمْرَاءَ وَلَهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ بَابٍ كُلَّمَا اشْتَاقَ اِلَى اللّٰهِ انْفَتَحَ مِنْهَا بَابٌ فَيَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ بِلَا حِجَابٍ۔ روز قیامت سب لوگوں کو کھڑے رہنے کے لئے حکم ہوگا۔ سوائے ابو بکر رضہ کے کہ ان کو اختیار رہے گا خواہ کھڑے رہیں خواہ وہ (پل صراط سے) گذر جائیں اور جب ان کو

---

[1] اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے جابر اور حسن سے نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت عمر رضہ سے روایت کیا ہے۔

نامۂ اعمال دیا جائیگا تو یہ حکم ہوگا کہ آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اس کو پڑھیں چاہے نہ پڑھیں اور اُن کے لئے ایک قبہ (محل گنبد نما) یاقوت سُرخ کا اعلےٰ علیین میں بنایا گیا ہے جس کے چار ہزار دروازے ہیں جب وہ خدا کے ملنے کے مشتاق ہونگے ایک دروازہ اُن میں سے کھل جائیگا اُس ہی سے وہ خدا تعالےٰ کا جمال باکمال بے پردہ دیکھ لیا کرینگے +

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک روز جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ کیا میری اُمت سے قیامت کے دن حساب لیا جائیگا ؟ کہا کہ ہاں سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب سے لیا جائیگا ۔ ابو بکرؓ سے کہا جائیگا کہ بے حساب جنت میں جاؤ۔ وہ جواب دینگے کہ میں بغیر اپنے دوستوں کے ہمراہ لئے جنت میں نہ جاؤنگا۔ ارشادِ ربّ العزۃ جل شانہٗ ہوگا کہ اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ کہ میں نے تیری ولادت کے روز یہ وعدہ کر لیا تھا اور اسی دن بہشت کو حکم دے دیا تھا کہ جو کوئی ابو بکر کا دوست ہوگا وہ اے بہشت تجھ میں ضرور داخل ہوگا +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَمَّا وُلِدَ اَبُوْ بَكْرٍ طَلَعَ اللّٰهُ عَلٰى جَنَّتِهٖ عَدْنٍ فَقَالَ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا اُدْخِلَنَّكِ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ هٰذَا الْمَوْلُوْدَ ابو بکرؓ کی ولادت کے دن اللہ تعالےٰ جنت عدن پر تجلی فرمائی ۔ اور ارشاد فرمایا کہ مجھ کو میری عزت وجلال کی قسم ہے کہ اے جنت عدن تجھ میں سوائے اس شخص کے جو اس مولود لڑکے کو دوست رکھے داخل نہ کرونگا +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اَلَا اُعْطِيْكِ خَبَرَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اِسْمَ اَبِيْكِ مَكْتُوْبٌ عَلٰى قَلْبِ الشَّمْسِ وَاِنَّ الشَّمْسَ يُقَابِلُ الْكَعْبَةَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فَتَمْتَنِعُ عَنِ الْعُبُوْرِ عَلَيْهَا فَزَجَرَهَا الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا وَيَقُوْلُ بِحَقِّ مَا فِيْكِ مِنَ الْاِسْمِ اَعْبِرِيْ فَتَعْبُرُ اے عائشہؓ کیا میں تیری ایک بات تجھ سے نہ کہوں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے باپ کا نام آفتاب کے دل پر لکھا ہوا ہے ۔ اور جب روزانہ آفتاب خانۂ کعبہ کے مقابل ہوتا ہے اُس پر سے گزرتے وقت رُک جاتا ہے ۔ تب فرشتہ مؤکّل آفتاب کو ڈانٹ کر یہ کہتا ہے کہ گذر اے آفتاب اس اسم پاک کی برکت سے جو تجھ میں ہے ۔ تب کہیں آفتاب خانہ کعبہ سے عبور کرتا ہے +

ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب رضہ سے ارشاد فرمایا کہ تم کو
قیامت کے حالات سے مطلع کرتا ہوں۔ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یُنْصَبُ مِنْبَرٌ عَلٰی
یَمِیْنِ الصِّرَاطِ فَاَجْلِسُ عَلَیْہِ فَیُنْصَبُ مِنْبَرٌ ثَانٍ فَیَجْلِسُ عَلَیْہِ اِبْرَاھِیْمُ
ثُمَّ یُنْصَبُ کُرْسِیٌّ بَیْنَھُمَا فَیَجْلِسُ عَلَیْہِ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ یَاْتِیْ مَلَکٌ وَیَقِفُ
عَلٰی مِرْقَاتٍ مِنْ مِنْبَرِیْ ثُمَّ یُنَادِیْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ عَرَفَنِیْ
فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا مَلَکٌ خَازِنُ جَھَنَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ
اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ جَھَنَّمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدٌ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَھَا اِلٰی
اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ یَاْتِیْ مَلَکٌ اٰخَرُ یَقِفُ عَلَی الْمِرْقَاتِ الثَّانِیْ مِنْ مِنْبَرِیْ
ثُمَّ یُنَادِیْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ
فَاَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ الْجَنَّۃِ اِلٰی
مُحَمَّدٍ وَاَنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَھَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ یَتَجَلّٰی لَنَا الْجَلِیْلُ
الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَیَقُوْلُ مَرْحَبًا لِّخَلِیْلٍ وَحَبِیْبٍ وَصِدِّیْقٍ۔ قیامت کے
دن ایک منبر پل صراط کی سیدھی جانب رکھا جائیگا کہ میں اُس پر جلاس کرونگا۔ پھر دُوسرا
منبر رکھا جائیگا۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھینگے۔ اس کے بعد دونوں
منبروں کے بیچ میں ایک کرسی رکھی جائیگی اُس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے۔ پھر
ایک فرشتہ آئیگا اور میرے منبر کی ایک سیڑھی پر کھڑا ہو کر یہ آواز دے گا۔ کہ مسلمانو!
تم میں سے جس کسی نے مجھ کو پہچانا اُس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا اُس کو معلوم ہو کہ میں دوزخ کا داروغہ
ہوں (مالک) خدا تعالےٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا تھا کہ میں دوزخ کی کنجیاں حضرت محمد رسول اللہ
کے حوالہ کردوں اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دو۔
اس کے بعد ایک اور فرشتہ آئیگا وہ میرے منبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑا ہو کر یہ آواز دیگا
کہ مسلمانو! تم میں سے جس نے مجھ کو پہچانا اُس نے پہچانا۔ اور جس نے نہ پہچانا اس کو معلوم ہو
کہ میں رضوان ہوں جنت کا داروغہ۔ خدائے تعالےٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا تھا کہ میں جنت کی
کنجیاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردوں اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا
کہ اُن کو حضرت ابوبکر رضہ کو دے دو۔ اس کے بعد ہم پر خدائے تعالےٰ جس کی شان بڑی
اور بزرگ مرتبہ ہے۔ خود تجلی فرمائیگا اور ارشاد ہوگا کہ مبارک باد ہو میرے خلیل کو اور

حبیب اصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق رضؓ کو ◆

ایک روز حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بشارت دی کہ اَعْطَاكَ اللّٰهُ الرِّضْوَانَ الْاَكْبَرْ خدائے تعالےٰ نے تم کو اے ابو بکر رضؓ مقام رضوانِ اکبر عطا فرمایا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رضوانِ اکبر سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ يَتَجَلَّى اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةً وَيَتَجَلّٰى لَكَ خَاصَّةً خدائے پاک سب مسلمانوں کے لئے عام طور پر تجلی فرمائیگا۔ اور تمہارے واسطے خاص طور سے ◆

مروی ہے کہ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ نے اسی ہزار دینار بلکہ جو کچھ اُن کے پاس تھا سب راہِ خدائے وحدہٗ لاشریک میں خرچ کر دیا۔ اور درویشی اختیار کر لی۔ اور کمبلی پہن لی۔ اور بجائے گھنڈیوں کے اُس میں کانٹے لگا کر بارگاہِ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ یہ کیا حال ہے آپ ابھی اس کا کچھ جواب دینے نہ پائے تھے کہ جبریل علیہ السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سی کمبلی پہنے ہوئے ویسے ہی کانٹے لگاتے ہوئے پہنچے۔ ان کو دیکھ کر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور تعجب ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اے اخی جبریل آج یہ آپ کا لباس کیسا ہے انہوں نے عرض کیا کہ صدیق اکبر رضؓ کے اتباع میں اس کو پہنا ہے سب ملائک مقربین کے لئے بارگاہ الٰہی سے احکام پہنچ چکے ہیں کہ آج کل فرشتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اتباع میں کمبلی پہنیں اور ویسے ہی اس میں کانٹے لگائیں۔ مجھ کو خدائے پاک نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ خدا کا سلام ابو بکر رضؓ کو پہنچا دیں اور اُن سے کہیں کہ کیا اس فقیری کے حال میں بھی آپ اللہ تعالےٰ سے خوشنود ہیں۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کا سلام اور پیغام ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ خوشی کے نعرے بلند کر کے کہا کہ میں اپنے خدا سے رضامند ہوں۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ تم سے کون سا نیک کام سرزد ہوا ہے جو خدائے پاک نے تم کو سلام کہلا بھیجا۔ اور اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ اس کا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ کہ جبریل علیہ السلام اُترے اور کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ ابو بکر رضؓ کا جو کچھ دنیاوی مال و اسباب اور ملک و املاک تھی وہ سب اُنہوں نے راہِ خدا پاک میں دے دی اور سات آدمی

مسلمان جن کو کافروں نے شکنجہ میں بند کر رکھا تھا تاکہ آپ کے دین متین سے وہ برگشتہ ہو جائیں ان سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دس گنی قیمت دیکر خرید لیا۔ بلال۔ عامر۔ نہدیہ۔ دختر نہدیہ۔ زبیرہ۔ اُم عمیس۔ کنیزک بنی مومل۔ اس وقت جبریل علیہ السلام سورہ واللیل لے کر نازل ہوئے ✦

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ سے آیت فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ کی تفسیر میں مروی ہے یعنی دونوں جہان عطا فرما دئے اور اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور لغو کاموں اور خطاؤں سے پرہیز کیا۔ اور رضا اور قرب مولیٰ جل وعلا کی طلب میں سچائی کے ساتھ رہے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ یعنی اس کے پاس کوئی ایسی نعمت نہیں جس کی جزا وہ چاہتا ہو۔ سوائے اپنے پروردگار کی رضا اور خوشنودی کے۔ اور عنقریب وہ راضی ہوگا۔ تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ نہ اس خیال سے کہ کوئی شخص اس کا عوض آپ کو ادا کرے بلکہ اس نیت سے کہ خدائے تعالے آپ سے راضی ہوئے۔ اور یہ فعل نیک اللہ تعالے کی بارگاہ میں جلد پہنچے۔ اور اللہ تعالے آپ سے خوشنود ہو۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَكَ اے میرے خدا ابوبکر کو قیامت میں میرے ساتھ اُٹھا۔ اللہ تعالے نے آپ پر وحی بھیجی کہ بیشک ہم نے آپ کی یہ دُعا قبول کر لی ✦

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللّٰهُ کہ کسی شخص کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے معاوضہ نہ کر دیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کا معاوضہ اللہ تعالے ہی دیگا ✦

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ كَمَالِ أَبَا بَكْرٍ فَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا

۱؎ اس حدیث کو ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ✦

مجھ کو کسی شخص کے مال نے ابوبکرؓ کے مال کی طرح نفع نہیں دیا ہے۔ اور اگر میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا ؁

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون شخص ہجرت کریگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اُسی روز اللہ تعالےٰ نے آپ کو صدیق کا لقب عطا کیا۔ علماءٔ نے آپ کا عتیق نام رکھے جانے کی دلیل میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی وَجْہِ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ جو شخص دوزخ سے آزاد کئے ہوئے انسان کی صورت دیکھنا چاہتا ہو وہ ابوبکر ابن قحافہ کی صورت کو دیکھے۔ علما کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ آپ کے حسن و جمال صورت کی وجہ سے آپ اس لقب سے ملقب ہوئے ؁

منقول ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور تمام صحابۂ کبار نے مہاجرین اور انصار میں سے اپنی رضا و رغبت کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اظہار اطاعت اور اصول پیروی میں باہم سبقت کرنے لگے۔ تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر لوگ مجھ کو مجبور کرنے کی غرض سے گرفتار کریں اور گردن ماریں تو میں اس کو بھی پسند کروں بمقابلہ اس کے کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں۔ جس میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ اے ابوبکرؓ تم کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دین کے کاموں میں آگے رکھا۔ اپنے سامنے نماز میں امام بنایا۔ اور تمہاری اقتدا کی۔ ہم بھی آپ کو دین و دنیا کے کاموں میں آگے رکھیں گے۔ پس آپ اپنا ہاتھ دیجیے تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ کی کمال عظمت و حشمت و رعب و داب اور کمال یقین کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کسی قسم کا اختلاف پیدا ہوا۔ آپ نے دین کے مخالفین کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دی۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی لشکر ممالک شام و عراق وغیرہ کی فتح

۱؎ اس حدیث کو بروایت ابوہریرہؓ احمدؒ نے اپنے مسند میں نقل کیا ہے ؁

۲؎ اس حدیث کو بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی اور ابویعلی اور ابن سعد اور حاکم نے روایت کیا ہے ؁

اور تاراج کرنے میں مصروف رہے۔ اور بے دین بادشاہوں کے زیر و زبر کرنے میں مشغول ہوئے۔ جس قدر صدقہ اور زکوٰۃ اور جزیہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لیا جاتا تھا۔ آپ کے عہد میں بھی تمام ملک عرب سے وصول ہوتا رہا۔ ان کی ادائی میں کوئی فرق نہ ہوا۔ مسیلمۂ کذاب جس نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور اسودِ عنسی جو خدائی کا مدعی ہوا تھا ان دونوں سے بہت بڑے فتنے برپا ہو گئے تھے۔ بستر ہزار اسی آدمی اُن کے ساتھ ہو گئے تھے۔ آپ ہی کی تیغ بے دریغ کے زخم سے یہ فتنے فرو ہوئے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے میں نے خواب[1] میں دیکھا کہ ایک نورِ عظیم آسمان سے کعبہ کی چھت پر اُترا اور مکہ میں کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جس میں وہ کچھ نہ کچھ نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد یہ تمام انوار جمع ہو کر پہلے کی طرح ایک نور بن گئے۔ پھر یہ نور میرے گھر میں اُترا۔ میں اس نور کو اپنے گھر میں دیکھ رہا تھا۔ صبح کو میں نے یہ خواب ایک راہب سے بیان کر کے تعبیر طلب کی۔ اُس نے کہا یہ ایک قسم کی بدخوابی ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اس خواب کو دیکھ کر ایک زمانہ گذر گیا تھا کہ تجارت کی وجہ سے میں دیرِ بحیر میں جو بحیرا راہب کا مسکن تھا پہنچا۔ میں نے اس خواب کی تعبیر اُس راہب سے چاہی اُس نے کہا تو کون شخص ہے میں نے کہا میں ایک مرد ہوں قریش سے راہب نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث کرے گا اور تم اُن کی زندگی میں اُن کے وزیر ہو جاؤ گے۔ اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے جانشین ہو گے۔ پس جب حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول ہوئے مجھ کو مسلمان ہونے کیلئے آپ نے یاد فرمایا میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کی نبوت کی کچھ دلیل ہوا کرتی ہے آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل تمہارا وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اول راہب نے اس کی تعبیر یہ دی تھی کہ یہ ایک قسم کی بدخوابی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ پھر تم نے مقام بحیر میں ایک راہب سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے یہ تعبیر دی کہ تمہاری قوم میں ایک پیغمبر آئیگا۔ اور تم اُس کے وزیر ہو گے۔ اور اُن کی وفات کے بعد تم اُن کے جانشین میں نے کہا آپ کو اس واقعہ کی کس نے اطلاع دی۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے۔ میں نے کہا کہ اس سے زیادہ میں آپ سے اور کوئی دلیل اور برہان طلب کرنا نہیں چاہتا ہوں اَشْهَدُ

---

[1] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے کچھ اضافہ کے ساتھ (عمدۃ التحقیق) ۲

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں ؛

قدسیہ زہری نے روایت کیا ہے کہ جب صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا۔ آپ نے اُس خطبہ میں فرمایا۔ کہ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْھَا رَاغِبًا وَّلَا سَأَلْتُھَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّمَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَّاحَۃٍ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی امارت کے لئے حرص نہیں کی۔ اور دن میں یا رات میں میرے دل میں اُس کا خیال بھی نہیں گذرا۔ اور نہ کبھی پوشیدہ یا ظاہر اللہ تعالےٰ سے اس کی درخواست کی کیونکہ اس امارت میں مجھے کوئی آرام نہیں ہے ؛

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ جب خدائے پاک بندے کو کمال صدق پر پہنچاتا ہے۔ اور مقام تمکین سے مشرف کرتا ہے تو بندہ اُس کی مرضی کا منتظر رہتا ہے تاکہ جو صفت آئے اُس پر قائم ہو جائے۔ اگر حکم ہو تو فقیر ہو جائے۔ جیسے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدا میں فقیر ہوئے۔ اگر فرمان ہو تو امیر بن جائے گا۔ جیسے کہ صدیق اکبرؓ انتہا میں امیر ہوئے۔ پس تجرید اور تمکین میں اور فقر کے لئے حرص کرنے اور ریاست چھوڑنے کی خواہش کرنے میں اس جماعت کی اقتدا حضرت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ ہی کے طریقہ پر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؛

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں۔ دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَّاَحْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَّ اَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَّکَسْلُنَا مَوْجُوْدٌ ہماری سرائے یعنی دنیا فانی ہے اور ہمارے حالات عاریتی ہیں اور ہمارے سانس شمار کئے ہوئے ہیں اور ہماری سُستی موجود ہے۔ دنیا اور دنیاداری کی کوئی ایسی قدر نہیں ہو سکتی جس کی طرف دل کو مشغول کیا جائے جب تو فانی میں مشغول ہوا تو ذات باقی سے محجوب ہو گیا۔ نفس اور دنیا خدائے پاک سے باعث حجاب ہیں۔ خدا کے دوستوں نے دونوں سے کنارہ کشی کی۔ اور سمجھ گئے کہ دنیا عاریت ہے اور لوگوں کا مال ہے پس اُنہوں نے لوگوں کے مال سے اپنے تصرف کے ہاتھ کو کھینچ لیا۔ اور انفاس معدودہ پر دل لگانے کو غفلت میں شمار کیا۔ وہ سمجھ گئے کہ اُن کا جسم ناقہ عمل ہے تا کہ کشتی

قدسیہ۔ منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعا میں کہا کرتے تھے
اَللّٰھُمَّ ابسط لی الدنیا وزھدنی فیھا خدایا دنیا میرے لئے کشادہ کر اور اس وقت مجھ کو اُس کی آفت سے محفوظ رکھ۔ مجھ کو دنیا عطا فرما تاکہ اس کا شکر ادا کروں اور پھر توفیق دے تاکہ تیری رضا کے لئے اُس سے کنارہ کش ہو جاؤں۔ اور اس سے منہ پھیر لوں تاکہ شکر کا اور خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کا مرتبہ بھی پاؤں۔ اور مقام صبر اور رضا بھی حاصل کر لوں۔ اِس مناجات میں ایک رمز ہے یعنی میں فقیری میں مضطر نہ ہوں بلکہ میرا فقر اختیاری ہو۔ اور تمام مشائخین صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کا یہی قول ہے مگر ایک بزرگ نے کہا ہے کہ فقر اضطراری کامل ہے۔ بہ نسبت فقر اختیاری کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ انبیا اور رسل صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم کے بعد تمامی خلائق سے افضل ہیں ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص آپ کے آگے قدم بڑھا سکے ✤

کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تہجد کی نماز ہمیشہ آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھتے تھے حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں قرأت آہستہ کیوں کرتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اُس کے سُننے کیلئے پست آواز اور بلند مساوی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کیوں بلند آواز سے پڑھتے ہو۔ آپ نے کہا کہ سوتے ہوئے لوگوں کو بیدار کرتا ہوں۔ اور شیطان کو اپنے پاس سے دور کرتا ہوں۔ یہیں سے مشائخ طریقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ارباب مشائخ میں مشاہدہ میں مقدم جانتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کا پتہ دیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ کی خبر دی۔ مقام مجاہدہ بمقابلہ مقام مشاہدہ کے ایسا ہے جیسے قطرہ دریائے محیط میں۔ اسی لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ھَلْ اَنْتَ اِلَّا حَسَنَۃٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِی بَکْرٍ تم (ابو بکرؓ کی) نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔ جب عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو اسلام کی عزت ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ تو اوروں کی کیا حساب ✤

۱؎ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے رزین نے روایت کیا ہے ✤

کرامت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا کہ ہم آپ کو شہدا میں دفن کرینگے۔ اور بقیع میں لے جائینگے۔ میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب کے پاس دفن کرونگی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے سُنا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ "دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو" میں بیدار ہو گئی۔ تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اِس آواز کو سُن لیا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سُنا۔[1]

کرامت: شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی۔ کہ اُن کے تابوت کو روضۂ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیجائیں اور عرض کریں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اے خدا کے رسول یہ ابوبکرؓ ہے آپ کے آستانہ پر آیا ہے اگر یہ بات مقبول ہو جائے گی تو دروازہ کھل جائے گا۔ پس مجھ کو وہیں رکھنا۔ اگر دروازہ نہ کھلا تو بقیع میں لیجانا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا ابھی یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ پردہ اُٹھ گیا اور ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔

کرامت: شیخ ابو محمد شنبکی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہرار قدس سرہ ابتداء زمانہ میں قزاقی میں موضع بطائح میں مشہور تھے جب آپ نے صدق اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرلی اور سب سے آپ نے یکسوئی اختیار کی تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنے کو ایسے شخص کو سونپیں جو آپ کو خدا تک پہنچا دے۔ اُس زمانہ میں عراق میں کوئی بزرگ شیخ مشہور موجود نہ تھا۔ آپ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے خدا کے رسول اَلْبِسْنِیْ خِرْقَۃً مجھ کو خرقہ پہنائیے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یَا ابْنَ ہرار اَنَا نَبِیُّكَ وَھٰذَا شَیْخُكَ اے ابن ہرار میں تیرا نبی ہوں اور یہ یعنی ابوبکر تیرے شیخ ہیں۔ پھر آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر اپنے ہمنام کو خرقہ پہناؤ۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کو پیراہن اور کُلاہ پہنائی اور اپنا مبارک ہاتھ

۱؎ اس حدیث کو کتاب صفوہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے اور امام سیوطی نے اس کا خلاصہ تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔

۲؎ اس واقعہ کو امام شعرانی نے طبقات کبریٰ کی جلد دوم میں بہ ثبت نمبر ۲۵ اور امام یافعی نے خلاصۃ المفاخر کی حکایت ثالثہ میں نقل کیا ہے

اُن کی پیشانی اور سر پر پھیرا۔ اور کہا کہ برکت دے اللہ تجھ کو۔ اِس کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر ابن ہرارا تجھ سے میری اُمت کے اہل طریقت کی سُنتیں زندہ ہونگی۔ اور ارباب خلائق (خدا کے دوستوں) کی منزلیں مٹ جانے کے بعد تیری ذات سے استقامت پائینگی۔ اور عراق کی مشیخت قیام قیامت تک تیری وجہ سے قایم رہیگی۔ اور تیرے ظہور کے سبب سے عنایت باری تعالے کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی۔ اور خدائے پاک کی مہربانیوں کی خوشبوؤں کی لپٹیں تیری وجہ سے نکلینگی۔ اِس کے بعد ابوبکر بن ہرارا بیدار ہوگئے۔ اور وہی پیراہن اور کلاہ جو حضرت صدیق اکبر رضہ نے عطا فرمائے تھے۔ بعینہٖ اپنے پاس پائے۔ شیخ کے سر مبارک پر جو پھوڑے تھے وہ سب کے سب یک لخت اچھے ہوگئے۔ اور عالم میں گویا ندا کر دی گئی کہ شیخ ابوبکر وَصَلَ اِلَی اللہِ تعالیٰ شیخ ابوبکر اللہ تعالے سے واصل۔ اور عارف باللہ ہوگئے۔ چاروں طرف سے مخلوق شیخ کی طرف متوجہ ہوئی۔ حق تعالے کی طرف سے شیخ میں قرب الٰہی کی علامتوں اور شیخ کی باتوں کی تصدیق اور سچائی پے درپے ظاہر اور مشتہر ہوئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے بارہا شیخ ابوبکر کے اطراف بہت سے شیر بیٹھے ہوئے دیکھے۔ اور بعض اوقات شیروں کو شیخ کے پائے مبارک پر لوٹتے ہوئے دیکھا۔ شیخ ابن ہرارا سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرون اولے طبقۂ رسالت کے فاضلوں اور مشائخوں کے گزر جانے کے بعد عراق میں مشیخت کی بنیاد ڈالی۔ اور میں اُن کا مُلہم تھا۔

کرامت شیخ علی بن وہب سنجاری قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے علی مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ کلاہ تجھ کو پہناؤں پس حضرت نے اپنی آستین مبارک سے کلاہ نکالی۔ اور میرے سر پر رکھی۔ میں جب بیدار ہُوا تو بعینہ وہی کلاہ اپنے سر پر رکھی ہوئی پائی۔

امام یافعی دیباچہ تکملہ کتاب روضۃ الریاحین میں لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کتاب کو جب میں نے سُنایا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف رُخ انور کو پھیر کر تبسم فرمایا میں نے اس واقعہ کو بیداری میں مشاہدہ کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بقیہ کرامتوں اور خوارق عادات کو

کتاب کراماتُ الاولیا کے حوالہ کرتا ہوں۔ وہاں اُن کو تفصیل اور تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ✤

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دو برس چار مہینے رہی بعض روایتوں میں تیس[۳۰] ماہ یعنی اڑھائی برس مذکور ہے۔ اور آپ کی عمر عزیز ترسٹھ سال مطابق عمر اشرف نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوئی۔ بتاریخ تئیسویں[۲۳] جمادی الاول یا اٹھائیسویں جمادی الاول اور بعض کے نزدیک تیسویں[۲۳] جمادی الثانی منگل کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان اور بعضوں نے کہا نو[۹] ربیع الثانی کو آپ[۱] نے رحلت فرمائی۔ اور آپ کی وصیت کے موجب آپ کی بیوی اسما بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا اور پرانے دو کپڑوں میں آپ کی تکفین کی۔ کیونکہ زندہ آدمی نئے لباس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے ✤

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ اور روضۂ مقدسہ حضرت سرور کائنات علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات میں آپ دفن ہوئے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ چونکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب بنی آدم میں آپ کی شانِ افضلیت یکتا ہے۔ اس لئے کلمۂ احسن سے ۱۳ھ میں آپکی تاریخ وفات نکلتی ہے ✤

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات

آپ کا انتساب علوم[۲] ظاہر اور حقائقِ باطن اور حصول کمالات اور قرب الٰہی میں حضرت صدیق[۳] اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

---

[۱] تحفۃ الواعظین میں واقعہ وفات یوں لکھا ہے کہ ایک یہودی نے آپکی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملوا دیا۔ ایک سال تک آپ اس سے بیمار رہے اور انتقال فرمایا ✤ [۲] آپ کے بدن لمبا تھا اور آپکے دونوں شانوں کے درمیان بہت کشادگی تھی۔ اور آپکا سر مبارک اصلع تھا۔ اور آپ بیس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور آپ ہفتہ میں ایک بار محاسبہ کیا کرتے تھے یعنی اپنے اعمال کا حساب کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی خطاؤں کو یاد کر کے اتنے کوڑے اپنی جسم اطہر پر مارے کہ خون جاری ہو گیا تھا۔ آپکے نو (۹) لڑکے یعنی ابو عبد کنیت ابو عبد الرحمن۔ عبد الرحمن اکبر۔ زید اکبر۔ عاصم۔ عیاض۔ زید اصغر۔ عبید اللہ۔ عبد الرحمن اوسط۔ عبد الرحمن اصغر۔ اور (۴) لڑکیاں حضرت حفصہ۔ رقیہ۔ فاطمہ۔ زینب ۱۲ مناقب تخلق ✤ [۳] یہ مقولہ بلحاظ فیضان باہمی کے ہے ورنہ کل خلفاء کو تمام نعمتیں علم ظاہری و باطنی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل ہوئی ہیں ✤

اور حسب فرمان آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد باشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لٰکِنْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اگر میرے[1] بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ لیکن میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا، آپ خلیفہ ہوئے۔ جب صدیق عتیق اس عالم سے سفر فرمانے لگے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام ایک کاغذ پر آپ نے لکھا اور تمام اصحاب کبار وصغار کو جمع کیا اور فرمایا کہ جس شخص کا نام اس کاغذ پر میں نے لکھا ہے اس کو بلاکسی اختلاف کے قبول کرو۔ سب نے قبول کر لیا۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قبول کیا میں نے اگرچہ عمرؓ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور تمام اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور آپکی اطاعت اور پیروی کے لیئے گردن رکھی ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جناب کعب میں اس طرح سے ملتا ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزےٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن فرلح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں سال فیل کے بعد ہوئی ۔

آنحضرت[2] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی بابت ارشاد فرمایا کہ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ حضرت عمرؓ کی زبان سے حق گویا ہے ۔

ایک روز آنحضرت[3] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو جہل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ دیکھا اور آپ نے دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اَشْدُدْ دِیْنَکَ بِاَحَبِّ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ اے خدا ان دونوں میں سے جو تجھ کو پسند ہو اس کے اسلام لانے سے اپنی دین کو قوت دے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کو عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے قوی کیا ۔

کہتے ہیں کہ جس روز آپ مسلمان ہوئے جبرئیل امین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱ے اس حدیث کو ترمذی اور احمد نے اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم نے عقبہ بن عامرؓ سے نقل کیا ہے ۱۲

۲ے ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے ابی ذر سے بہ تبدیل الفاظ نقل کیا ہے۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیہقی نے دلائل النبوت میں ۱۲

۳ے ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور ابن ماجہ اور احمد نے اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ۱۲۔

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یَا مُحَمَّدُ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ[1] اے محمد آج آسمان کے فرشتے عمر ابن خطاب کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے ہیں، اس آیۂ کریمہ میں کہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے نبی کافی ہے تم کو اللہ تعالے اور جو شخص کہ تمہاری پیروی کرے مومنوں میں سے، حضرت عمر خطاب مراد ہیں۔ رضی اللہ تعالے عنہ ◆

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلْاِسْلَامُ قَوِیَ بِذَرَّۃِ عُمَرَ[2] دین متین عمر رض کے دُرّہ سے قوی ہوا۔ یہ بھی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اَلشَّیْطَانُ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ شیطان مکار عمر رض کے سایہ سے بھاگتا ہے ◆

دوسری حدیث[3] میں وارد ہوا ہے کہ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ یَوْمًا فَقُلْتُ یَا جِبْرَئِیْلُ حَدِّثْنِیْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ فِی السَّمَاءِ قَالَ لَوْ لَبِثْتُ مَا لَبِثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِہٖ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ ایک دن جبرائیل میرے پاس آئے میں نے کہا اے جبرئیل امین عمر رض کے فضائل مجھ سے بیان کرو کہ فرشتے اُن کو کیسا بزرگ جانتے ہیں جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ اگر عمر رض کے آسمانی مرتبہ بیان کرنے میں میں اتنی مدت صرف کروں جتنی کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت میں صرف کی تھی یعنی ساڑھے نو سو سال تو بھی عمر رض کے فضائل ختم نہ ہو سکینگے ◆

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔[4] جو شخص عمر رض کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عمر رض سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے ◆

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ[5] اِنَّ اللّٰہَ بَاھٰی عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً وَبَاھٰی بِعُمَرَ خَاصَّۃً اللہ تعالے نے بوقت شام بروز عرفہ سب

---

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ◆
[2] بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ◆
[3] یہ حدیث فوائد رازی میں مذکور ہے اور حافظ عبد الملک بن سعد الواعظ نے کتاب شرف النبوۃ میں نقل کیا ہے ◆
[4] ابن حبان ابو ذر رض سے اور ابن عدی نے کامل میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے اور اسکے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں عُمَرُ مَعِیْ وَاَنَا مَعَ عُمَرَ حَیْثُ حَلَّ وَعُمَرُ مَعِیْ حَیْثُ یعنی عمر مجھ کو ہیں اور میں عمر کے ساتھ ہوں جہاں کہیں وہ اتریں اور میرے ساتھ ہیں جہاں میں خیمہ زن ہوں ◆
[5] اس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے ◆

مومنوں کے ساتھ عام طور سے فخر و مباہات فرمائی۔ اور عمرؓ کے ساتھ اُن کا نام لیکر خاص طور سے فرمائی ✦

نیز آنحضرت[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی اَحَدٍ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر آفتاب نہیں طلوع ہوا (اس سے بلحاظ دوسری احادیث اور بموجب اجماع اُمت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مستثنےٰ ہیں) ✦

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اِذَا ذُکِرَ الصَّالِحُوْنَ فَبِاذِرُوْا بِذِکْرِ عُمَرَ جب صالحین کا ذکر ہو تو اُن میں عمر کا ذکر پہلے کرو ✦

نیز آنحضرت[2] علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عُمَرُ سابقہ ہر ایک اُمت میں محدَث (بفتحہ دال یعنی خدا کا ہمکلام بلا کسی واسطہ کے) ہوتا رہتا ہے۔ اس اُمت کے محدث عمرؓ ہیں ✦

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول ہے کہ ایک روز قبیلہ قریش کی کچھ عورتیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھیں جن کی آواز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند ہو جاتی تھی۔ اس اثناء میں حضرت عمر خطابؓ رضی اللہ عنہ حجرۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی عورتوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سُنی تو ڈریں اور بھاگ کر حجرہ میں چلی گئیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی اور عمرؓ اندر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خدا کے رسول اس وقت مسکرانے کا کیا سبب ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان عورتوں سے مجھ کو تعجب آتا ہے کہ میرے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں تمہاری آواز سُنتے ہی بھاگ گئیں اور حجرہ میں جا چھپیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے اپنے نفسوں کی دشمنو! عمرؓ سے ڈرتی ہو اور خدا کے رسولؐ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے حجرہ کے اندر سے جواب دیا کہ تم سخت آدمی ہو اور خدا کے رسول حلیم و کریم ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

---

[1] اس روایت کو ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ✦

[2] امام مسلم اور امام بخاری نے اس حدیث کو کسی قدر فرق کے ساتھ سعد بن وقاص اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے ✦

وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ یَا عُمَرُ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ فَجًّا اِلَّا سَلَكَ غَيْرَ فَجِّكَ
اے عمرؓ جب شیطان تم سے رستہ میں ملتا ہے تو تمہارا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ سے چلنے لگتا ہے۔

آپ کا نام فاروقؓ رکھے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار ایک یہودی اور ایک منافق مردود میں باہم جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا کہ آؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دیں۔ منافق نے کہا کہ کعب کے پاس چلو۔ بالآخر یہودی منافق کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور منافق اُس کے دعوے کے متعلق صحیح جواب نہ دے سکا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے موافق فیصلہ فرما دیا۔ یہودی وہاں سے اُٹھا تاکہ منافق سے اپنا پورا پورا حق حاصل کرے منافق نے کہا کہ محمدؐ کے اس حکم کو میں قبول نہیں کرتا کعب صحابی کے پاس چلو۔ یہودی نے کہا کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلو منافق نے بھی اس کو مان لیا۔ اور وہ دونوں ملکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ یہودی نے آپ سے اپنا دعوٰے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور منافق کا انکار تفصیل سے بیان کیا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے تلوار کھینچی اور منافق کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص حکم خدا اور رسولؐ سے رُوگردانی کرتا ہے اس کے لئے یہی حکم ہے۔ کہ اُس کا سر اُس کے تن سے جدا کر دیا جائے۔ اُسی وقت بارگاہ رب العالمین سے جبریل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور فرمان پہنچایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق رکھو کہ انہوں نے حق و باطل میں اچھا فرق کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا اپنے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ اُنہوں نے وقتِ وفات فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص میرا دوست نہیں ہے۔[۲]

اَلْعُزْلَةُ

قدس سرہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ
گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کرنا بُرے ہم نشینوں کی صحبت سے اپنے کو آرام پہنچانا ہے۔

قدس سرہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اَلدُّنْيَا اُسِّسَتْ عَلَى الْبَلْوٰى وَبِلَا بَلْوٰى

۱؎ امام مسلم اور بخاری اور حمیدی نے اس کو سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے۔
۲؎ اس کو ابو الفرج ابن جوزی نے کتاب منہاج الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں ثعلبی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

محال ہے دُنیا دار البلا ہے یعنی ایسی سرا جس کی بنیاد بلاؤں پر ہے اور اس کا بلاؤں سے خالی رہنا محال ہے ؁

منقول ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں بہترین اقالیم ربع مسکون مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں آئیں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مشرق اور مغرب میں جاری ہوئے اور اسلام و طریقہ شریعت کے جھنڈے بلند اور مرتفع ہوئے اور کامل طور پر ملک عرب اور حجاز اور یمن مطیع و مسخر ہوئے۔ اور بعض حصے ملک روم کے اور کامل ملک شام اور مصر اور زیادہ حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا فتح ہوا۔ اور کوفہ اور بصرہ آباد کئے گئے۔ اور کفر و شرک اور مجوسیت کی بنیاد اکھیڑ دی گئی۔ اور آتش پرستی کا مذہب جو کئی ہزار سال سے عالم میں قایم تھا مٹا دیا گیا۔ تمام ممالک میں جزیہ اور خراج مقرر کیا گیا۔ اور سال بسال وصول ہونے لگا۔ فقیر اور محتاج صحابہ بڑے بڑے صاحب جاہ و جلال بادشاہوں کے دار السلطنتوں کے مالک اور امیر ہو گئے۔ اور دور و دراز کے امرا و سلاطین اُن کے مطیع اور فرمانبردار بن گئے۔ ایران کے بادشاہوں نے جو بے شمار خزانے مدتوں میں جمع کئے تھے۔ اور ان کے مالک تھے۔ اور اس کی قوت و غرور پر انہوں نے خدائی کا دعوےٰ کیا تھا وہ سب مجاہدانِ دین اسلام کے قبضہ میں آ گئے اور غنیمت کے مال عراق و شام و مصر اور دوسرے ممالک اور ولایتوں سے مدینہ منورہ میں لے آتے۔ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حکم دے دیا تھا کہ خزانوں اور غنیمتوں کو مدینہ کے جنگلوں میں زمین پر ڈال دیں اور سونے اور چاندی اور جواہر اور مروارید اور نفیس چیزوں اور عطریات و فرش و فروش اور ریشمی لباسوں کا انبار لگا دیں تاکہ اسلام کی عزت اور آبرو اور اہل دنیا کی ذلت سب پر ظاہر ہو جائے۔ اور اُن کو یقین ہو جائے۔ کہ اگر خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں دنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت ہوتی تو وہ اتنے خزانے اپنے دشمنوں کو نہ دیتا اور قرنوں تک اُن کے پاس نہ چھوڑ رکھتا ؁

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مال و زر کے یہ انبار مدینہ کے باہر ہی مہاجرین اور انصار کو اور اُن لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ اور تقسیم کرنے میں اسلامی حقوق کا اور ہر ایک شخص کے مرتبہ اور درجہ ضرور لحاظ رکھتے تھے تقسیم اموال سے فراغت پانے کے بعد آپ اپنے مکان کو خالی ہاتھ واپس ہوتے تھے۔ اور اپنے

گھر کے لئے کچھ نہ لے جاتے۔ باوجود اس قدرت کے کہ ایسے وسیع ممالک آپ کے زیرِ اقتدار تھے آپ فقر وفاقہ کے ساتھ گذر فرماتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ خادم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بزمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ میں حاضر تھا۔ آپ نے خطبہ پڑھا میں نے آپ کے جبہ کے پیوندوں کو شمار کیا تو نو تھے۔ حالانکہ آپ کے عہد میں صدر بیت المال کی یہ حالت تھی۔ کہ ہر وقت بارہ ہزار تازی گھوڑے کافروں کے ساتھ جنگ و جہاد اور اُن بے دین بادشاہوں کو تباہ کرنے کیلئے جو تکبر و نخوت کی ٹوپی سر پر رکھتے تھے۔ اور مال و دولت کے نشہ میں چور اور خدائی کے دعویدار بن بیٹھے تھے، موجود رہتے تھے۔ جمشیدی و سکندری کی شوکت و حشمت کو فقر و فاقہ کے ساتھ جمع کرنا اور پیوند لگے ہوئے لباس سے خزانوں کی بخشش کرنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامِ قیامت تک بجز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کسی شخص کو میسر نہیں ہوا۔ اور آپ کو بھی جو کچھ حاصل ہوا وہ نظرِ رحمت حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اثر اور آپ کا معجزہ ہے۔ اہل حقوق اور مجاہدین کے وظائف بیت المال سے مقرر فرمائے گئے۔ جو ہر سال اُن کو پہنچائے جاتے تھے مسلمانوں میں آپ پہلے فرمانروا ہیں۔ جنہوں نے بلاد و امصار کی آبادی کی بنا رکھی اور آپ ہی نے صحابہ و تابعین کی ترتیب مدارج بغرض تقسیم عطیات مقرر فرمائے اور اسلامی دفاتر یعنی کچہریاں وغیرہ بنائیں۔ اور رسدی محصول اسلامی ملکوں کے باشندوں پر اور شہروں میں قاضیوں کا تقرر آپ ہی نے فرمایا۔ کرامتیں اور خرقِ عادات تو گویا آپ کی خانہ زاد تھیں چنانچہ آپکی بعض کنیزکوں سے بھی کرامتیں صادر ہوئی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کی کنیز زائدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام عرض کیا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زائدہ آج تو دیر میں کیوں آئی کہ تو مقام رضوان کی رہنے والی ہے۔ اور میں تجھ کو عزیز رکھتا ہوں۔ زائدہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ آج ایک عجیب و غریب ماجرا لیکر میں آئی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیان کر۔ اس نے عرض کیا کہ آج صبح میں جنگل کو لکڑیوں کی تلاش میں گئی ہوئی تھی۔ جب میں گٹھا باندھ چکی تو وہ بہت بھاری

لہ اس واقعہ کو امام مالکؒ نے موطا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریرؒ نے تہذیب الآثار میں اور امام احمدؒ نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے مسند میں نقل کیا ہے۔

تھا۔ میں نے اُس کو اُٹھانے کی غرض سے ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک اسوار آسمان سے زمین پر اُترا اُس نے مجھ کو سلام کر کے کہا کہ اے زائدہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں میرا سلام پہنچا۔ اور کہیو کہ اے سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رضوان داروغہ جنت نے عرض کیا ہے کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی اُمت پر بہشت تین طرح سے تقسیم کی گئی ہے۔ ایک گروہ بے حساب اُس میں داخل ہوگا۔ دوسرے گروہ کے ساتھ حساب میں آسانی کی جائیگی۔ تیسرے گروہ کو آپ کی شفاعت سے بخشا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آپ کی کل اُمت بہشت میں جائیگی۔ یہ کہکر اُس نے آسمان کی طرف جانیکا ارادہ کیا۔ ابھی وہ آسمان اور زمین کے درمیان میں تھا کہ اُس نے پھر میری طرف دیکھا۔ میں جو ثقل کی وجہ سے اس لکڑیوں کے گٹھے کو نہیں اُٹھا سکتی تھی اور اُس کو میں نے پتھر پر رکھدیا تھا تاکہ مجھ کو سہولت ہو۔ اس فرشتہ نے پتھر سے کہا کہ اس پشتارہ کو اور زائدہ کو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچا دے۔ وہ یہ کہکر آسمان کی طرف چلا گیا۔ مجھ کو پتھر نے مع اس گٹھے کے اٹھا کر میرے مکان پر پہنچا دیا۔ اور وہ پتھر جہاں سے آیا تھا واپس چلا گیا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب زائدہ کی گفتگو سُنی تو فوراً آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحاب و احباب کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ آپنے اور صحابہ کرام رضہ نے پتھر کے آنیکی علامت کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اُس نے دنیا سے اُٹھانے سے پیشتر ہی رضوان خازن جنّت کو جنت کو بھیجکر مجھ کو میری پوری اُمت کے بہشت میں جانے کی بشارت دیدی اور میری اُمت میں سے ایک عورت کو مریم ع کے درجہ پر پہنچایا۔

کرامت[1]۔ ایکبار زمانہ خلافت امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں دریائے نیل اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق بہنے سے رُک گیا جس طرح کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بہنے سے رُک جاتا تھا اور ایک باکرہ لڑکی آراستہ کر کے اُس میں ڈالی جاتی تھی۔ اور کاہن کچھ پڑھتے تھے اُس کے بعد وہ جاری ہو جاتا تھا۔ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو اُس خلیفہ برحق نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ تحریر فرمایا کہ اے دریائے نیل اگر تو خود بخود بہتا تھا تو مت جاری ہو اور اگر حکم خدائے تعالےٰ سے تو بہتا تھا

[1] اس کو ابن عساکر اور واقدی نے اپنی تواریخ میں نقل کیا ہے۔

تو حکم کرتا ہے جاری ہو جا۔ اور حکم دیا کہ اس رقعہ کو لیجا کر دریائے نیل میں ڈال دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اُس خط کو ڈالتے ہی دریائے نیل بہنے لگا +

کرامت ایک بادشاہ نے کسی شخص کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے قتل کے لئے بھیجا۔ وہ مدینہ معظمہ میں آیا اور پوچھا کہ امیر المومنین کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ یہیں کسی کے گھر میں ہونگے۔ یا باہر گئے ہونگے۔ جب اُس کو آپکے باہر تشریف لیجانے کی کیفیت معلوم ہوگئی تو وہ آپ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اُس نے آپ کو گورستان میں زمین پر سوتے ہوئے پایا۔ اور دُرّہ آپ کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کی اتنی ہیبت اور جہان میں ایسا شہرہ ہے کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ رُعب سے کانپ کر فرمانبردار ہو گئے۔ ان کا مار ڈالنا کیا دشوار ہے اُس نے اپنی تلوار کھینچی جونہی آپ کے نزدیک جانے کا ارادہ کیا دو شیر غراں ظاہر ہوئے قریب تھا کہ اُس کو مار ڈالیں۔ اُس نے بے اختیار چیخنا شروع کیا کہ الغیاث الغیاث یا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اُس کو مع اُن دو شیروں کے کھڑے ہوئے دیکھا کہ اُس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ شیر غائب ہو گئے۔ آپ نے اُس کو تربیت کی اور اُس کے ساتھ مسلوک ہوئے +

کرامت ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اسی اثنا میں آپنے فرمایا کہ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو پہاڑ کی۔ حاضرین مجلس اس کلام کو سُنکر حیران ہوئے اور آپ کے یہ کلام کرنے کا دن اور تاریخ لکھ لی۔ کہ اس میں کوئی نہ کوئی رمز ہے۔ اتنے میں جب وہ فوج کہ اُس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں کی مسافت پر دشمن کے مقابلہ پر متعین کیا تھا واپس آئی اُس کے بیان سے ظاہر ہوا کہ فلاں روز و تاریخ دشمن سے مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی نوبت ہماری شکست کی پہنچی کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی یہ آواز ہم کو دو مرتبہ سُنائی دی کہ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ اے ساریہ پہاڑ کو پکڑو" ہم نے اس آواز کو سُنتے ہی پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ اور تھوڑی دیر میں ہم دشمنوں پر غالب آ گئے اور فتح ہمارے ہاتھ رہی +

لہ اس حدیث کو بیہقی اور ابو نعیم اور ابن اعرابی نے نافع رض اور ابن عمر رض سے نقل کیا ہے +

کرامت۔ ایک روز حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے۔ اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عُمر ابن الخطاب نُورُ الاسلامِ فِی الدُّنیا وَ سِرَاجُ اَھلِ الجَنَّۃِ فِی الجَنَّۃِ عمر ابن خطاب اسلام کے نور ہیں دنیا میں اور چراغ ہیں اہل جنت کے جنت میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ایک کاغذ پر لکھ لیا اور اپنے صاحبزادہ کو وہ کاغذ دیا اور فرمایا کہ اس کو میری وفات کے بعد میرے کفن میں رکھو۔ جب آپ نے اس عالم سے رحلت فرمائی۔ تو اس کاغذ کو آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن آپ کی قبر پر خطِ سبز سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی گئی کہ صَدَقَ الحَسَنُ وَالحُسَینُ وَ اَبُوھُمَا عَلِیٌّ وَ جَدُّھُمَا مُحَمَّدٌ اَنَّ عُمَرَ ابنَ الخَطَّابِ نُورُ الاِسلامِ فِی الدُّنیَا وَ سِرَاجُ اَھلِ الجَنَّۃِ فِی الجَنَّۃِ سچ کہا حسنؓ و حسینؓ اور اُن کے والد علیؓ اور جدِ بزرگوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ عمر بن خطاب دنیا میں اسلام کا نور ہے اور جنت میں اہل جنت کا چراغ +

آپ کی باقی کرامتوں کو کتاب کرامات الاولیا پر (ثبوتِ کراماتِ بعدِ موت کے بیان میں اُس کو میں نے تالیف کیا ہے) حوالہ کرتا ہوں۔ آپ کی مدتِ خلافت دس برس چند ماہ ہے۔ ماہِ ذی الحجہ کی تیئسویں تاریخ کو بعمر تریسٹھ سال ۲۳ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اور حجرۂ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار کے متصل مدفون ہوئے +

حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات کا بیان

آپ کا علم ظاہری اور باطنی میں انتساب سید المرسلین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے وابستہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد خلافت آپ نے پائی۔ آپ کا نسب حضرت

[1] اس واقعہ کو ابن عبدہ نے اپنی کتاب نجۃ المجالس اور حافظ ابو سعید بن علی السمان نے اپنی کتاب موافقت میں نقل کیا ہے +

[2] آپ کا حلیہ ضعیف الجثہ دراز ریش صاحب جمال۔ آپ کی اولاد میں ۹ لڑکے تھے یعنی عبداللہ۔ خالد۔ ربان۔ عمرؓ۔ ابو سعید منفر۔ عبد الملک۔ عمر اصغر۔ خالد اصغر۔ اور ۷ لڑکیاں تھیں یعنی مریم۔ ام سعد۔ عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمرؓ۔ مریم صغریٰ۔ ام البنین +

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبد مناف میں جاکر اس طرح سے مل جاتا ہے عثمان بن عفان بن عاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ اسلام میں تیسرے خلیفہ اور افضل الثقلین بعد الانبیاء والشیخین ہیں۔

جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے خلافت کا کام چھ شخصوں کی مجلس مشورت کے سپرد کیا۔ ان سب نے اپنے کو یکے بعد دیگرے اس مجلس شوریٰ سے علٰحدہ کر لیا اور خلافت کا اہل سوائے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نہ دیکھا اس لئے انہوں نے آپ ہی کو اس امر جلیل القدر کے لئے انتخاب کیا۔ اور برضا و رغبت آپ کی اطاعت کیلئے تیار ہو گئے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور جملہ صحابۂ کبار اور مہاجرین اور انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی حلم و حیا اور مروت اور جود و سخا کے محامد اور مناقب بہت کچھ ہیں۔ اُن کے منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غزوات میں اپنا مال و دولت قربان کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے رہیں آپ کاتب وحی تھے اور حافظ۔ قرآن مجید کو آپ ہی نے یکجا مرتب کیا۔ اور بہت سے قرآن مجید لکھوا کر عالم میں شائع کر دئیے۔ آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن پر تمام صحابہؓ نے اتفاق کیا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو دختران نیک اختر آپ کے نکاح میں آئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں دونو نے رحلت فرمائی۔ اس لئے آپ کو ذی النورین کہتے ہیں۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَ کَرِیْمَتَیَّ مِنْ عُثْمَانَ[1] اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح عثمانؓ سے کروں۔

اور آپ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو تیسری لڑکی اور ہوتی تو اس کا بھی عثمانؓ سے نکاح کر دیتا۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اَنْتَ وَلِیِّی[2]

---

[1] روایت کیا ابن خطیب نے ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

[2] روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ نے جابرؓ سے۔ اور خجندی نے اربعین میں اور حافظ عمر بن محمد الملا نے اپنی سیرت میں ۱۲

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ کو ایک سیب دیا گیا۔ وہ اسی وقت ٹوٹا اور اُس میں سے ایک حور نکلی جس کی آنکھ کی پلکیں نہایت سُرخ تھیں میں نے کہا تو کس کے لئے ہے اُس نے کہا آپ کے اُس خلیفہ کے لئے ہوں۔ جو ظلماً شہید کیا جائیگا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ[1]۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ تَسْتَحِیْہِ الْمَلٰٓئِکَۃُ اللہ تعالےٰ عثمانؓ پر رحمت بھیجے کہ فرشتے اُس سے حیا کرتے ہیں۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِذَا مَاتَ عُثْمَانُ بَکَتْ عَلَیْہِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قِیْلَ ھٰذَا لِعُثْمَانَ خَاصَّۃً قَالَ نَعَمْ اِنَّ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَنْ یَعْصِیَہٗ جب عثمان کی وفات ہوگی سب آسمان اور زمین اُس پر گریہ کرینگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسولؐ کیا یہ فضیلت خاص عثمانؓ ہی کے لئے ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک کیونکہ عثمانؓ اپنے پروردگار سے شرم کرتا ہے۔ کہ اس کی نافرمانی کرے۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یَبْرُقُ فِی الْجَنَّۃِ بَرْقٌ یُضِیْئُ الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَا ھٰذَا الْبَرْقُ وَلَیْسَ ھٰذَا مَوْضَعُ الْبَرْقِ فَیُقَالُ لَھُمْ ھٰذَا عُثْمَانُ لَبِسَ نَعْلَیْہِ لِیَذْھَبَ مِنْ حُجْرَۃٍ اِلٰی حُجْرَۃٍ فَھٰذَا نُوْرُ نَعْلَیْہِ جنت میں ایک بجلی چمکیگی جس سے تمام جنت روشن ہو جائیگی۔ اہل جنت کہینگے کہ یہ کیا ہے کیونکہ یہ جگہ بجلی چمکنے کی نہیں ہے پس اُن سے کہا جائیگا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں انہوں نے ایک حجرہ سے دوسرے حجرہ میں جانے کیلئے نعلین پہنی ہیں یہ ضیا اور روشنی عثمان کے نعلین کی ہے[2]۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہیں[3]۔

جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ میں

۱؎ اس کو ابن عساکر نے انسؓ سے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عثمان بن اوس سے کبیر میں نقل کیا ہے۔

۲؎ یہ حدیث بہ تبدیل الفاظ جزو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے جس کو مسلم نے نقل کیا ہے ۱۲

۳؎ اس حدیث کو ترمذی نے طلحہ اور عبید اللہ سے اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے نقل کیا ہے۔

بڑا لشکر تھا۔ کہتے ہیں کہ تیس ہزار سوار اور پیادے شمار کئے گئے تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مستطیع اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اپنے درویش دوستوں کی مدد کرو۔ ہر شخص نے اپنی وسعت کے بموجب امداد کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے اصطبل سے نو سو پچاس گھوڑے زین اور لگام سے آراستہ کر کے مرحمت کئے۔ جن پر ایک اسوار کے ہتھیار بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ پچاس اونٹ ہتھیاروں کی بار برداری کے لئے دئے۔ اس کے علاوہ ایکہزار دینار زر نقد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں پیش کئے آنحضرت[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عُثْمَانُ رَضِیْتُ عَنْهُ فَارْضِ عَنْهُ "اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اُس سے راضی رہ" اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس روز نماز عشا سے صبح تک یعنی تمام شب بیدار رہے اور یہی دعا فرماتے رہے۔ نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نِعْمَ الرَّجُلُ عُثْمَانُ جَمَعَ اللّٰهُ بِهٖ نُوْرَیْ فَهُوَ سَعِیْدٌ فِیْ حَیٰوتِهٖ وَ شَهِیْدٌ فِیْ مَمَاتِهٖ "عثمان کیا اچھے شخص ہیں اللہ نے اُن کے ساتھ میرا نور جمع کیا پس وہ سعید ہیں زندگی میں اور شہید ہونگے بوقت وفات کے"۔

عبداللہ[2] بن رباح اور ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ روز جنگِ دار یعنی بروز شہادتِ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے جب اہل فتنہ آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے تو آپ کے غلاموں نے مقابلہ کی غرض سے ہتھیار اُٹھائے۔ آپ نے فرمایا کہ جو غلام ہتھیار نہ اُٹھائیگا وہ آزاد ہے۔ ابو قتادہ رض کہتے ہیں کہ ہم اپنی جان کے ڈر سے باہر نکل آئے۔ اور قضائے حق تعالےٰ پر راضی ہو گئے۔ اس اثناء میں آپ سے عرض کیا گیا کہ امیر المومنین حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ آتے ہیں آپ نے فرمایا کیوں۔ اتنے میں حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لائے۔ اور سلام کیا اور سانحہ کی دریافت فرمائی اور کہا کہ اے امیر المومنین میں بغیر آپ کے حکم کے مسلمانوں پر ہتھیار نہیں اُٹھا سکتا ہوں آپ امام برحق ہیں اور خلیفہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مجھ کو حکم دیجئے تا کہ اس قوم کا شر آپ سے دفع کروں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یَا ابْنَ اَخِیْ

---

[1] اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔

[2] اس کو امام احمدؒ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور ابو قتادہ رض سے روایت کیا ہے۔

اِرْجِعْ وَاجْلِسْ فِیْ بَیْتِكَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ فَلَا حَاجَةَ اِلٰی اِهْرَاقِ الدِّمَاءِ
یعنی تم واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھو یہاں تک کہ اللہ تعالے اپنے حکم کو پورا کرے
کسی کا خون بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔" بلاؤں پر یہ آپ کی کمال درجہ کی تسلیم و رضا ہے
اور انتہا درجہ کی خُلّت ہے۔ جس طرح کہ نمرود نے آگ سلگائی تھی اور حضرت ابراہیم صلوٰت اللہ
وسلامہ علی نبینا وعلیہ منجنیق کے پلّہ میں رکھا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یَا اِبْرَاهِیْمُ
هَلْ لَكَ حَاجَةٌ اے ابراہیم کیا تم کو کچھ ضرورت ہے، آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ
اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا تم سے تو کوئی حاجت نہیں ہے، جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ سے طلب
فرمائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ حَسْبِیْ عِلْمُهٗ بِحَالِیْ کہ خدا تعالیٰ کا میری
حالت کو جاننا ہی کافی ہے۔ پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس وقت ایسی حالت
میں تھے جس طرح کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پلّہ منجنیق میں اور اہل فساد کا جمع ہو جانا بجائے
آتش نمرود کے تھا اور حضرت امام حسن رضؓ بجائے جبرئیلؑ کے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے لئے
اُس بلا سے نجات تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت۔ نجات کا تعلق بقا
سے ہے اور شہادت کا تعلق فنا سے۔ پس جان اور مال کے صرف کرنے اور رضا و تسلیم ہونے
اور خلوص عبادت میں گروہ فقرا کی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اقتداء ہے
آپ حقیقتاً شریعت اور طریقت کے امام برحق ہیں +

کرامت جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو تین روز
تک جنات امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نوحہ کرتے رہے۔ اور بطور مرثیہ اشعار
پڑھتے تھے +

کرامت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
قتل کے روز میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اَبْشِرْ ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ
غَیْرِ غَضْبَانٍ وَّابْشِرْ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ ابن عفان کو خوشخبری دو
رُوح و ریحان کی اور پروردگار سے ملاقات کرنے کی جو اُن سے رضامند ہے اور بشارت
دو ابن عفان کو بخشش اور رضوان کی، میں نے جب پلٹ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا +

کرامت بلوائیوں نے جب آپ کو شہید کر دیا تو تین روز تک بلوائیوں کے خوف سے

لہ اس کو حافظ عمر ابن محمد نے عثمان ابن مرہ سے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے +

آپ کو دفن نہیں کیا گیا اتنے میں فرشتۂ غیب نے آواز دی کہ اُدْفِنُوْہُ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَلّٰی عَلَیْہِ ان کو دفن کردو اور ان پر نماز مت پڑھو کہ اللہ تعالےٰ اِن پر نماز پڑھ چکا ہے۔

کرامت۔ شہادت سے تین روز کے بعد جب آپ کی نعش دفن کرنے کیلئے جنت البقیع کو لیجارہے تھے ناگاہ پیچھے سے ایک جماعت ظاہر ہوئی۔ لوگوں پر ظالموں کا خوف طاری ہوا اور قریب تھا کہ آپ کے جنازہ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس جماعت میں سے ایک شخص نے یہ آواز دی کہ ٹھہرے ہو اور مت ڈرو ہم اُن کے دفن میں شریک ہونے کے لیے آئے ہیں۔ بعض حاضرین نے کہا کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے۔

آپ کی باقی کرامتیں کتاب کراماتُ الاولیا میں ہم لکھ چکے ہیں۔ اُس میں ملاحظہ فرمائی جائیں۔ آپ کی خلافت بارہ سال چند ماہ رہی۔ آپ کی شہادت بعمر بیاسی سال بروز جمعہ اٹھارہویں تاریخ ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں بدست اسود زنجی سیاہ رو واقع ہوئی۔

حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات کا بیان

آپ کا انتساب[1] علمِ ظاہری اور باطنی اور کمالات اور مقامات میں صحبت بابرکت حضرت سیدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد آپ نے خلافت پائی۔ آپ چوتھے خلیفہ اور بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے ثلاثہ افضل بنی آدم ہیں۔ جب امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قضائے الٰہی سے شہادت پائی تمام اہلِ حل وعقد اصحاب کبار اور مہاجرین وانصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کل اُمت کا اس پر

---

[1] آپ کا نسب بواسطہ جناب ابو طالب جناب حضرت عبد المطلب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملجاتا ہے آپکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ آپکا رنگ گندم گون فربہ جسم کاندھے کشادہ داڑھی چوڑی گردن شفاف صراحی دار سیاہ چشم زبردست شکم بدن پر بہت بال تھے میانہ قد۔ آپ دس سال یا تیرہ سال یا ۱۵ سال کی عمر میں ایمان لائے ہیں آپکی اولاد میں ۱۵ لڑکے تھے۔ امام حسن۔ امام حسین۔ محسن۔ محمد اکبر۔ عبد اللہ۔ ابوبکر۔ اکبر ملقب بعباس۔ عثمان۔ جعفر۔ عبد اللہ۔ محمد اصغر۔ یحییٰ۔ عون۔ عمر اکبر۔ محمد اوسط۔ اور ۱۸ لڑکیاں تھیں۔ ام کلثوم کبریٰ۔ زینب کبریٰ۔ رقیہ۔ ام الحسن۔ رملہ کبریٰ۔ ام ہانی۔ میمونہ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ زینب صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الخیر۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔ مناقب الخلفا۔

اجماع ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ علم اور حلم اور فقر اور زہد اور ریاضت میں بعد انبیاء و خلفاء ثلٰثہ کے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیام قیامت تک مسبب علائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مستثنیٰ تھے۔ آپ دلیری اور سخاوت اور فراست اور کرامت میں یکتا تھے اور طریقت میں شان عظیم اور مرتبہ بزرگ رکھتے تھے ۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رَاَیْتُ مَکْتُوْبًا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ اَنَا اللّٰہُ وَحْدِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرِیْ وَالْجَنَّۃُ مَخْلُوْقِیْ وَمُحَمَّدٌ صَفْوَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ بِعَلِیٍّ ۔ میں نے ساقِ عرش پر ارشاد الٰہی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ میں ہی ایک اکیلا خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے جنت میری پیدا کی ہوئی ہے اور محمد میرے کل مخلوق میں چنے ہوئے ہیں۔ میں نے اُن کو علیؓ سے قوت اور مدد دی ہے[۱] ۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبٌ[۲] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یُّخْلَقَ الدُّنْیَا بِاَلْفَیْ عَامٍ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد خدا کے رسول ہیں۔ اور علیؓ برادر رسولِ خدا ہیں دنیا کے پیدا کئے جانے سے دو ہزار برس پہلے ۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نُوْدِیَ مِنَ الْعَرْشِ یَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْاَبُ اَبُوْکَ اِبْرَاہِیْمُ الْخَلِیْلُ نِعْمَ الْاَخُ اَخُوْکَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش سے ندا کی جائیگی کہ اے محمدؐ آپ کے باپ ابراہیمؑ اوروں کے باپوں سے کتنے اچھے ہیں اور آپ کے بھائی علیؓ ابن ابی طالب اوروں کے بھائیوں سے کتنے اچھے ہیں ۔

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّکَ اُعْطِیْتَ ثَلٰثًا مَا اُعْطِیْتُ وَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَاذَا اُعْطِیْتُ قَالَ اُعْطِیْتَ صِھْرًا مِثْلِیْ وَلَمْ اُعْطَ وَاُعْطِیْتَ زَوْجَۃً مِثْلَ فَاطِمَۃَ وَلَمْ اُعْطَ وَاُعْطِیْتَ وَلَدًا مِثْلَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَلَمْ اُعْطَ ۔ اے علی تم کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو

۱ے اس کو حضرت امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے مناقب میں نقل کیا ہے ۔

۲ے اس کو حافظ ابوسعد سمانؒ نے شرف النبوۃ میں نقل کیا ہے ۔

مجھ کو نہیں دی گئیں۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ اے خدا کے رسول وہ کیا چیزیں ہیں جو مجھ کو دی گئی ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کو مجھ جیسا خسر دیا گیا ہے جو مجھ کو نہیں دیا گیا۔ اور تم کو فاطمہؓ جیسی بیوی دی گئی جو مجھ کو نہیں دی گئی۔ تم کو حسنؓ اور حسینؓ جیسے دو فرزند دئیے گئے جو مجھ کو نہیں دئیے گئے ۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ یَا اَنَسُ اِنْطَلِقْ وَادْعُ لِیْ سَیِّدَ الْعَرَبِ یَعْنِیْ عَلِیًّا قَالَتْ عَائِشَۃُ اَلَسْتَ سَیِّدَ الْعَرَبِ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ اے انس جاؤ اور میرے پاس سردار عرب یعنی علی رضؓ کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ سردار عرب نہیں ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں سردار بنی آدم ہوں اور علی سردار عرب ہیںؓ

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَمْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھٰذَا عَلِیٌّ فَاَحِبُّوْہُ لِحُبِّیْ وَاَکْرِمُوْہُ لِکَرَامَتِیْ فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ یَاْمُرُنِیْ بِالَّذِیْ قُلْتُ اے جماعت انصار کیا تم کو ایسی چیز کا پتہ بتاؤں کہ تم اس کو مضبوط پکڑلو تو پھر ہرگز گمراہ نہ ہوں۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ یہ علی رضؓ ہے اس کو دوست رکھو میری دوستی کیلئے اور اس کی تعظیم کرو میری تعظیم کی غرض سے اسی طرح سے جبرئیلؑ نے مجھ سے بیان کیا ہے ۔

منقول ہے کہ اس آیت کریمہ کا نزول کہ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا وہ کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو خدا کی محبت میں (سورہ دھر رکوع ۱) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے ۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہایت لاغر اور کم زور دیکھا۔ آپ نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ آپ کے صاحبزادے کس قدر کمزور اور لاغر ہوگئے ہیں اُن کی صحت کیلئے منت مانو۔ پس حضرت امیر المومنین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور فضہ رضی اللہ عنہا آپ کی کنیزہ نے تین تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالےٰ نے شہزادوں کو صحت عطا فرمائی اور انھوں نے نذر ادا کی اور افطار کے لئے تین روٹیاں تیار کیں جب افطار کا وقت ہوا تو

سائل دروازہ پر آیا کہا اے اہلبیت میں بھوکا ہوں اور عاجز و مسکین ہوں حضرت امیر المومنین رضؓ نے اپنے حصہ کی ایک روٹی اُس کو دے دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے حصہ کی روٹی اس کو دے دی۔ اور فضہ نے بھی اپنے حصہ کی روٹی اُس کو دے دی۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ اور افطار کے وقت ایک یتیم دروازہ پر آیا شب گذشتہ کی طرح اس رات کو بھی ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اُس کو دے دی۔ اور پھر تیسرے دن بھی روزہ رکھ لیا افطار کے وقت ایک قیدیؔ بھی دروازہ پر آیا اور سوال کیا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اس کو دے دی۔ پس آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی +

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بزرگیاں آفتاب سے بڑھ کر ظاہر ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے آپکے داماد تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکے والدین کے زیر پرورش اور تربیت پائی آپ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے والد اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ آپ صحابہ کرام میں زیادہ شجیع اور زیادہ عالم اور زیادہ زاہد تھے اور قبل نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی آپکے دل پر کفر اور شرک کا خطرہ نہیں گذرا علمِ نحو اور حساب آپنے ایجاد کیا۔ آپ کو حیدر اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ تو دودھ نہیں پیتے تھے۔ بلکہ ناخن مارتے تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور چاہا کہ آپ کو گود میں لیں اور بوسہ دیں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ اے محمدؐ اس کو بوسہ مت دو کیونکہ یہ حیدر ہے ناخن مارتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بات سُنی اور آپ کا بوسہ لیا اور لعابِ دہن مبارک آپکے منہ میں ڈالا۔ پہلی چیز جو حضرت امیرؓ کے منہ میں گئی وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔ اور آپ کو کرم اللہ وجہہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کے شکم میں تھے (حسبِ عادت عرب) جب آپکی ماں کسی بُت کو سجدہ کرنا چاہتیں تو آپ شکم مادر میں ایسا لپٹ جاتے تھے کہ وہ سجدہ نہ کر سکتی تھیں اللہ نے آپ کو مکرم کیا۔ کہ جب آپ شکم مادر میں تھے تو ماں آپ کی کسی بت کو سجدہ نہ کر سکیں +

کرامت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے وفات پائی میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے

لہ سابقہ زمانہ میں دستور تھا کہ شام کے وقت قیدی نگہبانوں کے ساتھ بھیک مانگنے کیلئے جایا کرتے تھے +

کر باہر چلے جاؤ۔ اور اس بندۂ خدا کو ہمارے لئے چھوڑ دو۔ میں باہر چلا گیا۔ گھر میں سے ایک آواز آئی کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام گذر گئے اور ان کا بھائی شہید ہوا۔ اب اُمت کی نگہبانی کون کریگا۔ دوسرے نے کہا کہ جو شخص اُن کی سیرت اختیار کریگا۔ اور اُن کی پیروی کریگا۔ جب وہ آواز ساکن ہو گئی تو ہم اندر گئے۔ ہم نے آپ کو غسل دیا ہوا اور کفن میں لپٹا ہوا پایا۔ ہم نے آپ کی نماز پڑھی اور آپ کو دفن کر دیا۔

کرامت۔ مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر کو زمین کے برابر کر دیا گیا تھا۔ اور وہ چھپ گئی تھی۔ ایک روز خلیفہ ہارون رشید شکار کرتے ہوئے صحرائے غزنین میں پہنچے دیکھا کہ کالے ہرن چر رہے ہیں۔ ہر چند کہ بچّو اور کُتّے اُن پر شور کر رہے ہیں۔ مگر وہ اُن کے پاس نہیں آتے۔ خلیفہ نے غزنین کے بعض بوڑھوں کو طلب کر کے اُس کا سبب دریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے ایسا سُنا ہے۔ کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی قبر یہیں ہے[1]۔ ہارون رشید نے اس کو قبول کیا۔ اور تازیست وہ ہر سال زیارت کے لئے آیا کرتا تھا۔

کرامت۔ علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم ہشام الحراق والی مدینہ ہم کو ہر جمعہ مسجد میں لاکر منبر کے پاس بٹھایا کرتا تھا۔ اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے بارہ میں جھگڑے کی باتیں کرتا اور آپ کی شان میں بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک جمعہ کو وہ جگہ لوگوں سے بھر گئی تھی۔ میں منبر سے علیحدہ ایک طرف کو لیٹ کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں شگاف پیدا ہوا اور اُس میں سے ایک شخص سفید لباس پہنے ہوئے باہر آئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ اے عبد اللہ کیا تجھ کو اس مردک (والی) کی گفتگو غمگین نہیں کرتی۔ میں نے کہا ہاں غمگین کرتی ہے۔ بولے اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھ کہ خدائے غالب اُس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہا تھا کہ یکایک منبر سے گرا اور مر گیا۔

کرامت۔ مروی ہے کہ ایک نیک مرد نے کسی رات قیامت کو خواب میں دیکھا

---

[1] بعض مقامات پر ظہور کرامات حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوا ہے وہاں آپ کے نام کا چلّہ بنایا گیا ہے جیسے غزنین میں کابل میں درگاہ سخی مرداں حیدر آباد میں کوہ مولا۔ دراصل آپ کی قبر شریف نجف شریف میں ہے۔

کہ ساری خلقت کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ مَیں پل صراط کے پاس گیا اور آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کے کنارہ پر تشریف فرما ہیں اور جناب امام حسین لوگوں کو پانی دے رہے ہیں۔ مَیں بھی اُن کے رُوبرُو گیا کہ مجھ کو بھی پانی دیں۔ مگر دیا میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمائیے کہ مجھے بھی پانی دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو پانی نہیں دینگے کیونکہ تیرے پڑوس میں ایک ایسا شخص ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتا رہتا ہے۔ تو اس کو منع نہیں کرتا۔ پس آپ نے برہنہ چھری میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ جا اس کو قتل کر۔ مَیں نے چھری سے اس شخص کو قتل کیا اور واپس آیا اُس وقت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے حسینؓ اس کو پانی پلاؤ۔ مَیں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے پانی لیا لیکن یہ مجھ کو یاد نہیں کہ مَیں نے پیا یا نہیں۔ مَیں اس ہولناک خواب سے بیدار ہُوا تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ شہرت ہوگئی کہ فلاں شخص کو کسی نے اُس کی خوابگاہ میں قتل کر دیا +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی باقی کرامتوں کو کتاب "کرامات الاولیا" میں مَیں نے نقل کیا ہے اُس میں ملاحظہ فرمائی جائیں +

آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں جمعہ کے دن تیرہویں (۱۳) یا ستائیسویں شعبان کو ہوئی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے بعض کے نزدیک تیرہ سال کے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دس سال کے بعضوں نے نو اور سات سال بھی کہا ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ کی عمر شریف کے متعلق چار قول یعنی تریسٹھ (۶۳) پینسٹھ (۶۵) ستاون (۵۷) اٹھاون (۵۸) سال ہیں۔ ان میں سے پہلا قول صحیح تر ہے تاریخ سترہویں ماہ رمضان سنہ ہجری مقام کوفہ عبدالرحمٰن ابن مُلجم نے کہ جعلہ اللہ تعالیٰ مُلجماً بلجامٍ من النّارِ (اللہ تعالےٰ اُس کو آگ کا لگام لگائے) آپ کو زخمی کیا اور اُنیسویں (۱۹) ماہ مذکور شب یکشنبہ میں اور بعضوں کے نزدیک اکیسویں (۲۱) اور بعض کے پاس چوبیسویں (۲۴) شب جمعہ میں آپ کی شہادت ہوئی۔ مگر اکیسویں (۲۱) تاریخ اصح ہے آپکی قبر شریف نجف اشرف میں ہے +

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب باوجود صحبت حضرت خیر البشر علیہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ و تسلیمات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ کو صحبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی رہی ہے۔ آپ زمانہ شباب ہی سے دین حق کی طلب میں کوشاں تھے اِس لیئے آپ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مذاہب کے علماء کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اِس طلب میں جو سختیاں آپ کو پہنچیں آپ نے اُن پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ اس راستہ کے سلوک میں دس شخصوں کے پاس یکے بعد دیگرے آپ کو فروخت کیا گیا۔ آخر الامر نوبت بخواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچی۔ کہ حضرت نے آپ کو قوم یہود سے قیمتاً خرید فرمایا۔

منقول ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے اقربا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور درخواست کی کہ سلمان ہم کو لوٹائے جائیں۔ آپ نے سلمانؓ کو اختیار دیا سلمان نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔

تفسیر ابوالقاسم میں مذکور ہے کہ جب زیادہ حصہ قرآن کا نازل ہو گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو متعدد مقامات پر روانہ کیا۔ جب فارس میں پہنچا۔ تو فارسیوں نے قرآن کو سینہ پر رکھا۔ اور مسلمان ہوئے اور سلمان فارسی اور دُلدل اور ماریۂ قبطیہ کنیز کو تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور جب قرآن مجید ترکوں کے پاس پہنچا۔ تو ترکوں نے قرآن مجید کو سر پر رکھا اور ہدیئے اور تحفے حضرت کے پاس روانہ کیئے۔ جب یہ تمام حالات بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیئے گئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فارسی مقبول دل اور صادق سینہ والے ہو گئے۔ اور ترک سردار ہو گئے۔ الحاصل محبت اور اخلاص سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان مقدس نبویؐ سے اس حد تک پہنچا تھا کہ سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان گوہر فشان سے یہ مضمون عنایت مشحون ارشاد فرمایا کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ سلمان میری اہل بیت سے ہے۔

شیخ الموحدین محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے اس حدیث سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بے گناہی اور پاکی کا استدلال فرمایا ہے اور ایک مقام پر اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ میں تحریر

فرمایا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ وَشَھِدَ اللّٰہُ لَھُمْ بِالتَّطْھِیْرِ وَذِھَابِ الرِّجْسِ مِنْھُمْ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا آنحضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سلمان ہم سے ہے اور ہمارے اہل بیت میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اہلبیت کو پاک کرنے اور اُن سے برائیوں کے لیجانے کی شہادت دی بموجب آیہ شریف اے اہلبیت اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم سے معصیت کی پلیدی کو دُور رکھے اور تم کو بالکل پاک اور مطہر کر دے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کا کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں داخل ہے اخیر وہ ہے جو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْھُمْ قوم کا غلام قوم میں داخل ہوتا ہے پس پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ حدیث شہادت ہے سلمان کی طہارت اور عصمت پر کیونکہ اگر وہ پاک اور مقدس نہ ہوتے تو اہل بیت میں کس طرح سے شامل ہو جاتے۔ اور بمجرد اصالت کیسے عنایت الٰہی میں داخل ہو جاتے۔ اب اہل بیت (علیہم الرضوان) کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ اور یہ بات دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ خدائے پاک نے اہلبیتؓ اور جناب سلمان کو اس آیت میں بھی حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کا شریک بنایا ہے یعنی چاہتا ہے اللہ تعالےٰ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ بخش دے تمہارے گناہوں کو جو گذر چکے ہیں اور آیندہ گزریں، پس اہل بیت پاک کئے ہوئے اور بخشے ہوئے ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی خاص عنایتوں سے اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے شرف کی وجہ سے۔ اہل بیت کا یہ شرف کہ وہ بخشے ہوئے ہیں قیامت میں ظاہر ہو گا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بموجب نص قطعی وخبر صحیح اہل بیت میں داخل ہیں بلا کسی غبار و دشک و شبہ کے ہم امید رکھتے ہیں کہ تمام اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی اس عنایت بے غایت میں شامل ہونگے۔ حضرت سلمانؓ جنگ خندق میں دو بدو خدمت آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ میں حاضر ہوئے۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں اور ان اصحابیوں میں سے ایک صحابی ہیں جن کے لئے بہشت مشتاق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو مدائن کا والی (حاکم) بنایا اور پانچہزار درہم سالانہ

بیت المال سے آپ کے لئے مقرر کئے گئے آپ یہ رقم لیکر فقیروں کو دیدیتے اور خود زنبیل بنکر اپنا خرچ چلاتے۔ آپ کے پاس ایک کمبل اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا تھا۔ آپ دن میں اُس کو پہنتے۔ اور رات کو اس کو اوڑھ لیتے۔ اور بارہ مہینے آپ جہاد کرتے بکریوں کے اُون کو صاف کرکے اس کی رسیاں بُنتے۔ اور چھڑے جمع کرتے رہتے۔ اگر جنگل میں کسی کو رسی یا زنبیل کی ضرورت ہوتی تو اُس کو دیدیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بازار میں جا رہے تھے۔ ایک شخص نے بہت سے سیب خریدے اور وہ مزدور کی تلاش میں تھا کہ ان کو اٹھوا کر اپنے گھر لیجائے اس درمیان میں اس نے حضرت سلمان کو کمبل پہنے ہوئے دیکھا اور سمجھا کہ آپ مزدور ہیں آپ کو آواز دی کہ ہمارے سیب اٹھا کر ہمارے گھر تک پہنچا دو۔ حضرت سلمان ؓ نے سیب اُٹھا لئے اور یہ نہیں کہا کہ میں امیر ہوں۔ تھوڑی دُور چلنے پائے تھے کہ کوئی شخص راہ میں مل گیا۔ اُس نے کہا کہ اللہ اچھا رکھے۔ امیر کو کیا سبب ہے جو آپ نے سیب کا پشتارہ اپنی پشت پر اُٹھا لیا۔ اُس وقت وہ سمجھا کہ آپ ہیں۔ پس فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ سے معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے مجھ کو گھر تک لیجانے کے لئے اپنے دل میں ارادہ کیا تھا۔ پس جب تک کہ تیرے گھر تک نہ لیجاؤنگا نہ جاؤنگا۔

مروی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قبیلۂ بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی تھی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور بہت کچھ آپ کی نسل چلی۔ چنانچہ اُس ملک میں اب تک آپ کی نسل موجود ہے۔ اور سب اہل علم اور صاحب کمال ہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ آپ مجبوب تھے۔ اور آپ نے شادی نہیں کی غلط ہے۔ آپ کے وصال کے وقت بہت لوگ آپ کی عیادت کے لئے پہنچے۔ آپ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے شور و فریاد کرکے زار و زار رو رہے ہیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میری گریہ وزاری موت کے خوف سے نہیں ہے۔ اور نہ دنیائے دنی کی آرزو کی وجہ سے ہے۔ نہیں نہیں بات یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر تو بروز قیامت مجھ کو دیکھنا اور مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو دنیا سے دور ہو اور اس طرح جا جس طرح سے میں جاتا ہوں۔

اور اب میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اس وقت میرے پاس بہت کچھ مال و اسباب

موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ہم آپ کے جمال جہاں آرا سے محروم رہیں۔ حالانکہ حضرت سلمانؓ کے پاس اس وقت سوائے ایک تغارہ اور ایک بدہنے اور ایک پالان اور ایک پوستین اور ایک کمبل کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ کی عمر بعض روایت میں ہے کہ دو سو پچاس سال کی ہوئی اور بعض میں تین سو پچاس سال ہے۔ بہرحال ۳۳ھ ہجری مدائن میں آپ نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رات میں مدینہ سے مدائن کو تشریف لے گئے۔ اور آپ کو غسل دیکر اسی شب مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لے آئے۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے آپ نے اپنے جد بزرگوار کی نعمت بطور مریدی اور ہدایت آپ ہی سے حاصل فرمائی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی آپ کو صحبت رہی ہے اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی آپ نے حاصل فرمائی۔ آپ کبار تابعین میں سے ہیں اور آپ مکہ کے مشہور سات فقہا میں سے ہیں۔ آپ امام زمانہ اور یکتائے عصر تھے آپ صحابہؓ کی ایک جماعت سے ملے اور ان سے روایت کی ہے اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایت کی ہے یحیٰی بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جن کو قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ قاسم اس امت کے سات فقہا میں سے تھے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے قاسم رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ آپ زیادہ عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ۔ آپ نے کہا سالم مبارک مرد ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ سالم کو اعلم کہیں مگر اس لئے نہ فرمایا کہ جھوٹ نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں اعلم ہوں۔ تاکہ نفس میں خودی نہ پیدا ہو۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالے عنہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ کی ماں یزدجرد شہریار کی لڑکی تھی۔ جو عجم کا آخری بادشاہ تھا۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک معتبر روایت یہ ہے کہ ۱۰۱ھ ہجری

میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کی عمر ستر یا بیاسی سال کی ہوئی ◆

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب آپ کے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ نیز آپ کے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور ان کا انتساب ان کے والد ماجد سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کا انتساب ان کے والد ماجد حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ◆

قدس سرہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وَلَدَنِي أَبُوبَكْرٍ مَرَّتَيْنِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میں دو بار پیدا ہوا، (۱) پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں (۲) دوسری ولادت معنوی کہ علم باطن بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔ آپ کی اسی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب صادق تھا جس طرح کہ آپ کے جدِ مادری کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ تھا ◆

اور وہ ان کو حضرت سیدِ اولادِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے مرحمت ہوا تھا جو کہ جبرئیل علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے پاس سے لائے تھے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سادات اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے نانا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما اور نافع اور عطا اور محمد بن منکدر اور زہری وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ اور آپ سے اور آئمہ اسلام نے جیسے امام ابو حنیفہ رح اور یحییٰ بن سعید انصاری رح اور ابن جریح۔ اور امام مالک اور محمد بن اسحاق اور آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ بن جعفر اور سفیان ثوری رح سفیان بن عنیہ اور ان کے سوا اوروں نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کی امامت اور بزرگی اور سیادت پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جمہور کا اتفاق ہے عمرو بن المقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے۔ کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سلالۂ انبیا سے ہیں۔ آپ کے اخلاقِ حسنہ اور ہمتِ ظاہری و اشاراتِ لسانی تفسیر قرآنی سے ظاہر ہیں۔ بلکہ آپ کے اشاراتِ جمیلہ اور اسرارِ جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ اور کلام کی باریکی اور معانی کی بلندی میں مشائخ عظام میں آپ کی بڑی شہرت ہے۔ طریقہ صوفیہ میں آپ کی کئی کتابیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ طبقہ مشائخ صوفیہ کا علم مختص ہے

قرن اوّل اور دوم اور سوم امام جعفر صادق رضہ تک ہے۔ آپ کے بعد اس کو حاصل ہوا جس نے فقراکی صحبت اختیار کی۔ آپ اپنے تمام ہمعصروں میں اہل بیت سے فائق تھے۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاحبِ زہد کامل بڑے متقی تھے۔ اور شہوات اور لذتوں سے پوری طرح سے بچنے والے تھے۔ اور نہایت ہی باادب تھے۔ مدینہ سکینہ میں ایک مدت تک اقامت گزیں رہے۔ اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اپنے شاگردوں کو پہنچاتے رہے۔ پھر آپ عراق میں تشریف لائے۔ اور ایک مدت تک مقیم رہے۔ آپ نے کبھی امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امرِ خلافت میں نزاع کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کو ایک جَو برابر طمع نہیں ہوتی۔ اور جو شخص حقیقت کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ حجاز کے گڑھوں کی کبھی خواہش نہیں کرتا۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت سلمان فارسی کو پہنچی۔ اور راہ دروئی سے مقصود تک پہنچے۔ پھر یہی نسبت بعینہٖ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضہ کو پہنچی۔ پھر حضرت قاسم رضہ سے امام جعفر صادق رضہ کو حاصل ہوئی۔ حضرت امام قاسم رضہ امام جعفر صادق رضہ کے نانا تھے۔ چونکہ حضرت امام نے اپنے آباءِ کرام سے نور لیا تھا۔ اور یہ نسبت سلوکِ خانی سے مناسبت رکھتی تھی۔ بعد حاصل کرنے جذبہ کے سلوکِ فوقانی کے طے کرنے کے لئے مقصد تک پہنچ گئے۔ اور دونوں نسبتوں کے جامع ہو گئے پھر یہ نسبت حضرت امامؓ سے بطریق امانت سلطان العارفین کو روحانیت کے رستہ سے جو اویسیوں کا طریقہ ہے پہنچی گویا اوس نورِ ودیعت کو اُن کی پُشت میں امانت رکھا گیا تھا تاکہ اُسے اُس کے اہل کو پہنچادیں۔ مگر توجہ سلطان العارفین کا رُخ دوسری طرف ہے۔ اس امانت کو اُٹھانے سے پہلے اس نسبت کے ساتھ کوئی تعلق مفہوم نہیں ہوتا ہے۔ پھر بھی یہ نسبت شرح مذکور کے ساتھ بعینہٖ سلطان العارفین سے شیخ خرقانی رح کو پہنچی اور اُن سے شیخ بوعلی فارمدیؒ کو اور اُن سے خواجہ یوسف ہمدانی رح کو بطریق امانت پہنچی۔ حضرت خواجہ یوسف کے بعد یہ نسبت اُس کے اہل یعنی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کو پہنچی جو سلسلۂ خواجگان کے پیر حلقہ ہیں۔ اس وقت یہ نسبت جذبہ اور سلوک فوقانی کے رستہ سے (جو حضرت امامؓ کا خاصہ تھا) پھر میدان ظہور میں آئی۔ اور از سرِ نو اس نسبت کو تازگی پہنچی۔ آپ اس مقام سے عروج فرما کر مقامِ صدیقیت تک

پہنچے اور کمال و تکمیل کا درجہ علیا حاصل کیا۔ باوجودیکہ آپ بارہ اقطاب کے رئیس تھے۔ پیر مشائخ سلسلہ پر جذبہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ نے اس نسبت کی انتہا کو یاد داشت سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق کے بعد زمانہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ تک اس سلسلہ کے مشائخ جذبہ سے غیب تک راہ دروبی اور سیر آفاقی سے متوجہ مقصود تک ہوکر اپنی اپنی استعدادوں کے بموجب حصہ پاتے رہے۔ جب خواجہ نقشبند کا زمانہ ظہور پہنچا تو حضرت خواجہ عبدالخالق نے آپ کو روحانیت کے ذریعہ سے تعلیم کی اور یہی نسبت بعینہٖ جذبہ و سلوک حضرت خواجہ نقشبند تک منتقل ہو کر درجہ کمال کو پہنچی۔ آپ کے خلفا میں سے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ اسرارہم اس نسبت کو حاصل کر کے آپ کی تربیت سے مشرف ہوئے +

قدسیہ۔ حضرت امام نے کہا ہے کہ عارف غیر سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اسباب کو منقطع کر دیتا ہے۔ کیونکہ اُس کی خدا سے معرفت اوروں سے علین نکرت ہے عارف ماسواء حق سے چھوٹا ہوا اور حق سے ملا ہوا رہتا ہے۔ عارف کے باطن میں غیر حق کی مطلقاً وقعت باقی نہیں رہتی۔ جو عارف کو اپنی طرف متوجہ کر سکے +

قدسیہ۔ نقل کرتے ہیں کہ داؤد طائی قدس سرہٗ حضرت امام کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے کہ میرا دل جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان تو خود اپنے زمانہ کا عابد اور زاہد ہے تجھ کو میری نصیحت کی کیا حاجت۔ داؤد طائی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اے سلالۂ اولاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بزرگی تمام عالم کے نزدیک مسلّم ہے۔ اور آپ کی نصیحت پر عمل سب کے لئے لازم۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان میں اس امر سے خوفِ عظیم رکھتا ہوں۔ کہ میرے دادا حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گلا کریں کہ کیوں تو میری پیروی بجا نہیں لایا۔ کیونکہ یہ کام نسب کی شرافت اور اعلےٰ خاندانی پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ درگاہ حق تعالےٰ میں عمل کی پسندیدگی معتبر ہے حضرت داؤد زار زار روئے اور فریاد کر کے کہنے لگے۔ کہ اے خدا جس کی طینت کا خمیر انوارِ نبوت سے ہے اور جس کی طبیعت کی ترکیب آثار رسالت سے ہوئی ہے۔ اور جن کے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں وہ خود اس میں حیران ہیں تو داؤد کس شمار میں ہے۔ جو اپنے حال کو اچھا سمجھے +

قدس سرہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ لَا تَصِحُّ الْعِبَادَۃُ اِلَّا بِالتَّوْبَۃِ تَقْدِیْمِ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعِبَادَۃِ عبادت بغیر توبہ کے درست نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے کہ ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ توبہ مقامات کی ابتدا ہے اور عبودیت درجات کی انتہا +

قدس سرہ۔ آپ کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار آپ اپنے مولی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اُن کو کہہ رہے تھے کہ آؤ ہم سب مل کر متابعت کریں اور اس بات کا معاہدہ کریں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت میں نجات پا جائے وہ اور سب کی شفاعت کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ اے ابن رسول اللہ آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت۔ آپ کے جدِ امجد تمام مخلوقات کے شفاعت کرنیوالے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اعمال اور افعال سے شرم رکھتا ہوں کہ جدِ امجد سے شفاعت کی استدعا کروں +

قدس سرہ۔ سُفیان ثوری قدس سرہٗ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اے سُفیان دروغ گو آدمی میں مروّت نہیں ہوتی۔ اور حاسد کو راحت میسّر نہیں ہوتی۔ اور بدخُلق میں مروّت نہیں ہوتی۔ اور بادشاہوں میں اخوت نہیں ہوتی۔ سُفیان نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اے سُفیان خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے محترز ہو تاکہ عابد بن سکو۔ اور خدا نے جو مقسوم میں رکھا ہے اس پر راضی ہو تاکہ مسلمان بن سکو۔ بدکار آدمی سے صحبت مت رکھو۔ ورنہ بدکاری تم پر غالب ہو جائے گی اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ کرو۔ جو اللہ تعالےٰ کی اچھی طرح فرمانبرداری کرتے ہیں۔ سفیان رضؓ نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا اے سفیان! جو شخص بلا توسط قبیلہ اور خاندان کے خواہانِ عزت اور بغیر دبدبہ بھلائے رُعب کا طالب ہو تو وہ معصیت کی ذلتوں سے نکل کر اطاعت کی عزتوں کی طرف آ رہا ہے۔ سُفیان رضؓ نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے کہا کہ اے سُفیان! جو شخص مصاحبِ بد کی صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا اور جو شخص بُرے راستہ میں چلتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان محفوظ نہیں رکھتا ہے۔ وہ پشیمانی اُٹھاتا ہے +

قدس سرہ ایسی معرفت جس سے حق سُبحانہٗ کے ساتھ مراقبہ کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو وہ جہالت ہے۔ اور وہ محبت جس سے موافقت کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو دھوکا اور استدراج ہے

قدسیہ۔ جو شخص حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے مخلوق سے تنہائی اختیار کرتا ہے۔ اور جو شخص حق کے ساتھ موافقت کرتا ہے وشنوسے اس کی بربادی کے لئے کوشش کرتے ہیں +

قدسیہ۔ بہت سی نافرمانیاں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے قریب کرتی ہیں اور بہت سی طاعتیں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے دُور کردیتی ہیں۔ کیونکہ اطاعت کرنیوالا خودپسند عاصی ہے۔ اور نادم گنہگار طاعت گذار ہے +

قدسیہ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچے اور اُس کو غمگین کردے تو پانچ بار رَبَّنَا رَبَّنَا کہنا چاہیئے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ اُس کو اُس غم سے نجات دیگا۔ اور جو کچھ وہ مانگے اُس کو ملیگا۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ لوگ ہمیشہ رَبَّنَا رَبَّنَا کہتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی دُعا قبول ہوگئی +

قدسیہ۔ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے داہنے اور بائیں جانب بہت سے درویش تھے۔ اس اثنا میں بعض اُمرا وارد ہوئے۔ آپنے اُن کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اِس پر بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ حق کی طرف لیجانے والے ہیں۔ اگر رعیت اپنے بادشاہ کے سامنے بیٹھے تو کچھ حرج نہیں ہے +

قدسیہ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عاقل کون ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ شخص عاقل ہے جو بھلائی اور برائی میں تمیز کرے۔ آپنے فرمایا کہ چوپائے بھی تمیز کرتے ہیں۔ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ آپکے نزدیک کون عاقل ہے۔ آپنے فرمایا کہ جو تمیز کرسکے دو بھلائیوں اور دو برائیوں میں۔ تاکہ دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی اختیار کرسکے۔ اور دو برائیوں میں سے بدتر برائی رد کرے +

قدسیہ۔ ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کا دیدار دکھائیے آپ نے فرمایا کہ تو نے نہیں سُنا کہ موسےٰ سے لَنْ تَرَانِیْ کہا گیا تھا۔ اُس نے کہا کہ یہ ملتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک فریاد کرتا ہے کہ میرے دل نے میرے خدا کو دیکھا۔ اور دوسرا شخص نعرہ مارتا ہے کہ میں ایسے پروردگار کی عبادت ہی نہیں کرتا ہوں۔ جس کو

میں نہ دیکھ رہا ہوں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پانی اس نیچے لیگیا۔ اور پھر پانی نے اس کو اوپر پھینک دیا اُس نے فریاد کی۔ یَا اِبْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْغِیَاثُ اَلْغِیَاثُ اے فرزند رسول خدا فریاد ہے فریاد۔ آپ نے فرمایا کہ اے پانی پھر نیچے لے جا۔ پانی اُس کو نیچے لیجاتا۔ اور پھر اوپر پھینک دیتا تھا اور وہ شخص امام جعفر صادق ؓ سے پناہ ڈھونڈتا تھا۔ جب اس کی اُمید مخلوق سے منقطع ہو گئی تو اس وقت پھر پانی اُس کو نیچے لے گیا۔ اُس نے فریاد کی۔ کہ اِلٰہِیْ اَلْغِیَاثُ اَلْغِیَاثُ اے معبود فریاد ہے فریاد۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس کو نکال لو۔ چنانچہ اس کو نکال لیا گیا۔ تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کو راحت پہنچی۔ تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تو نے اللہ تعالے کو دیکھا۔ اس نے کہا کہ جبتک میں غیر حق میں مصروف رہا اس وقت تک مجھ میں اور خدا میں حجاب تھا۔ مگر جب میں بالکل اپنے معبود کی طرف ملتجی ہوا تو اس وقت میرے دل میں ایک روزن کھلا میں نے اس روزن سے دیکھا تو حق سبحانہ کا دیدار مجھے حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اضطرار نہ ہو یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ خدا تعالے مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، جب کہ وہ اس کو پکارتا ہے۔ جب تک تو صادق کو پکارتا رہا کاذب تھا۔ اب اس روزن کو محفوظ رکھ تاکہ مطلوب کو تو وہاں سے دیکھتا رہے۔ جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالے کسی چیز پر ہے یا کسی چیز سے ہے۔ وہ کافر ہے۔ بقول شاعر ؎

مکاں تیرا بتائے گا وہی جو کوئی کافر ہو
نہ بالائے فلک ہے تو، نہ بالائے زمیں ہے تو

کرامت ایک بزرگ نے کہا کہ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ کے ساتھ میں مکہ شریف کو گیا۔ ناگاہ ایک عورت کے پاس گذرے جس کے سامنے ایک مادہ گاؤ مُردہ پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ امام ؓ نے اس سے حقیقت واقعہ دریافت فرمائی۔ عورت نے کہا کہ میں اور میرے لڑکے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اب اس گائے کے مر جانے کی وجہ سے ہم اپنے بارہ میں متحیر ہیں۔ امام نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالے تیری گائے کو زندہ کردے۔ اُس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسی مصیبت کے وقت مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مذاق نہیں ہے۔ پھر

آپ نے دعا فرمائی۔ اور اپنے پاؤں کو اس مردہ گائے پر مارا اور آواز دی۔ گائے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اور تندرست ہوگئی حضرت امام لوگوں میں چلے گئے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ سکینہ میں ۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اور مدینہ ہی میں اڑسٹھ سال کی عمر میں شوال کے مہینہ میں ۱۴۸ھ ہجری اس عالم سے رحلت فرمائی ؂

حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہے آپکی تربیت بھی اویسی امام عالیشان کی رُوحانیت سے ہوئی۔ کیونکہ شیخ کی ولادت امام کی وفات کے بعد ہوئی۔ آپ امام کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ آپ نے ایک سو تیرہ ۱۱۳ پیر کی خدمت کی اور سب پیروں سے برکتیں حاصل کیں۔ منجملہ اُن کے ایک امام جعفر صادق ہیں۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز امام کی خدمت میں حاضر تھے۔ امام نے فرمایا کہ اے بایزید اُس کتاب کو طاق سے اتار لا۔ بایزید نے کہا کہ طاق کہاں ہے امام نے فرمایا کہ تم اتنی مدت سے یہاں ہو ابھی تک تم نے طاق بھی نہیں دیکھا آپ نے کہا کہ مجھ کو طاق سے کیا کام جو سر اوپر اُٹھاؤں میں آپ کی دیکھنے کے لئے آیا ہوں نہ کہ طاق کے نظارہ کے لئے۔ امام نے فرمایا کہ جب ایسا ہے تو اب تم بسطام کو چلے جاؤ تمہارا کام پورا ہوگیا۔ آپ کا نام طیفور عیسیٰ بن آدم بن شروسان ہے آپ کے دادا آتش پرست تھے بعد کو مسلمان ہوگئے۔ آپ احمد خضرویہ اور ابی حفص اور یحییٰ بن معاذ کے ہمعصروں میں ہیں۔ اور شقیق بلخی سے ملاقات کی ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ اور ولی اور عارفوں کے بادشاہ۔ صدیقوں کے بُرہان اور خدا کی حجت اور خلیفہ برحق اور قطب عالم اور اوتاد کے رئیس تھے۔ آپ کے ریاضات اور مجاہدات اور مقامات و کرامات بہت ہیں۔ اور آپ کے ارشادات اور کمالات پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور روایت اور حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔ اور طریقت کے معانی کے اخذ کرنے میں لوگوں کے تعریف کرنے سے آپ مستغنی ہیں ؂
سید الطائفہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل ملائک میں۔ نیز سید الطائفہ فرماتے ہیں کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا خراسانی (یعنی بایزید) کی ابتدا ہے۔ اور مردان خدا جب آپکے ابتدائی قدم پر پہنچتے ہیں تو وہ اُنکی

انتہا ہے۔ اِس لئے وہ اُس مقام پر اتر جاتے ہیں۔ اور وہیں رہ جاتے ہیں۔ اس کلام کی دلیل وہی ہے۔ جو بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دو سو سال باغ میں گذریں گے تو ہماری طرح کا ایک پھول پیدا ہو گا۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مگر بایزید ہم میں نہیں ہیں۔ یعنی بایزید بالکل حق میں محو ہے +

لڑکپن ہی میں خدا کی تلاش کی خواہش اُن کے دل میں پیدا ہوئی! آپ اُستاد کے پاس قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ جب سورۂ لقمان پر پہنچے تو اِس آیت کا سبق ہوا اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ "شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا"۔ آپ نے تختی کو رکھ دیا۔ اور آپ اُستاد سے اجازت لیکر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ میں اسی آیت تک پہنچا ہوں جس میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا میں دو گھروں سے تعلق نہیں نبھا سکتا ہوں۔ اس آیت سے میں بہت پریشان ہوں۔ یا تو آپ مجھے خدائے تعالےٰ سے مانگ لیجئے کہ بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا خدا تعالےٰ ہی کو بخشد یجئے کہ اُسی کا ہو جاؤں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو راہ خدا کیلئے چھوڑ دیا۔ اور اپنا حق معاف کر دیا۔ پس آپ بسطام سے باہر نکلے اور تیس سال تک بادیہ شام میں پھرتے رہے۔ ریاضت اور مجاہدے کرتے تھے اور ہمیشہ بھوکے رہتے تھے جب آپ نماز پڑھتے ہیبت حق اور تعظیم شریعت کے سبب سے آپکے سینہ کی ہڈیوں سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی کہ لوگ سُن لیتے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں مقام پر ایک پیر مرد ہیں۔ میں اُن کے دیکھنے کے لئے گیا۔ جب قریب پہنچا تو انھوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ میں اُسی وقت واپس ہوا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ اگر اس پیر کا طریقت میں کچھ بھی مرتبہ ہوتا تو روش شریعت کے خلاف ہرگز عمل نہ کرتا +

قدسیہ۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر سے مسجد چالیس قدم پر ہے مسجد کی تعظیم کی وجہ سے میں نے کبھی رستہ میں نہیں تھوکا +

کہتے ہیں کہ آپ نے مکہ معظمہ کا سفر کیا اور بارہ سال میں وہاں جا کر پہنچے آپ ہر قدم پر جانماز بچھاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے +

الہام: آپنے فرمایا کہ خدا کا ملنا کچھ دنیا کے بادشاہ کا دربار نہیں ہے کہ ایک دفعہ میں وہاں پہنچ جائیں۔ آپ اُس سال حج کو گئے۔ اور مدینہ منورہ نہیں گئے اور واپس چلے آئے کہ سفر مدینہ منورہ کو سفر کعبہ مکرمہ کے تابع بنانا ادب کے خلاف تھا۔ دوسرے سال آپنے زیارت روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیئے علیحدہ احرام باندھا۔ اور آپ ایک شہر میں داخل ہوئے۔ مخلوق کا ایک انبوہ آپکے پیچھے آرہا تھا۔ جب آپ شہر سے باہر نکل آئے۔ تو اُس مجمع کو اپنے ساتھ دیکھ کر اُن سے آپ نے پوچھا انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ ہی رہینگے۔ پس آپ نے چاہا کہ ان کی محبت کو اپنے سے دور کریں اور اپنی تکلیف رفع کریں۔ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھکر یہ آیت پڑھی۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱) "بے شک میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے پس میری عبادت کرو"۔ لوگوں نے کہا کہ یہ دیوانے آدمی ہیں اور آپ کو چھوڑ کر چلے گئے دیکھئے آپ نے آیت قرآنی تلاوت کی تھی۔ مگر اُن لوگوں نے سمجھا کہ آپ خود کو خدا کہہ رہے ہیں ❖

قدس سرہ۔ ذوالنون مصری قدس سرہ نے ایک شخص کی زبانی آپ سے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رات جنگل میں سوتے رہتے ہیں اور راحت میں مشغول ہیں۔ حالانکہ قافلہ گذر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرد کامل وہ ہے کہ تمام رات سوئے اور صبح کو اُٹھے اور قافلہ کے پہنچنے سے پہلے منزل میں پہنچ جائے۔ ذوالنون نے جب یہ حال سُنا تو فرمایا کہ بایزید کے لیئے مبارکباد ہو کہ اُس کا حال اس مرتبہ تک پہنچ گیا ❖

قدس سرہ۔ آپ نے ایک مرد کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تیرا یہ خیال ہے کہ نماز حق تک پہنچا دیتی ہے۔ تو تو غلطی کر رہا ہے کہ سراپندار ہے نہ خالق کی موصلت۔ اگر تو نماز بھی پڑھے تو تو کافر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ذرہ برابر بھی خود کو اعتبار کی آنکھ سے دیکھیگا تو مشرک ہو جائیگا ❖

قدس سرہ آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کے لیئے ہماری ملاقات کا پھل نعمت ہے۔ اور بعضوں کیلئے رحمت ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے آپنے فرمایا کہ ایک شخص آتا ہے اور اُس وقت ہم پر ایک حالت ہوتی ہے۔ کہ اس حالت میں ہم اپنے حواس میں نہیں رہتے وہ ہماری غیبت کرتا ہے۔ اور لعنت میں پھنستا ہے۔ اور دوسرا شخص آتا ہے اور حق کو ہم پر

غالب پاتا ہے۔ پس وہ ہم کو معذور خیال کرتا ہے۔ اُس کا پھل اُس کے لئے رحمت ہے ✦

قدس سرہٗ۔ آپ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ قیامت کا دن آئے اور مَیں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگاؤں۔ جب دوزخ مجھ کو دیکھیگا تو اُس کی آگ کم ہو جائیگی۔ تو مَیں مخلوق کی رحمت کا سبب بن جاؤنگا ✦

قدس سرہٗ۔ آپنے فرمایا کہ مَیں نے اللہ تبارک و تعالےٰ کو خواب میں دیکھا مَیں نے کہا کہ خداوندا تیری طرف آنیکا کیا راستہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو اپنے نفس کو چھوڑ اور آ یعنی جہاں تو اپنی خودی سے گذرا اور ہم سے مل گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں سوائے کھڑے رہنے کے۔ اور روزہ میں سوائے بھوکے رہنے کے اور کچھ مَیں نے نہ دیکھا۔ جو کچھ مجھ کو ملا ہے وہ محض خدائے تعالےٰ کے فضل سے نہ عمل سے کہ محنت اور کسب سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ✦

قدس سرہٗ۔ آخر وقت آپنے فرمایا کہ خدایا مَیں نے جو کچھ تیری یاد کی۔ غفلت سے کی۔ اور جو کچھ تیری عبادت کی خالی قصور اور فتور سے نہ تھی ✦

الہام۔ ایک دفعہ آپ نے ایک سُرخ سیب اُٹھایا اور فرمایا کیا لطیف ہے۔ اُسی وقت ان کو دل سے یہ آواز آئی کہ اے بایزید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو ہمارے نام لطیف سے سیب کو خطاب کر رہا ہے۔ چالیس دن تک اسم اعظم آپکے دل سے محو ہو گیا۔ آپ نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہونگا میوہ کا نام نہ لونگا۔ اور نہ بسطام کا میوہ کھاؤنگا ✦

الہام۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھ پر سختی غالب آئی کہ طاعتوں سے میں نااُمید ہو گیا۔ اور کہا کہ بازار جاتا ہوں کہ ایک زنّار خرید کر لاؤں اور کمر میں باندھ لوں۔ ایک زنّار لٹکا ہوا مَیں نے دیکھا۔ مجھے خیال ہوا کہ ایک درم میں مجھے مل جائیگا۔ مَیں نے پوچھا کہ کتنے میں بیچتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہزار دینار میں۔ مَیں سوچنے لگا۔ ہاتف نے آواز دی کہ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ جو زنّار تیری کمر میں باندھا جائیگا۔ وہ ہزار دینار سے کم میں نہیں مل سکتا مجھ کو خوشی ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی تجھ پر عنایت ہے ✦

الہام۔ آپنے کہا کہ میرے دل میں آواز دی گئی کہ اس طاعت مقبول اور خدمت پسندیدہ کے سوا جو تو ادا کر رہا ہے۔ اگر تو ہم کو چاہتا ہے تو وہ چیز لا جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ مَیں نے

لہ چنانچہ آیت شریف وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورہ عنکبوت) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ جدوجہد سے وصول الی اللہ نہیں ہوتا بلکہ اسکے جدوجہد کو دیکھکر اللہ کو رحم آجاتا ہے۔ اور وہ اسکو اپنے فضل سے رہنمائی فرماتا ہے ✦

کہا کہ خداوندا وہ کیا چیز ہے۔ جو تیرے پاس نہ ہو۔ ارشاد ہوا کہ وہ بیچارگی اور عاجزی اور نیازمندی اور شکستگی ہے ✤

کرامت سلطان العارفین قدس سرہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میں شبہ کا لقمہ مُنہ میں رکھتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے اور بیقرار ہو جاتے یہاں تک کہ میں اُس لقمہ کو نکال کر پھینک دیتی۔ اس کلام کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا۔ کہ اس راستہ میں مرد کے لیئے کیا بہتر ہے فرمایا دولتِ مادر زاد۔ کہا گیا اگر یہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ طاقت ور بدن۔ کہا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا موت ناگہانی بہتر ہے ✤

کرامت ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے یہ لفظ نکلا تھا کہ سُبحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ یعنی پاک ہوں کیا بزرگ ہے میری شان، جب آپ ہوش میں آئے تو مریدوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا بھی تمہارا دشمن ہے اور بایزید بھی تمہارا مخالف اگر پھر کبھی تم ایسی بات میری زبان سے سُنو تو مار کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ یہ کہکر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھُری دیدی۔ اتفاقاً آپ پر پھر وہی حالت طاری ہوئی اور آپ نے اُسی کلمہ یا اُس کے مماثل کلمہ کا اعادہ کیا۔ آپ کے مریدوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مکان آپ سے بھر گیا کہ گوشہ مکان کا خالی نہ رہا آپ کے احباب دیوار سے اینٹ پتھر لیکر مار رہے تھے اور چھُریاں آپ کے جسم پر چلا رہے تھے معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گویا پانی پر چھُری چلا رہے ہیں۔ جب وہ کیفیت ختم ہو گئی اور آپ اپنی اصلی شکل سے بھی چھوٹے معلوم ہونے لگے جیسے کہ ایک ممولا پرند ہوتا ہے اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے دیکھا مرید آپ کے پاس آگئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ بایزید یہ ہے جس کو تم اب دیکھ رہے ہو اُس وقت بایزید نہ تھا ✤

کرامت شقیق بلخی اور ابو تراب بخشی قدس سرہما آپ کے پاس آئے۔ کھانا جو پکا تھا سامنے لایا گیا۔ ایک مرید نے آپ کے ساتھ شرکت نہ کی۔ ابو تراب نے اُس سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابو تراب نے کہا کہ ایک ماہ کا ثواب لے اور روزہ توڑ دے۔ اُس نے کہا روزہ نہیں توڑ سکتا۔ شقیق نے کہا کھانا کھا اور ایک سال کا ثواب لے۔ اُس نے کہا میں روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہوں بایزیدؒ

نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ وہ راندۂ درگاہ خدا ہوگیا۔ ایک مدت نہیں گذری کہ اُس کو چوری کی علت میں پکڑا گیا۔ اور دونو ہاتھ اُس کے کاٹ لیئے گئے ✦

کرامت۔ ایک دفعہ آپ رستہ چل رہے تھے ایک کتا آپ کے ساتھ ہو گیا آپ نے اپنا دامن اُس سے بچایا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ اے شیخ اگر میں خشک ہوں تو تجھ میں کوئی برائی نہیں ہے اور اگر بھیگا ہوا ہوں تو مجھ میں اور آپ میں تین پانیوں میں صلح یعنی تین مرتبہ دھونے سے مساوات ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر آپ کا دامن خودی سے ملوث ہو جائے پھر اگر آپ سات دریا سے غسل کریں تب بھی پاک نہیں ہو سکتے۔ شیخ نے کہا کہ تو نجاست ظاہری رکھتا ہے۔ اور میں نجاست باطنی رکھتا ہوں۔ آ تو اور میں ملکر رہینگے کتے نے جواب دیا کہ آپ میری ہمراہی کے لائق نہیں ہیں کیونکہ میں مردود خلائق ہوں اور آپ مقبول عالم۔ جو کوئی میرے پاس سے گذرتا ہے وہ اینٹ پتھر میرے پہلو پر مارتا ہے اور جو شخص آپ کے پاس سے گذرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْعَارِفِیْنَ کہتا ہے حالانکہ میں کبھی ایک ہڈی یا ایک ٹکڑا روٹی کا کل کے لیئے نہیں رکھتا۔ اور آپ کے گھر گیہوں کا مٹکا بھرا ہوا ہے۔ شیخ نے کہا کہ سبحان اللہ جب میں کتے کی ہمراہی کے لائق نہیں ہوں تو خدائے یکتا کی ہمراہی سے کیا نسبت ✦

کرامت۔ سلطان العارفین سے پوچھا گیا کہ آپ کا پیر کون ہے۔ آپ نے کہا کہ ایک بڑھیا ہے کہا گیا کہ کس طرح سے آپ نے کہا کہ ایک روز میں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی ایک بال برابر بھی سمائی کی گنجائش نہ تھی۔ میں بیخود ہو کر جنگل میں چلا گیا۔ ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پر بوجھ لیئے ہوئے آرہی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میرے وزن کو اُٹھاؤ۔ میں اِس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں اِدھر میری یہ حالت تھی کہ میں خود کو نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ پھر اُس کے اُٹھانے کی کہاں تاب تھی۔ میں نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ آیا میں نے وہ بوجھ شیر کی پُشت پر رکھ دیا۔ اور اُس بڑھیا سے کہا کہ تو شہر میں جائے تو اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے لیکن بڑھیا نے کہا کہ میں نے ایک ظالم اور ایک رعنا کو دیکھا۔ میں نے کہا کہ کس طرح۔ وہ بولی کہ اے بایزید کیا یہ شیر مکلف ہے میں نے کہا کہ نہیں ہے وہ بولی کہ جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی۔ تو اس کو تکلیف دے رہا ہے۔ کہا یہ ظلم نہیں ہے میں نے کہا کہ بیشک ظلم ہے

پھر اُس نے کہا کہ تو باوجود اس ظلم کے چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جان جائیں کہ شیر بھی تیرے مطیع ہیں۔ اور تو صاحب کرامت ہے۔ کیا یہ رعنائی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اس فعل سے۔ اس بات کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔

پندرہ شعبان ۲۶۱ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۲۳۴ھ ہجری میں بعمر تہتر سال آپ کی وفات ہوئی۔ اور بسطام میں مدفون ہوئے۔ بعد وفات آپ کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے بڈھے تو میرے لئے کیا لایا۔ میں نے کہا کہ خداوندا جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ تو کیا لایا۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے حالات کا بیان

تصوف میں آپ کا انتساب حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلوک میں آپ کی تربیت شیخ بایزیدؒ کی روحانیت سے ہوئی ہے کیونکہ شیخ ابوالحسنؒ کی ولادت شیخ بایزید کی وفات کے بعد ہوئی۔

کہتے ہیں کہ سلطان العارفین ہر سال ایک مرتبہ رباطِ دہستان کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ اُس گاؤں پر سے کہ جہاں شہیدوں کی قبریں ہیں۔ اور جب موضع خرقان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور اس طریقہ سے سانس لیتے جیسے کسی چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں مریدوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس چیز کی بو سونگھتے ہیں۔ ہم کو یہاں کوئی بو نہیں معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چوروں کے اس گاؤں میں میں ایک مردِ خدا کی بو پاتا ہوں جس کا نام علی ہے اور کنیت ابوالحسن اُس کے تین مرتبے مجھ سے زیادہ ہونگے وہ اہل و عیال کا بار اُٹھائیگا۔ اور کھیتی کریگا۔ اور درخت جمائیگا۔ وہ مجھ سے سو برس کے بعد پیدا ہوگا۔ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن قدس سرہٗ بارہ سال کی عمر سے عشاء کی نماز جماعت سے خرقان میں پڑھ کر مزار پُر انوار سلطان العارفین پر جاتے اور آپ کی رُوح پر فتوح سے برکات اور استفادات کے منتظر اور مراقب رہتے اور کہتے کہ خدایا جو تو نے بایزید کو دیا ہے۔ ابوالحسن کو بھی عنایت فرما۔ پھر وہاں سے آپ ایسے وقت واپس آتے کہ خرقان میں آکر

صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لیتے۔ خواجہ مولانا بن روز بہان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ شرح رسالہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بایزید کئی واسطوں سے پیر ہیں۔ بعض مشائخین نے ان واسطوں کو اس طریقہ سے بیان کیا ہے۔ کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کا انتساب ابوالمظفر مولانا ترک طوسی سے اور اُن کا انتساب خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور ان کا انتساب خواجہ محمد مغربی سے اور اُن کا انتساب سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ اسرارہم سے آپ کا اصل نام علی بن جعفر ہے آپ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ اور غوث روزگار اور قبلۂ عصر تھے۔ آپکے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپکے پاس ہوتا تھا۔ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھالینگے۔ چنانچہ شیخ ابوالعباسؒ کی وفات کے بعد ایک زمانہ آپ کی طرف رجوع ہوا۔ جیساکہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔

قدسیہ۔ شیخ عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن اپنے زمانہ کے بادشاہ اور قطب اوتاد اور ابدالِ عالم اور اہلِ نظر طریقت کے سلطان اور کوہ تمکین تھے۔ علم معرفت میں ایک مسلّم شخص تھے۔ جو کہ ہر دم دل سے باحضور اور مشاہدہ حق سبحانہٗ میں مشغول اور بدن سے ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف صاحب اسرار و حقائق عالی ہمت اور بزرگ مرتبت شیخ تھے بارگاہِ الٰہی میں ایسا قرب عظیم رکھتے تھے کہ اُس کی صفت کچھ بیان نہیں ہو سکتی۔

قدسیہ۔ ایک روز آپنے اپنے ہمنشینوں سے دریافت فرمایا کہ کونسی چیز بہتر ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اے شیخ آپ ہی فرمائیے! آپنے فرمایا کہ وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو۔

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے فرمایا کہ کوئی شخص مرقع اور سجادہ کی وجہ سے صوفی نہیں ہو سکتا! اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے۔ صوفی وہی ہے جو نہ ہو۔ اور فانی فی اللہ ہو۔

قدسیہ۔ آپنے فرمایا کہ آدمی اُس دن صوفی ہو گا جس دن کہ اُس کو آفتاب کی حاجت نہ رہے۔ اور اس رات کو ہو گا جبکہ اُس کو چاند اور ستاروں کی احتیاج باقی نہ رہے۔

قدسیہ۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ اپنی خانقاہ میں چالیس درویشوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ سات روز متواتر گذر گئے تھے کہ کھانے کی ہوا بھی آپکے پاس نہ آئی تھی۔ ایک شخص آٹے کا تھیلا اور ایک بکرا لیکر آیا۔ اور خانقاہ کے دروازہ پر آواز دی پوچھا کہ کون ہے اُس نے

کہا کہ صوفیوں کیلئے کچھ لیکر آیا ہوں۔ شیخ نے یہ سنکر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے صوفی کہے جانے کے لائق ہو وہ اِس کو لے۔ مَیں اس کا یارہ نہیں رکھتا ہوں۔ کہ صوفیت کا دعوٰے کر سکوں حاضرین سب خاموش ہو رہے یہاں تک کہ شیخ نے آٹا اور بکرہ واپس فرما دیا۔

قدسیہ۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ خود کو انسان کس طرح سے معلوم کرے کہ وہ بیدار ہے فرمایا اس طرح سے کہ جب وہ اللہ تعالٰے کو یاد کرنے میں مصروف ہو تو یاد کی وجہ سے اس کو سر سے پیر تک کی خبر نہ رہے +

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا ہے آپنے فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی آدمی وہ بات کہے جو اُس کے دل میں ہو +

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اخلاص کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کیلئے کرو اخلاص ہے۔ اور جو کچھ مخلوق کے لئے کرو وہ ریا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بقا اور فنا کا تذکرہ کرنا کس شخص کیلئے روا ہے۔ فرمایا ایسے شخص کے لئے روا ہے کہ اگر ایک ریشمی تار سے آسمان میں باندھکر اُس کو لٹکا دیا جائے۔ اور ایسی ایک ہوا چلے جو درختوں اور مکانوں کو گرا دے اور پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے اُکھیڑ کر پھینکدے۔ اور دریاؤں کی مٹی سے آٹا دے۔ لیکن اُس شخص کو اُس کی جگہ سے نہ ہلا سکے +

قدسیہ۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کبھی ہرگز ایسے آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو۔ کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ باتیں کرے ؎

باکسے صحبت مدار اے دیدہ ور توخدا گوئی و او چیزے دگر[1]

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں غمگین رہو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو بہیں کیونکہ اللہ تعالٰے گریاں اور بریاں بندوں سے محبت رکھتا ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا طلبی کے لئے گانا گائے۔ سرود بجائے اس سے بہتر ہے کہ قرآن پڑھے۔ اس سے حق تعالٰے کی طلب کرے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپکے فعلونکی پیروی کرے نہ وہ کہ جو لکھ کر کاغذ سیاہ کرتا ہے +

قدسیہ۔ شبلی قدس سرہ نے کہا کہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں شیخ نے فرمایا

---

[1] یہ شعر عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کتاب حضرات القدس میں تھا +

کہ یہ بھی ایک قسم کی خواہش ہوئی +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے اس وقت تک میری یہ حالت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا دل میں کچھ نہیں آتا۔ سوائے اس کے اپنے کو نہیں دیکھتا ہے

مَا بَقِیَ فِیَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ نِسْبَۃٌ وَلَا فِی صَدْرِی لِغَیْرِ اللّٰہِ قَرَارُ

(ترجمہ) مجھ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی طرح کا لگاؤ نہیں اور نہ غیر اللہ کا میرے دل میں قیام +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال گذر گئے ہیں کہ میرا نفس ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی یا کھٹا دہی مانگتا ہے مگر میں نے اُس کو نہیں دیا +

قدسیہ آپ کہتے ہیں کہ عالم اور عابد دنیا میں بہت ہیں مگر تجھ کو اس گروہ میں ہونا چاہیئے کہ دن سے رات تک اس طرح گذارے کہ اللہ تعالےٰ پسند کرے اور رات بیسے دن کرے جس طرح سے کہ اللہ تعالےٰ پسند فرمائے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے لیکن مرد خدا وہ ہے کہ جس پر ساٹھ سال ایسے گزر جائیں جن میں بائیں ہاتھ کا فرشتہ یعنی بدی کا لکھنے والا فرشتہ اُس کا کوئی عمل ایسا نہ لکھ سکے جو بارگاہِ ایزدی میں شرمندہ کرنے والا ہو +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نیک نامی وہ شخص پیدا کر سکتا ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے یہ مرتبہ دیا ہو کہ وہ قیامت میں دوزخ کے کنارے جا کر کھڑا ہو اور جس کسی کو خدا تعالےٰ دوزخ پہنچانا چاہے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے تین مقام پر اولیاء اللہ سے ہیبت کھاتے ہیں ملک الموت جان نکالنے کے وقت اور کراماً کاتبین اعمال لکھنے کے وقت اور منکر نکیر سوال کرنے کے وقت +

قدسیہ۔ مردانِ خدا پر خوشی اور غمی اپنا اثر نہیں کرتے۔ کیونکہ خوشی ہو یا غمی سب اُسی کی طرف سے ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ صحبت خدا کے ساتھ رکھو نہ مخلوق کے ساتھ مخلوق کے ساتھ میں کوئی ثواب ہی ملجائے وہ بھی راہِ حق تعالےٰ سے وسالہ دوری کرا دیتا ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک تو دنیا کا طلبگار رہے وہ تجھ پر حاکم ہے اور جب تو نے اُس سے رُو گردانی اختیار کی تو تُو اُس پر غالب ہو جائیگا +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے جس کے پاس نہ دنیا ہو نہ آخرت اور نہ اُس کو اُس کی خواہش ہو۔ کیونکہ دنیا و آخرت ایسی چیز نہیں ہے جس کو فقیر سے کچھ نسبت دی جا سکے ؁

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ تجھ سے قبل از وقت نماز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے تو بھی قبل از وقت روزی مت مانگ +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مرد کا کام پاکی سے عروج پانا ہے نہ کام کی زیادتی سے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ علما کہتے ہیں کہ ہم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں حالانکہ آپ کے وارث ہم فقرا ہیں یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سے ہم متصف ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔ ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ کیلئے خدائے عزوجل تک ہزار منزلیں ہیں۔ پہلی منزل کرامات ہے۔ اگر سالک کم ہمت ہوگا۔ تو وہ اور مقامات تک نہ پہنچ سکیگا +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس دل میں ذات حق کے سوا اور کوئی چیز ہو خواہ کیسی عبادت کیوں نہ ہو تاہم وہ دل مردہ ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ دین کو شیطان سے کچھ خوف نہیں ہے۔ بلکہ دو شخصوں سے ہے ایک عالم حریص دنیا اور دوسرا زاہد بے علم +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے نہ ہم نے اپنے لئے روٹی پکائی۔ اور نہ کوئی دوسری چیز البتہ میہمانوں کے لئے اور ہم اس کھانے میں طفیلی تھے تم بھی ایسے ہی رہو۔ کہ اگر تمام جہان کا ایک لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھو تب بھی یہ سمجھو کہ تم نے اُس کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر مشرق سے مغرب تک تم سفر کرو کہ خدا کے واسطے کسی شخص سے ملاقات ہو جائے تب بھی یہ سمجھو کہ بہت نہیں ہے ؁

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور سب سے بہتر وہ کام ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ حلال کا لقمہ وہ ہے جو تمہاری محنت سے ہو۔ اور سب سے بہتر رفیق وہ ہے جس کی زندگی حق کے ساتھ بسر ہوتی ہو +

آپکی وفات ۴۲۵ھ ہجری میں شب عاشورا یا بروز عاشورا ہوئی منگل یا ہفتہ کے دن آپ دفن ہوئے،

حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ کے حالات

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے ہے اور شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو انتساب ہے۔ جو قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے۔ اُن کی وفات ۴۵۰ھ میں ہوئی۔ شیخ ابوالقاسم کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی سے ہے۔ اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت ہے۔ اور اُن کو ابو علی کاتب سے۔ اور اُن کو ابو علی رودباری سے اور ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے قدس اللہ اسرارہم۔ ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملجاتا ہے۔ نیز شیخ ابو علی فارمدی کو شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی صحبت رہی ہے اور اُن سے خرقہ بھی حاصل کیا ہے۔ شیخ ابوسعید کی وفات ۴۴۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کی عمر پوری ہزار ماہ کی تھی۔

کہتے ہیں کہ اُن چالیس مردوں میں سے جو شیخ ابوالحسن کے ساتھ ارادت رکھنے والوں میں سے ولی ہو گئے شیخ احمد جام اور خواجہ ابو علی رودباری بھی ہیں۔ یہ دونوں مشہور و معروف بزرگ ہیں۔

طائفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خواجہ ابو علی کو خطرات قلب سے واقفیت دی گئی تھی۔ مگر اُس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اور شیخ احمد جام کو خواطر سے آگاہی دی گئی تھی۔ اور وہ اُس کے اظہار کے لئے مامور تھے۔ شیخ ابو علی فارمدی کا اصلی نام فضل اللہ بن محمد ہے۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔ اور آپ اپنے وقت میں اس طریق خاص میں یکتا تھے۔ اور آپ وعظ و پند میں امام ابوالقاسم قشیری کے شاگرد تھے۔ جو صاحب رسالہ اور صاحب تفسیر ہیں اور اپنے وقت کے عالم اور امام تھے۔ ۴۶۵ھ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے جوانی میں طالب علمی کے لئے نیشاپور گیا۔ میں نے سُنا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر میہنہ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور مجلس کرتے ہیں میں بھی آپ کی خدمت میں گیا کہ ملاقات کروں۔ جب میری نگاہ آپ کے جمال پر پڑی میں آپ کا شیدا ہوگیا۔ اور گروہ صوفیہ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں ایک روز اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر کی ملاقات کی تمنا میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اور وہ شیخ کے باہر آنے کا وقت نہ تھا۔ میں نے صبر کرنا چاہا مگر نہ ہوسکا۔ میں اٹھا اور باہر آیا۔ اور چوراہہ پر پہنچا۔ تو شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جاتے ہوئے ملے۔ میں بھی بے اختیار شیخ کے پیچھے ہولیا

وہ ایک جگہ جا کر ٹھہر گئے۔ اور میں بھی ایک کونہ میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جہاں سے شیخ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ شیخ سماع میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کو کیفیت ہوا اور وجد عظیم ظاہر ہوا۔ اور کپڑے پھاڑ ڈالے۔ جب شیخ سماع سے فارغ ہو گئے تو کپڑے اُتار ڈالے گئے اور شیخ کے سامنے اُن ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا گیا۔ شیخ نے ایک آستین معہ دامن اس میں سے نکال کر علیحدہ رکھ لی اور آواز دی کہ اے شیخ ابو علی طوسی تو کہاں ہے۔ میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور یہ سوچا کہ شیخ اس وقت نہ مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں۔ شاید آپ کے مریدوں میں سے بھی کسی کا نام ابو علی ہو گا۔ شیخ نے دوبارہ آواز دی اور میں خاموش رہا۔ شیخ نے جب تیسری بار پکارا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شیخ آپ ہی کو طلب کر رہے ہیں۔ میں اٹھا اور شیخ کے سامنے گیا شیخ نے وہ دامن اور آستین مجھے دی۔ اور کہا کہ جاؤ اور اُسے محفوظ رکھو۔ کہ تم ہمارے نزدیک مثل اس آستین اور دامن کے ہو۔ میں نے وہ کپڑا لے لیا اور آداب و تواضع بجالایا اور ایک عزیز جگہ اس کو لیجا کر رکھا۔ مجھ کو شیخ کی خدمت میں بہت کچھ فائدے اور روشنیاں ظاہر ہوئیں۔ اور حالات پیدا ہوئے۔ جب شیخ نیشاپور سے چلے گئے تو میں امام ابو القاسم قشیری کے پاس آیا اور وہ حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے آپ سے بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے جا تحصیل علم میں مشغول ہو۔ میں علم میں مشغول ہو گیا۔ اور یہ روشنی روزانہ بڑھتی جاتی تھی۔ میں تین سال تک تحصیل علم میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات میں سے قلم نکالا۔ تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اٹھا اور امام ابو القاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھا لیا تو بھی اُس سے ہاتھ اٹھا لے۔ اور (طریقت کے) کام میں لگ جا۔ اور معاملہ میں مشغول ہو۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا۔ اور استاد امام کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ ایک روز امام حمام میں گئے۔ میں بھی ساتھ گیا۔ اور چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے جب امام حمام سے باہر آ گئے۔ تو آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا۔ میں اس خوف سے کچھ نہ بولا کہ کہیں آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہوا ہو۔ پھر آپ نے دوسری بار دریافت فرمایا۔ تب بھی میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے تیسری بار فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ خادم تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو علی جو کچھ ابو القاسم قشیری نے ستر سال میں پایا تھا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پا لیا۔ پس میں ایک مدت تک امام کے پاس

ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہا۔ ایک روز مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی۔ میں اسمیں گم ہو گیا۔ اور آپ سے کیفیت عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ ابو علی میرا سلوک اس مقام سے زیادہ نہیں ہے۔ آگے کا حال میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو ایسا پیر چاہیے جو اس مقام سے بھی اوپر لیجائے وہ حالت مجھ پر بڑھتی گئی۔ اور کمال کو پہنچتی گئی چونکہ میں شیخ ابو القاسم گرگانی کا نام پہلے سُن چکا تھا۔ طوس کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے دو رکعت نماز تحیت المسجد ادا کی اور شیخ کے سامنے گیا۔ شیخ اُس وقت مراقبہ میں تھے۔ آپ نے سر اوپر اٹھا کر فرمایا کہ آؤ ابو علی کیا چاہتے ہو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اور اپنے واقعات بیان کئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمہاری ابتدائی حالت تم کو مبارک ہو۔ ابھی تم کسی درجہ کو نہیں پہنچے اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے مرتبہ کو پہنچو گے۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے یہی پیر ہیں اور میں شیخ کے پاس مقیم ہو گیا آپ ایک مدت تک مجھ سے اقسام کے مجاہدے اور ریاضتیں لیتے رہے۔ اس کے بعد ایک روز میری طرف متوجہ ہوتے اور مجھ سے نکاح کر لینے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا عقد کر دیا۔ قبل اس کے کہ شیخ ابو القاسم نکاح کر دیں شیخ ابو سعید ابو الخیر مہینہ سے آئے ہوتے تھے۔ میں بھی اُن کی خدمت میں گیا تھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابو علی وہ زمانہ آ گیا ہے کہ تم کو طوطی کی طرح گویا کرینگے۔ کچھ دن نہیں گذرے تھے کہ شیخ ابو القاسم نے عقد مجلس فرمایا اور اُن کے اُس ارشاد کا مجھ پر مطلب کھُل گیا۔ شیخ ابو علی فارمدی کی وفات ۵۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے حالات

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ سے ہی کتاب شرح وصایائے خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کو شیخ ابو الحسن خرقانی سے بلا واسطہ انتساب ہے آپ نے شیخ عبد اللہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور شیخ حسن سمنانی سے آپ کی صحبت رہی۔ آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے بغداد و اصفہان و عراق و خراسان و سمرقند و بخارا میں افادہ اور استفادہ فرمایا۔ علم حدیث کو اختیار فرمایا۔ اور پند و نصیحت شروع کی۔ لوگوں نے

آپ سے نفع حاصل کیا۔ آپ کو فتاوائے دینیہ اور احکام شرعیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی اور علوم و معارف میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ اور خطرات خفیہ سے واقفیت اور کرامات اور خوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے۔ علما اور فقہا کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے اور آپ کے کلمات اور ارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ اور آذربائیجان اور عراق و خراسان میں مریدوں کی تعلیم و تربیت آپ کی طرف منتہی ہوئے۔ آپ ان مشائخوں میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے۔

قدسیہ آپ نے سیدنا حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ سے اُن کی جوانی کے زمانہ میں فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ اور پند سنایا کرو۔ اور نصیحت کیا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں مرد عجمی ہوں فصحاء بغداد کے مقابلہ میں کیونکر گفتگو کروں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ علوم فقہ اور اصول فقہ اور اختلاف مذاہب اور نعت اور تفسیر قرآن میں مشاقی رکھتے ہیں۔ پھر کیوں کر آپ میں منبر پر آنے اور وعظ و پند کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بے تامل ہدایت و ارشاد شروع کیجئے۔ کیونکہ میں آپ میں ایک پودا دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائیگا۔ کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي الْأَرْضِ وَفَرْعُهَا ثَابِتٌ فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ (سورہ ابراہیم رکوع ۴) جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہونگی۔ اور شاخیں آسمان میں پھیلینگی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دیگا۔

آپ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ آپ شہر مرو میں ایک مدت تک سکونت پذیر رہے۔ پھر ہرات تشریف لیگئے اور کچھ دنوں وہاں اقامت گزیں رہے پھر وہاں سے مرو تشریف لانے کی نیت سے واپس ہوئے۔ راستہ ہی میں آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ ساٹھ سال سے زیادہ سجادہ مشیخیت اور ارشاد پر جاگزیں رہے۔ آپ کو قبولیت عظیم حاصل تھی۔ اور آپ اپنے وقت کے غوث تھے۔ آپ ایک مدت تک کوہ آذر میں مقیم رہے۔ اور سوائے نماز جمعہ کے اور کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔

قدسیہ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالیؒ کے پاس تھا۔ وہ دسترخوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ کچھ دیر کیلئے شیخ پر غیبت طاری ہوئی پھر

آپ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفالِ طریقت تربیت پاتے ہیں ۔

قل سیبہ۔ ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع[1] ایک سفیر ہے خدائے پاک کی طرف سے وہ ایک ایلچی ہے۔ حق جلّ وعلا کی جانب سے اور فتوحات کا مورد اور عالم غیب کا دریچہ۔ عالمِ اجسام کی دوا اور ارواح کی غذا اور قلوب کی زندگی اور اسرار کی بقا اور اسرارِ الٰہی کے کشف کا ذریعہ ہے وہ ایک درخشندہ بجلی ہے اور تابانِ آفتاب اور ارواح کا سماع۔ سماع قلوب کے ساتھ بساطِ قربِ الٰہی سے متعلق ہے جس میں کہ خدا تعالیٰ کی حضوری ہوتی ہے۔ بغیر حظوظِ نفس کے جو سماع سے ہر نکر میں ہر لحظہ پیدا ہوتی ہے ؎

کسانیکہ یزداں پرستی کنند	برآوازِ دولاب مستی کنند

(ترجمہ) جو لوگ کہ یزداں پرستی کرتے ہیں وہ چرخ یعنی موٹ کی آواز پر وجد کرتے ہیں ۔

کرامت۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ فرنگیوں نے ایک ہمدان کی عورت کے لڑکے کو قید کر لیا تھا وہ عورت گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت نے اس کو صبر کرنے کے لیے نصیحت فرمائی۔ اُس نے کہا کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اُسی وقت ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ فُكَّ اَسْرَهٗ وَعَجِّلْ فَرَجَهٗ اللہ تعالیٰ اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دے اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے مکان میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور نگاہبان میرے گرد مجتمع تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ پلک مارنے میں مجھ کو یہاں لے آیا۔ عورت پھر خواجہ کے پاس گئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کی قدرت سے متعجب ہے ۔

کرامت۔ مروی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ ایک روز کچھ ارشاد فرما رہے تھے

---

[1] سماع کے جواز وناجواز کے علاوہ مشرب کو سُننے اور سُننے میں دخل ہے بعض حضرات چشتیہ نے سماع مطلق نہیں سُنا جیسے حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حضرات نقشبندیہ اور رفادر نے سُنا ہے۔ اس کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ مبتدی را مضر۔ متوسط را مفید و منتہی را ضرورت آں نیست ۔

دو فقیہہ بھی آپ کی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت سے کہا کہ آپ خاموش رہیں آپ بدعتی ہیں۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم خاموش رہو تمہاری زندگی نہ رہے۔ چنانچہ وہیں فوراً مر گئے ۔

کرامت۔ ایک وقت آپ نظامیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے ابن سقا فقیہہ مشہور مجلس وعظ سے اُٹھا اور آپ سے ایک سوال کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جائیں تیرے کلام میں مجھے کفر پاتا ہوں۔ تیری موت اسلام پر معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد ایک نصرانی بطور ایلچی کے پادشاہ رُوم کی طرف سے خلیفہ کے پاس آیا فقیہہ ابن سقا اُس نصرانی کے پاس آیا اور اس سے اس کا مصاحب بننے کی درخواست کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل ہو جاؤں۔ نصرانی نے منظور کیا اور اس کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا اور پادشاہ روم سے ملا دیا۔ ابن سقا نصرانی ہو گیا۔ اور اُسی مذہب پر مرا ۔

کہتے ہیں کہ ابن سقا حافظِ قرآن تھا۔ مرض موت میں اس سے پوچھا گیا کہ تم کو اب کچھ قرآن یاد ہے تو کہا نہیں صرف یہ آیت یاد ہے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ بہت سے لوگ کافروں کو دوست رکھنے والے قیامت میں تمنا کریں گے کہ کاش کے دنیا میں وہ بھی مسلمان ہوتے ۔

بعضوں نے قصہ ابن سقا کا دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے۔ جس کو مولّف حقیر نے مقامات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ میں بیان ہے ۔

ولادت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی سنہ ۴۴۰ ہجری میں ہوئی۔ اور وفات آپ کی سنہ ۵۳۵ ہجری میں ہوئی۔ آپ کو پہلے مرو کے راستہ میں جہاں آپ نے انتقال فرمایا دفن کیا گیا تھا۔ بعدہ آپ کی نعش مبارک منتقل کر کے مرو میں لے آئے اب آپکی قبر مبارک مرو میں ہے جسکی عام طور پر لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور تبرک حاصل کرتے ہیں ۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے حالات

تصوف میں آپ کا انتساب خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ سے ہے آپ اُن کے اکابر خلفا

میں سے ہیں۔ آپ حلقۂ خواجگان کے سرِ دفتر اور سلسلۂ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے سردار ہیں۔ طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے اور حقیقت میں برہان۔ آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور مجتہد رئیس الرئیس اور قطبِ زمانہ تھے۔ آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ بادشاہِ رُوم کی اولاد سے تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار امام عبد الجلیل اکابرِ اولیاء و اعاظمِ اتقیا سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملاقاتیوں میں سے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ امام عبد الجلیلؒ کو بشارت دی تھی کہ آپ کے ایک لڑکا ہوگا۔ جس کو میں فرزندی میں قبول کرتا ہوں۔ اور اپنی نسبت سے اُس کو حصہ دونگا۔ اُس کا نام عبد الخالق رکھنا۔ حوادثِ روزگار کی وجہ سے جب امام عبد الجلیل رُوم سے دیارِ ماوراء النہر کی طرف نکلے اور ولایت بخارا میں آئے۔ تو غجدوان میں جو توابع بخارا سے ایک بڑا شہر ہے سکونت اختیار کی۔ خواجہ عبد الخالق وہیں پیدا ہوئے اور نشوونما پایا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے اُستاد مولانا صدر الدین علیہ الرحمۃ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالٰے حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے، تو آپ نے اُستاد سے پوچھا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس کو اللہ تعالٰے بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا مقام ذکر میں اعضا سے حرکت کرے تو ذاکر کے ذکر سے غیر شخص واقف ہو جاتا ہے اور ذکر خفیہ نہیں رہتا! اور اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم اس حدیث کے اَلشَّيْطَانُ يَجْرِيْ فِيْ عُرُوْقِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ[1] کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون بہنے کی جگہ میں جاری ہوتا ہے وہ ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ اُستاد نے فرمایا کہ یہ علمِ لدنی ہے اگر خدا کو منظور ہے تو کوئی ولی ملجائیگا اور سکھادیگا۔ حضرت خواجہ برابر اولیاء اللہ کی تلاش میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ آئے حضرت خواجہ اُن کی تعظیم و تکریم بجالائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے جوان میں

[1] ابن عمرؓ اور ابی ہریرہؓ سے صحیح مسلم اور صحیح بخاری نے نقل کیا ہے +

تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں۔ کیا تم نے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ نے کہا نہیں ایک مدت سے اسی تلاش میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا میاں میں خضر ہوں اور تم کو اپنی فرزندی میں میں نے قبول کیا۔ ایک سبق بتاتا ہوں اس کے پابند ہو جاؤ۔ کہ تم پر اسرار کھل جائینگے۔ پھر فرمایا کہ حوض میں اترو اور پانی میں غوطہ لگاؤ۔ اور دل سے کہو لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس حضرت خواجہ نے اُسی طرح کیا اور انکی تعلیم کے بموجب اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے اسرار آپ پر کھلنے لگے۔ اس کے بعد خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ بخارا تشریف لائے اور آپ کو اُن کی صحبت میسّر آئی۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحبت میں مشغول رہے۔ جب تک کہ وہ بخارا میں رہے آپ برابر اُن کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے بہت سے فائدے اُن کی صحبت بابرکت میں حاصل کئے خواجہ عبد الخالق کے پیرِ سبق خواجہ خضر ہیں۔ اور پیر صحبت و پیر خرقہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں ذکر جہری تھا لیکن اُنہوں نے خواجہ عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خفی میں چونکہ وہ ان کو حضرت خضر علیہ السلام سے پہنچا تھا کوئی ردّ و بدل نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس طرح سے کہ تم کو حضرت خضرؑ نے حکم دیا ہے ذکر میں مشغول رہو ایک مدّت کے بعد حضرت خواجہ خدمت حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوئے اور ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہوئے۔ آپ اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ کہ کوئی شخص آپکے کام سے واقف ہو سکے ۔

ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں گریہ زاری میں مشغول تھے دوستوں نے کہا کہ باوجود اُن خوبیوں کے جو آپ میں ہیں اور اُن حالات پسندیدہ کے جو آپ پر گذرتے ہیں اتنا خوف اور ڈر اور گریہ زاری کیوں ہے۔ فرمایا کہ جب میں بے نیازی حق تعالیٰ کو سوچتا ہوں تو جان قالب سے نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ و زاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا ہو جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہوا ہو۔ خوف خدائے تعالےٰ سے آپکا یہ حال رہتا تھا کہ جہاں آپ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے ۔

فقد سیہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں بیس سال کا تھا حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے مجھ کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

کے سپرد کیا۔ اور میری تربیت کے لئے وصیت فرمائی۔

قدسیہ ایک روز ایک درویش نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ تسلیم کیا شے ہے آپ نے فرمایا تسلیم یہ ہے کہ مومن نے اپنے نفس اور مال میثاق الست میں خداوند تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور بہشت خرید لیا ہے۔ پس آج بھی یہی تسلیم کرے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کے نفوس اور مال کو جنت کے معاوضہ میں خرید لیا، نفس اور مال کی تسلیم اس طرح سے ہو کہ اپنے نفس کو ملک حق تعالیٰ جانے اور خود کو حق تعالیٰ کا امانت دار سمجھے جب تک ہو سکے جان و مال سے بندگان خدائے تعالیٰ کے ساتھ نیکی کرے اور کسی پر احسان نہ رکھے۔ اور دنیا کے مال و متاع کو دل میں جگہ نہ دے۔ اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم میں سونپ دے۔

قدسیہ ایک روز ایک خادم نے حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ فراغت کیا ہے۔ فرمایا کہ دل کی فراغت یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پاوے۔ نہ یہ کہ دنیا کی مشغولی سے آزاد رہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدائے پاک نے فرمایا کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ اپنے دل کو خالی کر تب ہماری یاد میں مشغول ہو، خدائے تعالیٰ نے اس جماعت کی خرید و فروخت اور مخلوق سے گفت و شنید ذکر حق سبحانہ سے مانع نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں تعریف کی ہے۔ اور مردانگی کو انہی کیلئے ثابت فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کر سکتی ہے اُن کو ذکر الٰہی سے تجارت اور نہ خرید و فروخت، اگر تم اُن لوگوں میں سے ہو تو تمہارے لئے مبارکباد ہے اور اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو تم اپنے جان و مال سے ایسے لوگوں کی خدمت کرنے میں کمی نہ کرو۔ اور اُن کے اطمینان دل اور فراغت کے اسباب مہیا رکھو۔ تاکہ ان کے کمند دولت سے تم وابستہ رہو۔ کیونکہ جو طاعت اور عبادت کہ اُن سے عمل میں آئیگی اُس لقمہ کی قوت سے پس اُس کا ثواب کھانا کھلانے والے کو بھی پہنچیگا۔ اور اُن کے درجات اور مقامات اور کمالات اس صاحب طعام کے حصہ میں بھی لکھے جائینگے تاکہ وہ شخص جو اُن کی محبت اور امداد میں ہو وہ بموجب اس حدیث کے اُن کے ساتھ اُٹھیگا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ

---

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

مَعَ مَنْ اَحَبَّ انسان اُس کے ساتھ رہیگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے، اور اس مرتبہ والے لوگ بعض وقت لِی مَعَ اللہِ کی خاصیت رکھتے ہیں کہ اس وقت اُن کو تصرفات جذبات الوہیت کی قابلیت ہوتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اُن سے دم بھر میں اہل آسمان اور اہل زمین کے کام پورے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ ایک ہی جذبہ جذبات حق میں سے کل جن و انس کے عمل پر غالب آ جاتا ہے۔ پس اگر ان کی اس حالت میں سے جو کچھ کسی ایسے شخص کو نصیب ہو جائے جس نے اُن کی جانی اور مالی خدمت کی ہے تو وہ اتنی بڑی چیز ہو گی کہ مغرب و مشرق والے جمع ہو کر اُس کا حساب نہ کر سکیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے وَابْتَغِ فِیْمَا آتٰکَ اللہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا جو کچھ تجھ کو خدا تعالیٰ نے دنیاوی دیا ہے اس کو رضا الٰہی میں صرف کر +

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کے کمالات میں سے یہ چند کلمے ہیں چند طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یادداشت۔ ان کے سوا سب وہم و گمان ہے۔ یہ تین کلمہ ہی اصطلاحاتِ صوفیہ سے ہیں یعنی وقوف زمانی وقوف قلبی۔ وقوف عددی۔ ان الفاظ میں سے ہر ایک کے معنے اس سلسلہ شریفہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ جن کو اس حقیر نے رسالہ رواتح میں بیان کیا ہے۔ جو کہ اصطلاحات صوفیہ کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ اس کی طرف آپ رجوع کر سکتے ہیں +

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند کو چند باتوں کی وصیت کی تھی۔ ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں :-

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرزند! تقوے کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف و عبادات پر مضبوطی کی مداومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اور خدائے پاک سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق ادا کرو اور ماں باپ کے۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضاء حق تعالےٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالےٰ کے احکام کو نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی درست ہو

علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ اور عوام الناس سے دور رہو کیونکہ وہ راہِ دین کے چور ہیں۔ اور مسلمانوں کے رہزن۔ مذہب سنت و جماعت کے پابند رہو۔ اور آئمہ سلف کے مذہب پر قائم۔ کیونکہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں۔ نوجوانوں اور عورتوں اور مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہو۔ کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کر دینگے۔ دو روٹی ملجائیں تو اُن پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو۔ اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق تعالےٰ سے دوری ہو جائیگی۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو۔ تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ جماعت کو ترک مت کرو۔ بغیر اس کے کہ مؤذن نہ ہو یا امام۔ اور قبالوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور گمنامی اختیار کرو کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو سکے۔ اور سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور اُن کی بنا مت کرو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ اور کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کیساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک اور بد اور ہر حال میں با ادب ہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور مارتی ہے۔ سردار دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت رؤ گے۔ خدائے پاک کے عذابوں سے بیخوف مت ہو۔ اور رحمت الٰہی سے نا اُمید نہ ہو۔ اور خوف و رجا کی حالت میں زندگی گذارو۔ کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی اُمید میں ٭

اے فرزند جب تک ہو سکے شادی مت کرو۔ ورنہ طالب دنیا ہو جاؤ گے اور دین کی طلب تم سے جاتی رہیگی۔ اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ اور ساری عمر داغ حسرت میں گذارو۔ موت کو بہت یاد کرو۔ اور طالب ریاست مت بنو۔ جو شخص طالب ریاست ہوتا اُس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہمیشہ روزہ دار رہو کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے اور فقر میں پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ اور سبکبار اور دیانتدار اور راہِ خدا میں تقوےٰ اور فقر

اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ جان اور مال اور تن سے فقرا کی خدمت کیا کرو۔ اور اُن کا دل راضی رکھو۔ اور اُن کی پیروی کرو۔ اور اُن کے راستہ کو یاد رکھو۔ اور اُن میں سے کسی کا انکار مت کرو۔ سوائے اُن چیزوں کے جو مخالف شرع ہوں۔ اگر فقرا کا انکار کرو گے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ اور اپنے لئے کوئی محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ خدائے پاک فرماتا ہے اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت دے۔ مقامِ توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہٗ فرماتا ہے کہ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ پس معلوم کر لو کہ رزق تقسیم کیا ہوا ہے۔ اور جوانمرد رہو۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُس کو تم خلقِ خدا پر خرچ کرو۔ بخل اور حسد سے دور رہو کیونکہ بخیل اور حاسد کل بروز قیامت دوزخ میں رہینگے۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو۔ کہ ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو۔ اور تمام خلائق سے نا اُمید ہو جاؤ۔ اور اُن سے صحبت مت کرو۔ اور حق بات کہو۔ اور کسی سے مت ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو۔ کہ اس کو اصلاح پر لا سکو۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ اور اُن چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکے زبان بند کر لو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا اور پینا کم کرو۔ اور ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ اور بے ضرورت باتیں مت کرو۔ جب تک کہ نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ۔ اور پھر جلدی اُٹھو۔ مجالس سماع میں زیادہ مت بیٹھو کہ سماع کی زیادتی حال میں بجائے نفاق پیدا کرتی ہے۔ سماع کی کثرت دل کو مارتی ہے۔ مگر سماع کا انکار بھی مت کرو کیونکہ بہت سے بزرگوں نے اس کو سُنا ہے۔ سماع صرف اُس کے لئے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور بدن مردہ۔ اور جس میں یہ دو حالتیں نہ ہوں اُس کے لئے نماز روزہ میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ چاہئے کہ تمہارا دل ہمیشہ اندوہگین رہے۔ اور تمہارا بدن نماز میں مصروف رہے۔ اور عمل میں خلوص ہو۔ تمہاری عام مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پرانا۔ اور تمہارے دوست درویش ہوں۔ تمہارا گھر مسجد ہو۔ اور تمہارا حال فقہ کی کتابیں ہوں۔ اور تمہاری آرائش زُہد ہو اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ۔ کسی شخص سے اُس وقت تک بھائی بندی مت کرو۔ جب تک کہ تین عادتیں اُس میں نہ دیکھ لو۔ اول یہ کہ وہ فقر کو تونگری پر ترجیح دے اور دوسرے یہ کہ علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے تیسرے یہ کہ

راہ خدا کی ذلت کو عزت پر فوقیت دے۔ چوتھے یہ کہ علم باطنی اور ظاہری سے آراستہ ہو۔ پانچویں یہ کہ مرنے کے کیلئے تیار ہو +

اَے فرزند! کہیں دنیا تجھ کو دھوکا نہ دیدے۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن، دن ہو یا رات دنیا سے سفر کرنا پڑیگا۔ تجھ کو چاہئے کہ خلوت میں تنہا اور خوف خدا تعالےٰ سے شکستہ دل رہو۔ تاکہ کرامت میں مستغرق رہ سکو۔ دنیا میں زندگی مسافرانہ گذارو۔ اور دنیا سے ایسے جاؤ کہ تم نہ جانو کہ قیامت میں تم کس جماعت میں محشور ہو گے +

اَے فرزند! ان نصیحتوں کو خوب یاد کرو۔ اور عمل کرو جس طرح کہ میں نے اپنے پیر مرشد سے یاد کی ہیں اور عمل کیا اگر تم یاد کرو گے عمل کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہاری دنیا اور آخرت میں نگہبانی فرمائیگا۔ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کسی سالک راہ خدا میں پیدا ہو جائیں تو اُس کی بزرگی مسلم ہو جائیگی۔ اور جو شخص اُس کی پیروی کرے اپنے مقصود و مطلوب کو پہنچ جائیگا یہ بزرگی کا مرتبہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا ہے +

مولنا فضل اللہ روزبہانی المشہور بخواجہ مولنا اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان وصیتوں کی بہت اچھی شرح سنہ ۹ ہجری میں لکھی ہے۔ اور ہر مضمون کے متعلق ایک رباعی بھی تحریر کی ہے۔ کہ آسانی سے یاد ہو جائے +

خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ کے اکابر خلفا سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مجھ کو یہ وصیتیں فرما رہے تھے۔ تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا +

قدسیہ ایک درویش نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا کہ عالم کے لئے عذاب کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عالم جب طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور طلب آخرت سے باز رہ جاتا ہے۔ تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اُس کو دنیا میں عذاب فرماتا ہے۔ یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اُس کے دل سے اٹھالی جاتی ہے۔ کہ وہ کبھی عبادت میں لذت نہیں پاتا اور عبادت کی ادائی میں وہ سُست ہو جاتا ہے اور نیک کاموں سے باز رہتا ہے پس اُس وقت وہ عذاب آخرت میں مبتلا ہو جاتا ہے +

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ وَیْلٌ لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَلِلْعَالِمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً کہ جاہل کیلئے ایک بار افسوس ہے اور عالم کے لئے ستر بار +

قدسیہ۔ ایک شخص نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے پوچھا کہ نماز میں خشوع کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نمازی کے اوپر اِس قدر حق جلّ شانہٗ کا خوف اور ڈر غالب آجائے کہ اگر اُس کے تیر ماریں تو خبر نہ ہو۔ اُس نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے فرمایا جو لوگ کہ اس سِر سے واقف ہیں اُن کا باطن مثل خون کے بستہ ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کو خبر ہونے کے کیا معنی پھر کون شخص جان سکتا ہے کہ اس کا معاملہ کیا ہے اور کس سے پس اس کو ظاہر کی تکلیف سے کچھ بھی خبر نہیں ہو سکتی۔ وہی ذات بے نیاز اُس کے حال سے واقف اور مطلع ہے اس بات نے اُس شخص کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ بیخود ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے کہ میں اس پر عمل کروں اور قیامت میں میرا شمار نجات یافتوں میں ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص اُن میں سے ایک کو بھی دوست رکھیگا دوزخ اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو جائیگی۔ پہلے اچھا کھانا دوسرے تونگروں کے ساتھ بیٹھنا۔ تیسرے اچھا لباس پہننا۔ کیونکہ یہ تینوں باتیں اکثر ہوائے نفسانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفس کی خواہشوں پر چلتا ہے دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر عبادت میں مشغول تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی وہ اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستّر سال کے قریب گذرے میں تیرے گھر میں ہوں تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا۔ اور برہنہ بھی مگر میں نے صبر کیا اور گرمی و سردی میں جو کچھ محنت اور سختی مجھ پر گذری اُس کو برداشت کیا۔ جو کچھ تو نے دیا اُس سے زیادہ میں نے نہ مانگا۔ اور تیرے ننگ و ناموس کو محفوظ رکھا اور کسی بیگانے کے سامنے تیری شکایت لیکر نہ گئی۔ یہ سب اس لئے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں اور اگر تو دوسرے کو اختیار کریگا۔ اور میرے سامنے بیٹھے گا تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ کے دامن کو پکڑونگی۔ اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کرینگے اُن کے دامن کو نہ چھوڑونگی۔ اُس ضعیفہ کی اس بات نے مجھے بہت ذوق بخشا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے عبد الخالق یہ عورت محبت مخلوق میں اتنی مضبوط نکلی کہ اتنی مصیبتوں کو برداشت کر چکی ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ سالکِ طریقت کیلئے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے ملجائے تو یہ آیت مجھ کو ملی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ اگر تو کتنے ہی

گناہ لائے اور شرک نہ لائے تو میں سب کو بخش دونگا لیکن اگر بال برابر بھی تو اپنے دل میں دوسری کو راہ دیگا۔ تو ہماری رحمت سے محروم رہیگا ۔

قدسیہ۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ کے حضور میں ایک درویش کی زبان سے نکلا۔ کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ کے لینے میں اختیار دیں تو میں دوزخ کو پسند کرونگا کیونکہ میری تمام عمر نفس کی مخالفت میں گذری ہے۔ اور بہشت نفس کی خواہش ہے۔ اور دوزخ محبوب کی رضا ہے۔ میں محبوب کی خواہش اختیار کرونگا نہ نفس کی۔ حضرت خواجہؒ نے اُس درویش کی اس کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا کام جہاں دوست بھیجے وہیں چلا جائے۔ اور جہاں اُس کو ٹھیرائے وہیں ٹھیر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے کہا کہ ایسے شخص پر شیطان کا بھی قابو ہوتا ہے یا نہیں۔ فرمایا جب اُس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اُس پر قابو پاتا ہے۔ لیکن جو سالک فنا نفس کو پہنچ چکا ہو۔ اُس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اُس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور یہ صفت اُس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک کے رستہ پر چلتا ہو اور کتاب اللہ کو داہنے ہاتھ میں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے ہو۔ اِن دونو کی روشنائی میں رستہ چلے اور راہ نہ بھولے اور سلوک اس کا سیدھے رستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو ۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت آکر یہ کہہ رہی ہے کہ تو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اُس کے لئے ایک اونٹ لائے اور وہ اُس پر سوار ہوا اُس سے کہا گیا کہ ہم تم کو بہشت میں لیجاتے ہیں وہ شخص بہشت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک ایسی جگہ پہنچا جو نہایت خوش منظر اور دلکشا تھی درخت سرسبز کھڑے ہوئے اور حسین صورتیں خدمت کیلئے کمربستہ اور پاکیزہ ولطیف کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے اور پانی کی نہریں جاری ہیں تمام رات وہیں رہا۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو عبادت خانہ میں پایا۔ اسی طرح سے کئی بار اُس نے یہ خواب دیکھا اُس کے دماغ میں تکبر اور غرور پیدا ہوگیا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت کی حضوری کو اُس نے ترک کر دیا حضرت خواجہؒ نے کرامت اور فراست سے معلوم فرما لیا کہ وہ نادان مغرور شیطان کی قید میں پھنس گیا ہے آپ اُس کے عبادت خانہ میں گئے اور دیکھا کہ

بزرگی کے خیالات اس کے دماغ میں بس گئے ہیں اور اُس نے اپنے معاملہ کو برباد کر دیا ہے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اب تو کس مقام میں ہے اُس نے سارا قصہ بیان کیا حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اب تو پھر جب اس مقام پر پہنچے تو تین بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا اور ہرگز سستی نہ کرنا پس یہ مقام جو تو نے دیکھا ہے اُس حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائیگی۔ اُس شخص کو جب دوبارہ وہ وقت پیش آیا تو اُس نے حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق تین بار لاحول پڑھی۔ وہ جماعت جو اُس کے پاس آیا کرتی تھی اور استدعا کر کے اس کو اس مقام پر لیجایا کرتی تھی۔ سب غائب ہو گئی اور اُس نے اپنے آپ کو ایک مزبلہ یعنی گھوڑ پر بیٹھا ہوا پایا۔ اور مردوں کی ہڈیں اُس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ تب اُس نے جانا کہ یہ شیطان کا دھوکا تھا پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی ٭

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچی تھی کہ ایک وقت کی نماز میں خانہ کعبہ کو جاتے اور واپس آجاتے تھے۔ ملک شام میں آپ کے بہت آدمی مرید ہوئے اور وہاں خانقاہ بنائی۔ لیکن آپ بظاہر غجدوان میں رہتے تھے۔ پہلے یہاں کے لوگ حضرت خواجہ کو نہیں پہچانتے تھے کیونکہ آپ اپنے کو ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کہ وہ لوگ آپ کی صحبت کے لائق نہ تھے ٭

کرامت۔ آپ کے زمانہ میں غجدوان کے ایک مولوی تھے جو چالیس سال تک درس اور افادۂ علمی میں مشغول رہے تھے۔ بہت سے طلبا اُن کے پاس پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے۔ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ بھی اُن کے پاس پڑھتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بازار میں گوشت خرید رہے تھے۔ اولیاء کبیر بھی اُسی رستہ سے جا رہے تھے خدا تعالےٰ کی عنایت قدیم نے اُن کو اُس کی توفیق بخشی کہ انھوں نے حضرت سے خواہش کی کہ یہ گوشت اس فقیر کے حوالہ کریں۔ تاکہ آپ کے مکان تک پہنچا دے کہ میں اس خدمت کے بجالانے میں اپنی سعادت جانتا ہوں آپ نے اپنی کرامت اور فراست سے دریافت کیا۔ اس جوان میں ایسی استعداد اور قابلیت ہے کہ اگر اس کو تربیت دیجائے تو ایک جہان کا پیشوا ہو جائیگا حضرتؒ نے وہ گوشت آپ کے حوالہ کیا اور اپنے دل میں راہ دی۔ حضرت کی نظر کیمیا اثر سے خواجہ اولیا کبیر کا ایسا حال ہو گیا کہ آپ حق وسبحانہٗ کی طرف بہمہ تن متوجہ ہو گئے اور اس کے حال غلبہ سے علم کی تحصیل سے باز رہے وہ مولوی خواجہ اولیا کبیر سے جب راستہ میں ملتے حضرت

خواجہ سے طریقت حاصل کرنے پر آپ کو ملامت کرتے۔ خواجہ اولیاء خاموش رہ جاتے۔ ایک رات خواجہ اولیا نے اپنے کشف میں مولوی کو ایک بُرے لباس میں دیکھا۔ جب پھر صبح کو راستہ میں اُس گمراہ مولوی سے اتفاق ملاقات کا ہوا اور اُس نے اپنی عادت قدیم کے مطابق آپ کو ملامت کرنی شروع کی۔ خواجہ اولیا نے کہا کہ اے استاد آپ کو شرم نہیں آتی مجھ کو ایک نیک کام پر ملامت کرتے ہو۔ اور آپ فلاں ناجائز کام میں مشغول تھے عالم شرمندہ ہوا اور سمجھ گیا کہ آپ پر حضرت خواجہ کی صحبت سے فتح باب ہوا ہے۔ پس وہ مولوی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ چالیس سال سے علوم ظاہر کی تعلیم دیتا ہوں۔ آپ میرے بارہ میں جو کچھ عالم غیب سے منکشف ہو اُس سے مجھ کو آگاہی بخشئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا اے عزیز! آپ نے بہت مشکل کام کے لئے فرمایا اگر مجھ کو اطلاع دینگے تو آپ سے کہونگا۔ حضرت اُس حال کے منتظر رہے۔ اتفاقاً ایک رات نماز تہجد سے فراغت کے بعد حضرت کے کان میں آواز آئی کہ اُس عالم سے کہو۔ کہ تو چالیس سال سے درس دے رہا ہے مگر اُس میں سے ایک بار بھی ہماری رضامندی کیلئے درس دینا نہیں ہوا۔ جب وہ مولوی حضرت خواجہؒ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ کل ہاتف غیب نے مجھ کو اِس طرح اطلاع دی ہے۔ آپ کے اِس کلام سے اس مولوی میں ایک جوش و خروش پیدا ہوا اور وہ بے ہوش ہوکر گر گئے۔ جب اُنھوں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔ خواجہؒ کے فرمانے کی تصدیق کی کہ مَیں نے غور کیا ہے کہ بیشک یہ چالیس سال کا درس علوم محض جاہ طلبی اور نفس کے لئے تھا اور آپ دلوں کے طبیب ہیں۔ فرمائیے کہ کس طرح سے اس کا تدارک کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب سے نفس کی خواہش پر مت چلو اور حبِ جاہ کو ترک کرو۔ تاکہ تمہارا کام درست ہو جائے۔ اس مولوی نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ اور آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اور چالیس رات و دن اپنے کام میں مشغول رہا۔ اور کھانا پانی چھوڑ دیا۔ ایک چلہ کے بعد اس نے عالم آخرت کا سفر اختیار کیا۔ اُس کی شب وفات میں لوگوں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخشدیا۔ اور اپنی رحمت میرے حال پر شامل فرمائی۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مسلمان جیئے اور مسلمان مرے تو اس کو چاہیئے کہ حضرت عبدالخالق قدس سرہ کے دامن کو مضبوط پکڑے۔ کیونکہ اُن کا طریقہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو لوگوں نے پہچانا ؛

کرامت۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صدر سعید کی ارادت کا باعث یہ ہوا کہ ایک وزیر اُنہوں نے اپنے علاقہ کے ایک شخص کو غجدوان بھیجا تاکہ اوقات کو ضبط کرے۔ اُس سرکردہ نے صبح کی نماز حضرت خواجہ کی مسجد میں ادا کی۔ اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک درویش محراب میں سر جُبّہ کے اندر کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اس اثنا میں ایک مسافر آیا۔ اور بلا سلام کئے آپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر توقف کر کے چلا گیا۔ پھر ایک اور مسافر آیا وہ بھی بلا سلام کے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ پھر ایک اور مسافر آیا اور بغیر سلام کے بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہؒ نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور پوچھا کہ اب وہ چھت کیسی ہے مسافر نے جواب دیا کہ تعمیر ہو رہی ہے۔ وہ شخص یعنی سرکردہ بیان کرتا ہے کہ میں بھی اُس مسافر کے پیچھے باہر نکلا اور اُس سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہیں اور تم لوگ کون ہو تم میں سے ہر ایک آتا ہے۔ اور بغیر سلام کئے بیٹھ جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بلا سلام کئے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تم نے بھی ایسا ہی کیا۔ مگر تم سے ان کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ فرمائیے اس میں کیا راز ہے۔ اُس مسافر نے کہا کہ ان شیخ صاحب کا نام خواجہ عبدالخالق ہے۔ یہ ہمارے پیر ہیں۔ اور اُستاد شام میں ہیں۔ ملک شام میں جب ہم پر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور آپ کو دل سے سلام کرتے ہیں۔ اور دل سے ہی آپ سے سوال کو دریافت کرتے ہیں۔ اور قلبی طریقہ سے سلام کا جواب اور مسئلہ کا حل آپ سے سُن لیتے ہیں۔ اور پھر چلے جاتے ہیں۔ سرکردہ نے کہا کہ چھت کے متعلق جو حضرت خواجہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ مسافر نے کہا کہ دمشق کی مسجد کی چھت مخدوش ہو گئی تھی۔ اُسی کے متعلق آپ نے پوچھا تھا۔ پھر وہ چلا گیا۔ اور صدر سعید سے سارا واقعہ بیان کیا۔ صدر نے کہا کہ افسوس ہے کہ ایسے اولیاء اللہ ذیرا میں موجود ہیں اور ہم کو خبر نہیں۔ ایک پروانہ لکھ کر اسی لئے اُسی سرکردہ کے حوالہ کیا کہ اوقاف غجدوان کا محصل حضرت خواجہ کی خانقاہ میں لیجا کر پہنچا دیا جائے۔ محتسب نہایت فرحت اور خوشی کے ساتھ پروانہ لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کو دیکھا اور پھر اُسی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ صدر سے کہو کہ

آپ کی حکومت تو اِن حدُود کے اندر اندر ہے۔ اور میری حکومت مشرق سے مغرب تک ہے۔ مجھ کو اس کا قبول کرنا مناسب ہے۔ وہ سرگردہ صدر کے پاس واپس چلا گیا۔ اور پورا واقعہ بیان کیا۔ صدر حضرت خواجہ کے نہایت نیاز مندی اور ادب کے ساتھ معتقد ہوئے اور آپ کے خدام میں داخل ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ صدر سعید نماز صبح سے نماز چاشت تک حضرت خواجہ کی خدمت میں کھڑے رہتے۔ ایک روز خادم نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ کے مراقبہ سے فارغ ہونے میں ابھی دیر ہے۔ حالت مراقبہ میں حضرت سے اُس نے عرض کیا کہ صدر سعید بہت دیر سے آپ کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے توقف کیا تاکہ اُن لوگوں کا کفارہ ہو جائے۔ جو دن بھر صدر سعید کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں ؎

کرامت۔ بخارا میں ایک مجذوبہ عورت جس کا نام عائشہ دیوانی مشہور تھا۔ ہمیشہ برہنہ رہتی اور تمام دن بازار میں پھرتی۔ اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ اُس نے کہا کہ اس شہر میں مرد کون ہے جس سے میں اپنے آپ کو چھپاؤں۔ ایک روز صبح کے وقت نانبائی کی دُکان کے پاس سے جا رہی تھی تنور کا مُنہ کھلا ہوا اس کو نظر آیا۔ پس تنور میں گر پڑی اور کہا کہ تنور کا مُنہ بند کرو۔ اس شہر میں ایک مرد داخل ہوئے ہیں۔ اُس سے چھپنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے تھوڑی دیر کے بعد تنور کا مُنہ کھولا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ کپڑے لاؤ کہ میں پہنوں پس اس کو کپڑے دئے گئے پہن کر باہر نکلی اُس کے جسم کے کسی ایک بال کو بھی ہرج نہ ہوا تھا۔ وہ نانبائی اور آگ سلگانے والے حیرت میں رہ گئے۔ پس اُنہوں نے معلوم کیا کہ یہ عورت ولیہ ہے۔ لوگوں نے اُس کو کہا کہ تجھ کو خدا کی قسم ہے جس نے تجھ کو آگ میں محفوظ رکھا ہم کو بھی بتا کہ وہ کون شخص ہے۔ مجذوبہ نے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں اس کو دیکھنے کیلئے جا رہی ہوں۔ بالآخر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی حضرت اُسی وقت غجدوان سے داخل بخارا ہوئے تھے حضرت خواجہ اُس کی تعظیم کیلئے اُٹھے۔ اور دونوں کے باہمی اسرار کے متعلق کچھ گفتگو بھی ہوئی جس کو وہی سمجھے پس وہ نانبائی اور آتش افروز حضرت خواجہ کے معتقد ہو گئے اور آپ سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور تھوڑی مُدت میں اپنے مقصد کو پہنچ گئے ؎

کرامت۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے احباب کے ساتھ زیارت بیت اللہ

کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اثناء راہ میں تھکن آپ پر ظاہر ہوئی۔ اور پیاس نے غلبہ کیا ایک گہرے کنوئیں پر پہنچے اُس پر ڈول اور رسّی موجود نہ تھی۔ آپ کے ہمراہی پست دل اور ناامید ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں تم اتنے میں پانی پی لو۔ اور طہارت کر آؤ۔ اصحاب نے آپ کا یہ ارشاد سُنا تو سمجھ گئے کہ آپ کے کلام تاثیر سے ضرور پانی ملجائیگا۔ وہ پانی کی اُمید پر کنوئیں پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی وقت حضرت خواجہ کے ارشاد کی برکت سے پانی کنوئیں کے مُنہ تک آگیا ہے۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا مگر ایک ہمراہی نے برتن پانی سے بھر لیا۔ اُسی وقت فوراً پانی کنوئیں کی تہ تک چلا گیا۔ اِس واقعہ کو حضرت خواجہ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ خدا کے حکم پر یقین رکھتے تو قیامت تک پانی کنوئیں کی تہ میں نہ جاتا +

کرامت۔ ایک مرتبہ عاشورہ کے دن لوگوں کی ایک کثیر التعداد جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ اور آپ علم معرفت میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک جوان اہل دل کا سا لباس پہنے ہوئے خرقہ بدن میں جانماز کاندھے پر ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور اُس کو پہچان لیا اور اس کے کام کو پورا کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد وہ جوان اُٹھا اور اس نے کہا کہ اے خواجہ حدیث میں آیا ہے کہ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے، فرمائیے اس حدیث کا کیا مطلب ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ تو زنار کاٹ ڈال اور ایمان لا اُس نے کہا کہ ہرگز میرے پاس زنار نہیں ہے۔ آپ نے خادم کو اشارہ کیا خادم نے اُس کے پاس جا کر خرقہ اُس کے بدن سے اُتار لیا۔ خرقہ کے نیچے سے زنار نکلا۔ جوان نے اُسی وقت زنار کاٹ ڈالا اور خدا اور رسول کا قائل ہو کر مسلمان ہو گیا +

کرامت۔ ایک روز ایک مسافر دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں ایک جوان نہایت حسین کمال عجز و تواضع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت بےقراری اور بےچینی سے اپنے بارہ میں اُس نے دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دستِ دعا درگاہ بےنیاز میں اُٹھایا۔ اور اُس کے لئے دعا کی فوراً وہ جوان نظر سے غائب ہو گیا۔ مسافر اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر ہوا۔ اور اُس نے نہایت انکساری اور عاجزی سے آپ کی

خدمت میں عرض کیا کہ یہ جوان کون تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ تھا۔ چوتھے آسمان پر اس کا مقام ہے۔ کسی خطا کی وجہ سے اپنے مقام سے گرا دیا گیا تھا۔ اور آسمانِ دنیا پھینکدیا گیا تھا۔ اُس نے دوسرے فرشتوں سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور پوچھا کہ اب کیا صورت ہو۔ اور کیا تدبیر کروں جس سے اللہ تعالےٰ مجھ کو میرے پہلے مقام پر پہنچادے۔ فرشتوں نے اُس کو میرا پتہ بتایا وہ میرے پاس آیا اور دعا کی استدعا کی میں نے دعا کی وہ دُعا قبول ہوگئی پھر وہ اپنے اُسی مقام پر عروج کر گیا +

کرامت ایک مرتبہ آپ نے عالمِ کیف میں نظر کرامت اثر دُور بین اور کشف یقین سے یہ رُباعی ارشاد فرمائی تھی ؎

بر دوست مبارکیم بر دشمن شوم | در جنگ چو آہنیم در صلح چو موم
سرچشمۂ نور و غجدواں منزلِ ماست | شمشیر دو رویہ میزنیم تا در رُوم

ترجمہ رباعی

دوست کے واسطے اچھا ہوں برا دشمن کو + جنگ میں لوہا ہوں اور صلح میں مانند موم
نور کا چشمہ ہوں اور غجدوان منزل ہے میری + دو تو جاتی ہے تلوار رواں تا در رُوم

لوگ اس رباعی کا مطلب سمجھنے میں حیران تھے۔ آپ کی وفات سے مدتِ دراز کے بعد ۹۰۸ھ ہجری میں اہل سرخان کا لشکر سرکش ایک لاکھ خونخوار جنگی سوار کہ مضبوط پہاڑوں کو بھی اُن کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ دریائے جیحون کو عبور کر کے ماوراءالنہر میں آ پہنچا اور فتنہ و فساد اور ملک کی غارتگری اور بندگانِ خدا کی خونریزی اُنہوں نے شروع کی۔ اور بخارا کے محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اور یہ نیت کر لی کہ اگر فتح و نصرت حاصل ہوگی تو اولیا اہل سنت الجماعت کی درگاہوں کو جلا کر خاک سیاہ کرینگے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو اُن کی بربادی مدنظر تھی۔ اُنہوں نے سب سے پہلے غجدوان کا محاصرہ کیا جہاں حضرت خواجہ کا مزار پُرانوار ہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے سلطان نامور اُزبک کو جو لشکر ظفر اسلام کا بادشاہ تھا خواب میں بشارۃ دیا کہ فتح و ظفر تمہارے ہاتھ رہیگی۔ سلاطین آپ کے مزار پُرانوار پر جمع ہوئے اور اس بارگاہ میں پناہ لے گئے۔ اور باغیوں کے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور آپ کے مزار پر ہی جنگ شروع ہوگئی۔ اور بادشاہان اُزبک نے باغیوں کے سرداروں کو حضرت خواجہ کی روحانیت کی مدد سے قتل اور پچاس ہزار سے زیادہ باغیوں کے لشکر کو تہ تیغ کیا۔ اُس وقت آپ کی اس رباعی

کے مضمون کا سر انجام معلوم ہوا۔ کیونکہ باغیوں کی یہ جماعت کنارۂ دریائے جیجوں سے روم تک قابض تھی اور حضرت خواجہ کی شمشیر دورویہ سے مقتول ہوئے۔ اور عالم میں اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا +

قدسیہ۔ جب آپ کی عمر اخیر ہوئی اصحاب اور احباب فرزند اور مرید آپ کے آپ کے سرہانے جمع ہوئے آپ نے آنکھ کھولی۔ اور فرمایا دوستو تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالےٰ مجھ سے راضی ہے اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے۔ یہ سُنکر سب دوست احباب رونے لگے اور ہر ایک نے دعا کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ دوستو تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالےٰ نے خوشخبری دی ہے کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں اور آخر تک اس پر قایم رہیں ہیں اُن سب کو بخش دونگا۔ اور سب پر اپنی رحمت نازل کرونگا۔ پس بہت کوشش کرو اور ضرور اس پر قایم رہو۔ تاکہ اس طریقہ سے نہ گر جاؤ اور وعدۂ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔ یہ ارشاد سُنکر سب لوگ جوش و خروش میں آگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کر تو اُس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے، اصحاب نے دیکھا تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ یہ ۶۱۷ھ ہجری کا واقعہ ہے جیسا کہ قطعہ تاریخ سے ظاہر ہے ؎

خواجہ عبدالخالق آں قطب زماں | غجدوانش بود زادو موطن نیز
گفت باد خیز جبار عزیز | خیز چوں آمد خطاب از حق

گشت تاریخ وفات "خواجہ خیز"

بعضوں نے آپکا سن وفات ۵۷۵ھ لکھا ہے اور بعض نے ۶۱۵ھ ہجری، قول دوم کی بنا پر اس حقیر نے اس محبوب صمدانی کی تاریخ "یگانۂ وقت بود" نکالی ہے اور قول سوم کی بنا پر لفظ **خواجہ** سے تاریخ نکالی گئی ہے +

قدسیہ۔ آپ کو بعد وفات کے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کے کنگرے پر ایک نور کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور فرشتے آپ کی چاروں طرف جمع ہیں اور اللہ تعالےٰ کا سلام آپ کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک فرشتہ آپ سے پوچھ رہا ہے کہ کیا کوئی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی آپ کو پہنچی ہے۔ جس پر آپ نے عمل نہ کیا ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہاں مجھ کو اُمید ہے کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث قدسی اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ وَالْمُنْدَرِسَةِ قُبُوْرُهُمْ میں اس حدیث کے آخری حصہ پر عمل نہیں کرسکا۔ لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔

منقول ہے کہ آپ کی وفات کے زمانہ میں لوگ آپکے ایسے معتقد تھے کہ اگر اجازت ہوتی تو آپ کی تربت کو سونے سے لیپ دیتے۔ چونکہ آپ کی مرضی نہ تھی اس لئے آپ کی تربت پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی اور نہ کسی کو اُس کی قوت اور جرأت ہوسکتی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے سوا آپکے اور تین خلیفہ تھے۔

ایک خواجہ عبداللہ برقی قدس سرّہٗ جو خوارزم کے رہنے والے ہیں۔ آپ عالم اور عارف اور صاحب مقامات و کرامات تھے۔ آپ کے بعض آباؤ اجداد برّہ فروشی یعنی بکرے فروخت کرتے تھے اس لئے آپ کو برقی کہا جاتا ہے۔ اور برق معرب برّہ کا ہے۔ آپ کی قبر مبارک بخارا میں جنگل کے ایک ٹیلہ پر متصل مزار شیخ ابی اسحاق کلابادی قدس سرہٗ کے ہے۔

دوسرے خلیفہ خواجہ حسن اندقی ہیں۔ اندق ایک گاؤں ہے۔ شہر بخارا سے ایک فرسنگ فاصلہ پر آپ اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ اور مریدین کی تعلیم میں اور مخلوق کو جناب باری کی طرف مدعو کرنے میں طریقہ پسندیدہ رکھتے تھے۔ اور صاحب تصفیہ تھے اور عبادت و ریاضت میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ اور آثار سنت کے پیرو تھے۔ آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت میں برسوں رہے۔ اور آپ کے ساتھ حجاز اور بغداد کا سفر کیا۔ آپ کی پیدائش سنہ ۴۶۲ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کی وفات سنہ ۵۵۲ ہجری میں بتاریخ ۲۷ رمضان واقع ہوئی آپ کی قبر بخارا میں بیرون دروازہ کلاباد ہے۔

تیسرے خلیفہ خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ ہیں آپ صاحب کرامات اور بڑے مراتب والے اور بزرگ مقامات و کمالات اور بلند برکات اور روشن درجات والے تھے آپکی پیدائش گاہ مقام یسی ہے جو ترکستان کے مشہور شہروں میں سے ہے اور آپکے سلسلہ کے مرید بھی اس مقام میں موجود ہیں۔ آپ اپنے لڑکپن کے زمانہ میں حضرت بابا ارسلان کی نظر کیمیا اثر کے منظور تھے۔ اور حضرت بابا ارسلان حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے آپ کی تربیت و تعلیم میں مشغول ہوئے تھے۔ آپ نے بابا ارسلان کی صحبت میں بہت سی ترقیاں حاصل کیں۔ اور حضرت بابا ارسلان کی وفات کے بعد اُن کے ارشاد کے

لے حدیث قدسی یعنی خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اُن لوگوں سے نزدیک ہوں جنکے دل عاجزی سے بے تعلق ہیں اور انکی قبو رمٹی ہوئی سی ہوں۔

مطابق بخارا میں تشریف لائے۔ اور آپ کا سلوک حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت میں پورا ہوا۔ اور آپ درجۂ کمال اور تکمیل کو پہنچے۔ اور آپ کی خلافت کی بنا پر آپ دعوتِ خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ جب اشارۂ غیب سے آپ کو بخارا سے سفر یسی کا ارشاد ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی ملازمت میں رہنے کے لئے وصیت فرمائی۔ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ مشائخ ترک کے پیرِ حلقہ ہیں۔ اکثر مشائخین ترک کا انتساب آپ ہی کی جناب سے ہے +

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ

کے حالات

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے ہے آپ حضرت خواجہ کے بڑے صحابی اور نامور خلیفہ ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور وفات ریوگر ہے۔ جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ ریوگر سے غجدواں ایک فرسنگ شرعی پر ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی نسبت اور ارادت کا سلسلہ خلفائے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ میں آپ ہی عارفِ ثانی تک پہنچتا ہے +

خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے چار خلیفہ ہیں۔ اُن میں سے پہلے خلیفہ آپ ہی ہیں۔ جو کارخانۂ عرفان کے خدیو ہیں۔ دوسرے خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ۔ تیسرے خواجہ اولیاءِ کبیر قدس سرہٗ۔ چوتھے خواجہ سلیمان کرمینی قدس سرہٗ ہیں +

خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ بخاری الاصل ہیں اور حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کے بعد اُن کی جگہ پر وہ جانشین اور دعوتِ خلق میں مشغول ہوئے۔ جب تک آپ زندہ رہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے تمام خلفاء اور مریدین آپ کی اتباع اور موافقت میں کوشش کرتے رہے۔ جب خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ کا مقام صحراء قریہ مغیان میں جو شہر بخارا سے تین فرسنگ ہے وفات کا وقت پہنچا۔ تو آپ نے تمام اصحاب کو خواجہ عارف قدس سرہٗ کی صحبت کیلئے وصیت فرمائی۔ خواجہ عارف اور خواجہ اولیاء کبیر بخارا میں حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کی خلافت کی وجہ سے ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہو گئے۔ اور مشہور ہے کہ خواجہ اولیا کبیر نے بخارے کے بازار کی صرافوں کی مسجد میں ایک چلّہ شغل نفی خواطر میں صرف کیا کہ اس چلّہ میں آنحضرت

دل میں کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہ ہوتا۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ خواجہ اولیائے کبیر کے اس حال کو نہایت عجیب اور غریب فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ کی تھوڑی مدت کی مشغولیت اس مرتبہ کو پہنچا دیتی ہے کہ ذکر کی آواز کانوں میں آنے لگتی ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے ہیں کہ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ سے جو نفی خواطر کا جملہ مشہور ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بالکل کوئی خطرہ ہی نہیں آتا بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا خطرہ نہیں آتا۔ جو نسبت باطن کے مزاحم نہ ہو جیسے پانی پر کچرہ کا رہنا پانی کے بہنے کو مانع نہیں ہو سکتا حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ علاؤالدین غجدوانی قدس سرہٗ سے جو کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے بڑے خلفا میں سے ہیں نقل فرمایا ہے کہ خطرے نسبت باطن کے مانع نہیں ہو سکتے۔ اور خطروں سے پرہیز کرنا باختیار طبعی دشوار ہے کہ ہم بیس سال تک نفی خطرات میں مشغول رہے۔ مگر پھر بھی خطرہ آگیا لیکن ٹھیرا نہیں فی الحقیقت خطروں کو روکنا نہایت قوی کام ہے۔ ایک جماعت اولیاء کا یہ مسلک ہے کہ خطرہ اعتبار کے لائق چیز نہیں ہے۔ مگر اُس سے لاپروائی نہیں کرنی چاہیے تاکہ قرار نہ پکڑ جائے کیونکہ اُس کے قرار پکڑ لینے سے مجازی فیض میں رُکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں مگر ہمارے حضرت مجدد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض سالک کو عمر نوح (علیہ السلام) بھی میسر ہو جائے تو کسی طرح سے کوئی بھی خطرہ اُس کے دل میں گزر یگا کیونکہ قلب کو ماسوا سے ایک ایسا نسیان حاصل ہو چکا ہے کہ اگر تکلف سے بھی غیر حق کی یاد اُس کو دلائی جائے تو بھی وہ یاد نہ کر سکیگا۔

حضرت خواجہ سلیمان کرمینی قدس سرہٗ قول صحیح کی بنا پر حضرت خواجہ عبدالخالق کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ خواجہ عبدالخالق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ مگر آپ کے سلوک کی تکمیل خواجہ اولیاء کبیر کی خدمت میں ہوئی۔ اسی بنا پر شرح وصایائے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ میں مذکور ہے کہ جب خواجہ اولیا کبیر نے بخارا میں وفات پائی تو آپ نے چار خلیفہ منتہی چھوڑے۔ ایک خواجہ دہقان قلتی رح دوسرے خواجہ اولیا غریب رح تیسرے خواجہ سوگانی رح چوتھے خواجہ سلیمان رح۔ یہ چار یار خواجہ اولیاء کے طریقہ درویشی پر تھے۔ خواجہ اولیاء کبیر کی وفات کے بعد خواجہ دہقان قلتی رح اُن کے جانشین ہوئے۔ جب خواجہ دہقان کا وصال ہو گیا تو خواجہ اولیاء غریب علیہ الرحمۃ

ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ اُن کے بعد خواجہ سوگانیؒ اور اُن کے بعد خواجہ سلیمانؒ بلحاظ خواجہ اولیاء کبیر سے خلافت پانے کے مشغول ہدایت رہے۔ آپ کے بعد خواجگان کے ارشادات اور مقامات کا سلسلہ شیخ سعید الدین غجدوانی قدس سرہٗ مصنف کتاب "سلک العارفین" کے تفویض ہوا۔

قدسیہ۔ خواجہ سلیمان قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ حدیث شریف میں جو وارد ہے کہ اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ (مخلصین خطر عظیم پر ہیں) یہ خطر عظیم کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس خطر سے مراد خوف ہے تو ضرور تھا کہ خدمت میں حرف فی ہوتا حالانکہ حرف علیٰ ہے۔ یہ اس امر پر دلیل ہے کہ خطر عظیم کوئی بلند مقام ہے جو مخلصوں کے لئے مخصوص ہوگا جس کے لئے خوف لازم ہے۔ کیونکہ جو چیز آفتاب سے نزدیک تر ہوتی ہے اُسی قدر اُس میں حرارت آفتاب کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ع

نزدیکاں را بیش بود حیرانی ترجمہ ع مقربوں کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے

خواجہ سلیمان قدس سرہٗ کی قبر کرمینہ میں ہے۔ جو ایک قصبہ ہے اور بہت سے قریوں کو شامل ہے۔ اور وہاں سے شہر بخارا تک گیارہ فرسنگ شرعی کی مسافت ہے۔

خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ کی وفات ۶۱۶ھ ہجری یا ۶۱۷ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے حالات

آپ کا انتساب اس باریک طریقہ میں خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ سے ہے آپ خواجہ عارفؒ کے تمام اصحاب اور طلبہ میں افضل اور اکمل ہیں۔ عارف باللہ خواجہ عارف کا وقت جب اخیر ہوا تو آپ نے خواجہ محمودؒ کو اپنا خلیفہ کیا۔ اور ہدایت خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں میں سے آپ کو ذریعہ خلافت کے ممتاز فرمایا۔ آپ کا مقام ولادت موضع انجیر فغنہ ہے۔ جو علاقہ بخارا میں وابکنہ کا ایک گاؤں ہے۔ اور وابکنہ ایک قصبہ ہے جو چند قریوں اور مزرعوں پر شامل ہے۔ اور شہر سے تین کوس پر واقع ہے آپ وابکنہ میں مقیم اور مخلوق کو ہدایت کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے مقتضاء زمانہ اور مصلحت وقت کی بناپر طالبوں کو ذکر جہر کرنے کے لئے حکم دیا ہو۔ اس سلسلہ میں آپ پہلے

شخص ہیں جنہوں نے ذکرِ جہر شروع کیا۔

حضرت خواجہ عبدالخالق اور حضرت خواجہ عارف قدس سرہما نے ذکرِ جہر نہیں کیا۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے خواجہ محمود انجیر فغنوی پر اعتراض کیا کہ اپنے پیر کے طریقہ کے خلاف ذکرِ جہر آپ نے کیوں اختیار کیا ہے۔ خواجہ محمود قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو حضرت پیر نے اخیر وقت میں یہ فرمایا کہ تم ذکرِ جہر کیا کرو۔

قدسیہ - مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے جدِ اعلےٰ تھے۔ رئیس العلما شمس الائمہ حلوائی قدس سرہٗ کے ارشارہ سے آئمہ اور علماء وقت کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا میں حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے پوچھا کہ آپ ذکرِ جہر کس نیت سے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تاکہ سویا ہوا بیدار ہو۔ اور غافل ہشیار ہو۔ اور رستہ پر آجائے اور شریعت و طریقت کی استقامت حاصل کرے۔ اور توبہ و انابت کی حقیقت کی طرف جو ہر ایک نیکی اور نیک بختی کی اصل ہے رغبت کرے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے۔ اور آپ کے لئے یہ شغل مناسب ہے، لیکن ذکرِ جہر کی ایک حد مقرر کیجئے تاکہ حقیقت مجاز سے ممتاز اور بیگانہ یگانہ سے جدا ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمودؒ نے فرمایا کہ ذکرِ جہر اس شخص کے لئے درست ہے کہ جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اُس کا حلق لقمہ حرام اور شبہ سے پاک ہو اور اس کا دل صاف ہو۔ ریا و سُمعہ یعنی لوگوں کے دکھانے اور سُنانے اور اُس کا دماغ خالی ہو غیر بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ کرنے سے۔

درجہ - خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ اس زمانہ کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہو۔ تاکہ دستِ ارادت سے اس کا دامن پکڑوں اور اس کی پیروی کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صفات کے بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں۔ خواجہ علی رامیتنیؒ کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی تھے۔ مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا۔ کہ یہ نہ ظاہر ہوئے کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

کرامت - ایک روز خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ رامیتن میں ذکر میں مشغول تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک

بڑا مرغ سفید رنگ کا اڑتا ہوا اُن سب کے سر پر سے گذر رہا ہے۔ جونہی وہ آپکے سر پر سے گذر رہا ہے۔ جونہی وہ مُرغ آپ کے سر پر سے گذرا فصیح زبان سے بول اُٹھا کہ "اے علی مردانہ رہ"۔ سب ساتھی اس مرغ کو دیکھتے ہی اور اس کلمہ کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب اُن کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی قدس سرّہٗ سے پوچھا کہ ہم نے جو کچھ اس وقت دیکھا اور سُنا اُس کی حقیقت کیا ہے۔ خواجہ علی قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی کو اللہ تعالیٰ نے وہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ آپ ہمیشہ اُس مقام میں "جہاں اللہ تعالےٰ نے موسےٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہزاروں کلمات فرمائے" پرواز کرتے ہیں آپ اس وقت خواجہ دہقان قلتی جو خواجہ ادیبا کبیر کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اُن کے سرہانے تشریف لیگئے تھے۔ کیونکہ اُن کی وفات قریب آگئی ہے۔ اور خواجہ دہقاں نے جناب ایزدی میں دعا کی تھی کہ میرے اس اخیر وقت میں اپنے دوستوں میں کسی کو بھیج کہ اس وقت مجھ کو مدد پہنچے اس لیے خواجہ محمود کو حکم ہوا تھا کہ خواجہ دہقان کے پاس تشریف لیجائیں اور اُن کے اخیر وقت میں اُن کی مدد کریں ؎

چہ خوش است آں زمانے کہ بجشود کار آخر کہ اجل نہ در در آید تو بہ سر رسیدہ باشی

خواجہ محمود قدس سرّہٗ کا مزار پُر انوار وابجنہ میں ہے۔ خلق اللہ آپ کی زیارت کرتی ہے۔ اور آپ کی قبر سے برکت حاصل کرتی ہے۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرّہٗ کے حالات

طریقت میں آں ولایت مآب کا انتساب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرّہٗ سے ہے۔ جب حضرت خواجہ محمود کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے خلافت کا کام خواجہ علی کے حوالہ اور اپنے تمام اصحاب کو آپکے تفویض کیا۔ آپ کی پیدائش مقام رامیتن میں ہوئی جو ولایت بخارا میں ایک بڑا قصبہ ہے۔ شہر سے دو کوس پر واقع ہے۔ آپ خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور اُنہی کے ارشاد کی بنا پر حضرت خواجہ محمود کے مرید ہوگئے۔ چنانچہ اس کا مختصر سا بیان ابھی گذر چکا ہے۔ آپ صاحب مقامات و کرامات اور مالک وجدانات و کمالات تھے۔ اتفاقات زمانہ کی وجہ سے قصبہ رامیتن سے شہر باورد میں تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور خلق اللہ

کے ارشاد و ہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ پھر عوارضِ زمانہ سے باورد سے نکل کر شہر خوارزم میں آکر مقیم ہوئے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ شہر خوارزم میں آپ کا کاروبار بہت بلند ہوا۔ آپ بہت کچھ اخلاقِ پسندیدہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔ بہت آدمی آپ کی مریدی اور نیازمندی میں داخل ہوئے۔ اہل خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی اور اہل بخارا شیخ علی رامیتنی اور صوفی آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ کیونکہ اثناء گفتگو میں آپ اپنے کو لفظ عزیزان سے تعبیر کرکے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسی وجہ سے آپ کو عزیزان کہتے ہیں ؂

قدسیہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے انہوں نے ایک درویش کو آپ کی خدمت شریف میں بھیجا۔ اور یہ تین سوال آپ سے کئے ایک یہ آپ اور ہم آنے جانے والوں کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ آپ دستر خوان میں تکلف نہیں کرتے اور ہم کرتے ہیں۔ مگر لوگ آپ سے راضی ہیں اور ہمارے شاکی اس کی کیا وجہ ہے حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے اس کا یہ جواب دیا کہ احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور اُن کا احسان اپنے اوپر رکھ کر کرنے والے کم ہیں۔ کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو ؂

دوسرا سوال یہ تھا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ کی تربیت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے اس کی کیا حقیقت ہے، آپ نے اس کا جواب دیا کہ حق سبحانہٗ کے بندے اُسی ذات کے عاشق ہیں جس کے خضر عاشق ہیں ؂

تیسرا سوال یہ تھا کہ ہم نے سُنا ہے آپ ذکر جہر کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، آپ نے جواب دیا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا ذکر بھی جہری ہوا کہ مسموع ہوا ؂

قدسیہ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نکلنا (خودی سے) اور ملنا (حق سے) ؂

قدسیہ آپ فرماتے ہیں اگر حضرت منصور علیہ الرحمۃ کے سولی چڑھاتے وقت کوئی ایک شخص بھی خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے موجود ہوتا تو منصور ہرگز دار پہ نہ چڑھائے جاتے ؂

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہم نشین رہو اگر خدا کی ہم نشینی نہیں کرسکتے ہو۔ تو اُس کے ہم نشین رہو جو خدا کی ہم نشینی رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا کے ہم نشین کا ہم نشین خدا

کا ہم نشین ہے ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　گو نشیں اندر حضورِ اولیا

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس زبان سے دعا کرو جس سے کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو یعنی دوستانِ حق کے سامنے تواضع اور نیازمندی بجا لاؤ تاکہ وہ تمہارے لئے دعا کریں ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ عمل کرے اور سمجھتا رہے کہ اُس نے کچھ نہیں کیا اور وہ قصور مند ہے۔ اور چاہئے کہ عمل کرنا پیر سے حاصل کرے ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھیگا تو نیک ہو جائیگا۔ اور بدوں کے پاس بیٹھیگا تو بد ہو جائیگا ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اگر ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو خدا کی یاد کو تجھ سے بھلا دے۔ تو تو جان لے کہ وہ تیرا شیطان ہے۔ بصورتِ انسان ابلیس انسان ابلیس جن سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر ؎

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت　　وز تو نرمید زحمتِ آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں میباش　　ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

ترجمہ رباعی

جس شخص کے پاس آپ بیٹھیں اور اُس کی صحبت سے آپ میں دلجمعی نہ پیدا ہو اور آب و گل کی کدورتیں[1] دور نہ ہوں، اس شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ علی عزیزاں کی روح آپ کی اس غلطی کو معاف نہ کرے گی ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ یارِ نیک کی صحبت کارِ نیک کی صحبت سے بہتر ہے۔ کیونکہ نیک کام تم کو تکبر اور پندار سے نہیں بچاتا۔ اور یارِ نیک تم کو صلاح و ثواب کا رستہ بتائیگا ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ خودی والے کے پاس مت بیٹھو۔ جو شخص خودی سے پاک ہو اُس کے پاس بیٹھو ❖

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے دور والے نزدیک ہیں۔ اور نزدیک والے دور۔ لیکن دور والے جو نزدیک ہیں وہ لوگ ہیں جو بظاہر بدن سے ہم سے دور ہیں اور دل و جان کے ساتھ ہم سے نزدیک ہیں۔ نزدیکانِ دور وہ لوگ ہیں کہ گو بظاہر ہماری صحبت میں ہیں

[1] خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ ❖ دہ چیز برون کن ز درونِ سینہ ❖ حرص و غضب و جہل و حسد و ظلم و حرام و غیبت ❖ بخل و طمع و حرص و ریا و کینہ

مگر دل و جان سے ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کا دل و جان کار و بارِ دنیا اور حرص ہوا میں مبتلا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر جان و دل اُن کا دوسری جگہ ہے ہمارے لئے دورانِ نزدیک بہتر ہیں نزدیکانِ دُور سے کیونکہ اعتبار دل و جان کی نزدیکی کا ہے۔ کہ آب و گل کی نزدیکی لائق اعتبار نہیں ہے ۔

گر در یمنی کہ بامنی پیش منی ور پیش منی کہ بے منی در یمنی

ترجمہ۔ اگر ملک یمن میں ہیں آپ مگر ہمارے خیال میں ہیں گویا کہ آپ ہمارے پاس ہیں اور اگر آپ ہمارے سامنے ہیں مگر ہمارے ہم خیال نہیں ہیں۔ تو گویا یمن کے ملک میں ہیں ۔

قدسیہ۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ بالغ شریعت کون ہے اور بالغ طریقت کون۔ آپ نے فرمایا کہ بالغ شریعت وہ شخص ہے جس سے منی نکلے۔ اور بالغ طریقت وہ شخص ہے جو منی یعنی خودی سے نکل جائے۔ درویش نے آپ کا یہ ارشاد سُن کر سر زمین پر رکھا آپ نے فرمایا کہ زمین پر سر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جو چیز سر میں رکھتے ہو یعنی خودی اس کو زمین پر رکھو ۔

قدسیہ۔ آپ کے فرزند جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہٗ نے آپ سے پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنے ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر اپنی حاجت کیلئے خدائے بزرگ و برتر سے سوال نہیں کرتا۔ کیونکہ خدائے عالم الغیب جب اُس کی حاجت کو جانتا ہے تو پھر اُس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ غنا بے نیازی ہے یہ صفت اگرچہ مالداری کے مشابہ ہے مگر حقیقت میں بے نیازی فقیر کی صفت ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص فقیر کو کوئی چیز دے۔ اور وہ اس کو نہ لے۔ کیونکہ لینا اُس پر واجب نہیں ہے اور غنی اگر نہ دینا چاہے تو ممکن نہیں ہے کیونکہ دینا اس پر واجب ہے۔ بموجب آیت شریف وَآتُوا الزَّكٰوةَ اور ادا کرو زکوٰۃ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اور خرچ کرو اس چیز کو جو ہم نے تم کو بطور روزی کے دی ہے ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر اگر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو اور دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ فقیر اچھی صفات والا ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ فقیر میرا فخر ہے تو سچا ہے اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو مگر دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ محلہ بھر کا فقیر ہے نہ کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والا۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

پیروی کرنے والا ہوتا تو وہ نہ دل سے کسی چیز کا خواہاں ہوتا اور نہ زبان سے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ چیز رکھتا ہو اور پھر اور کا طلب گار ہو تو وہ بری صفات والا فقیر ہے۔ جسکی نسبت اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ "روسیاہی" ارشاد ہوا ہے۔ یہ اُسی کا مصداق ہے۔ اور حدیث شریف ہے وَکَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کہ فقر کفر تک لیجاتا ہے، اُسی کی شان میں آئی ہے ✦

قدسیہ۔ آپکے فرزند ارجمند نے آپ سے پوچھا کہ یہ حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ وَکَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کہ فقیری دو جہان میں روسیاہی ہے اور فقر کفر سے قریب کرتا ہے"! اس حدیث شریف کے کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے مخالف ہے، اسکی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں حدیثیں اس فقیر کی شان میں ہیں جو مخلوق کی طرف متوجہ ہو۔ یعنی وہ درویش جو فقر کو خلق پر ظاہر کرے۔ اور خلق سے کچھ چاہے۔ اور اپنے فقر کو آلہ گدائی اور کمانے کا وسیلہ بنائے ✦

قدسیہ۔ یہ طریقہ حقیقت میں خدائے پاک کی شکایت ہے اور دنیا میں رسوائی ہے اور حق سبحانہ کی شکایت کفر ہے اور روز آخرت کی روسیاہی ہے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے کیونکہ فقیر کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا نائب ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلصَّدَقَۃُ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ[۱] صدقہ رحمٰن کے ہاتھ میں جاتا ہے فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ کے اوپر ہے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندہ ہم سے کچھ طلب کر تو بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے کیونکہ جس نے خدا کو پایا اُس نے سب کچھ پالیا! اور جس نے سب کو پایا اور خدا کو نہ پایا۔ اُس نے کچھ بھی نہ پایا ؎

گر کسے ہست در محبت چست ۔۔۔ از خدا جز خدا نخواہد جست

ترجمہ، جو شخص کہ خدا کی محبت میں چست ہے وہ خدا تعالیٰ سے بجز خدا کے کچھ نہیں مانگتا ✦

---

[۱] اس کو امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ✦

قدسیہ آپ کے فرزند خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ منصور علیہ الرحمۃ نے کہا اَنَا الحَق میں حق ہوں اور بایزید علیہ الرحمۃ نے کہا کہ لَیسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللہ میرے جُبّہ میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ دونوں قول شرع شریف کے موافق نہیں ہیں۔ پس منصور رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور اُن کی خاکستر کو ہوا پر اُڑایا گیا۔ اور بایزید سے کچھ نہ کہا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ منصور نے پہلے اپنی ہستی کو پیش کیا۔ اپنے قول انا سے اس لئے اُن کو اُس کا اثر پہنچا۔ اور بایزیدؒ نے اپنی ہستی کو آگے کیا اور لفظ نہیں کہا اس لئے وہ سلامت رہے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ عالم چالیس سال تک طالب علمی میں مشغول رہتا ہے اور مدرسے کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور استاد کی خدمت کرتا ہے جب کہیں اُس کو کچھ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور عارف چالیس سال تک فقر و فاقہ میں گذارتا ہے اور اپنے نفس کو ریاضت اور مجاہدہ میں ڈالتا ہے اور بلاؤں اور محنتوں اور تکلیفوں میں خوش رہتا ہے۔ تاکہ خدا کی نظروں میں جگہ حاصل کرے۔ عالموں کو اُن کا علم عزت اور مرتبہ تک اور اہل فقر کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ ہر درخت سے وہ میوہ نکلتا ہے جو اس میں مخفی ہوتا ہے ع

از کوزہ ہماں تراود کہ در واست ترجمہ ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اسمیں ہے

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو اگلی صف میں بیٹھے اور پچھلی صف والوں کے سے عاجزی کے خیالات رکھے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھے اور اگلی صف والوں کی نقل کرے۔ یعنی اگرچہ تو اپنی بزرگی اور مخدومی کے سبب مسند صدر نشین پر بیٹھنے کے لائق ہے تیرے صفات خادموں کے سے ہوں۔ اور اپنے آپ کو اپنے دل میں سب سے کم درجہ شمار کرے تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ تو پچھلی صف میں بیٹھے۔ اور اپنے آپ کو مسند صدر نشینی کے قابل خیال کرے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ خدا نہیں ہوسکتا۔ مگر خدا کی صفات سے متصف ہوجاتا ہے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں دلی تجرید کی صفت نہ ہو۔ وہ کسی مراد کو نہیں پہنچتا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ تجرید معنوی کس چیز سے حاصل ہوسکتی ہے آپ نے فرمایا کہ ایثار سے پھر کہا گیا کہ ایثار کا نتیجہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ بے غیبی نیکی کہا گیا کہ یہ کیا چیز ہے

آپ نے فرمایا کہ بِرّ وہ ہے جس کا اللہ تعالےٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہرگز نہ پاؤ گے تم بہشت کو، یا دیدار الٰہی کو، یا شفاعت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا مغفرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کو جب تک کہ تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جن کو تم دوست رکھتے ہو۔ تَمَّ کَلَامُہُ الْمُقَدَّسُ آپ کا کلام یہاں تک ختم ہوا۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ کے کلمات کی شرح میں مذکور ہے کہ تجرید کے دو قسم ہیں صوری اور معنوی۔ تجرید صوری کی بھی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ کسی کے پاس ظاہراً مال و اسباب اور ملک و منصب اور مرتبہ اور اسباب اور مکانات اور باغ اور غلام اور لونڈییں اور اس قسم کی اور کوئی چیز موجود نہ ہو اور بظاہر وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو اور دل سے بھی وہ ان میں سے کسی چیز کا خواہاں نہ ہو پس یہ پہلی قسم تجرید صوری کی ہے۔ تجرید صوری کی دوسری قسم یہ ہے کہ اشیا مذکورہ میں سے کوئی چیز اُس کے پاس نہ ہو مگر دل اُس کا اِن چیزوں کا خواہشمند ہو ایسی تجرید کسی کو نفع نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ایسی تجرید والا شخص گدائے محلہ ہے اور وہ تجرید کہ درویش کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور اُس کا دل بھی اشیا مذکورہ کا خواہشمند نہ ہو تو یہ اُس کو فائدہ مند ہے۔ اور اُس کو کشائش بخشے گی۔ اور بہت سے اسرار اُس پر منکشف ہونگے تجرید معنوی یہ ہے کہ آدمی کا باطن تعلقات دنیا سے خالی ہو۔ کبر و حسد و بغض و کینہ و تکلف اور دکھلاوے اور جھوٹ اور غیبت اور خود بینی و خود آرائی اور بخل اور تکلیف دہی۔ اور ظلم اور بد اندیشی وغیرہ بُرے صفات سے خالی ہو۔ بلکہ اُس کا باطن تسبیح و تقدیس رحم و شفقت و علم و توکل و توحید و مراقبہ و مجاہدہ و مشاہدہ اور ذکر و فکر و طاعت و عبادت و صدق و خلاص و محبت و ذوق وغیرہ نیک صفتوں سے متصف ہو۔ ایسی تجرید اس کو مقصود کا رستہ دکھلاتی ہے۔ جس کے بڑے بڑے نتائج ہیں۔ اور اگر کسی کے پاس املاک اور اسباب اور منصب و مرتبہ مال وغیرہ سب چیزیں ہوں مگر اس کا دل اُن چیزوں پر متوجہ نہ ہو اور اُن چیزوں کی محبت سے اس کا دل خالی ہو۔ بلکہ ان چیزوں کو وصول بقا کا آلہ اور فنا فی اللہ کے حصول کا ذریعہ بناتا ہو تو یہ بھی تجرید معنوی میں داخل ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے انبیا اور اولیا گذرے ہیں کہ جن کے پاس بہت کچھ مال اور مرتبہ اور ملک و اسباب موجود تھے مگر اُن کے لئے یہی چیزیں قرب حق تعالےٰ اور رضائے حق جل شانہٗ کے حصول کا سبب ہو گئیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس

نٹر کتے سونے کے پٹے پہنے ہوئے تھے۔ جو آپ کی بکریوں کے چرواہے کے ساتھ ملکر حفاظت کیا کرتے تھے۔ اب اسی پر آپ کے دوسرے املاک کا قیاس کیا جا سکتا ہے آپ نے اس تمام دولت کو راہ خدا میں صرف کر دیا جس کے واقعات طویل ہیں ❖

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی ملک و مال اور مرتبہ اور لشکر اور روئے زمین کی سلطنت تھی۔ مگر آپ کو یہ تمام چیزیں کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں۔ کیونکہ انکی ان چیزوں سے ذرا بھی وابستگی نہ تھی ❖

اور خدائے عزوجل کی دی ہوئی چیزوں کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے تمام املاک اور اسباب کو آپ نے سعادت اخروی کا ذریعہ بنا لیا ❖

اور آپ بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے بلکہ آپ زنبیل بنکر اپنے کسی خادم کو بیچنے کے لئے دیتے تھے۔ اور اس کی قیمت سے اپنی بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ یہ امر اس کی دلیل ہے۔ کہ آپ کے دل میں محبت مال اور مرتبہ کی نہ تھی ❖

اسی طرح سکندر ذوالقرنین علیہ السلام کی بھی سلطنت اور دولت نقصان نہ پہنچا سکی کیونکہ انہوں نے کسی چیز کی محبت کو اپنے دل میں راہ نہ دی تھی وہ اُن سب چیزوں کو خدا کی ملکیت سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے درگاہِ حق تعالےٰ کا تقرب حاصل کیا ❖

اسی طرح شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ نہایت دولت اور حشمت والے تھے۔ اور بہت کچھ تکلفات رکھتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپنے اپنے گھوڑوں کے نعل سونے کے بنوائے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ جو کچھ آپنے کیا ہے عین اسراف ہے آپ نے جواب دیا کہ سونا بھی دنیا کی ایک چیز ہے اور دنیا کا پانوں کے نیچے رہنا بہتر ہے مقصود اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ یہ انبیا اور اولیا جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں بظاہر دنیادار تھے مگر تجرید معنوی اُن کو حاصل تھی۔ اس لئے اپنی مراد کو پہنچ گئے ❖

حضرت عزیزان قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو تجرید معنوی حاصل نہ ہو وہ کسی طرح مقصود کو نہیں پہنچ سکتا ❖

قدسیہ حضرت عزیزان قدس سرہ سے کسی نے اس حدیث شریف کے معنی پوچھے۔ تُسَافِرُوْا تَصِحُّوْا وَاغْتَنِمُوْا (سفر کرو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو) آپنے ارشاد فرمایا کہ سفر کرو اپنی خودی سے وجودِ حق تعالےٰ کی طرف تو صحت

پاؤ گے حوادثِ حدوث سے اور اُس کو غنیمت جانو۔ جب تم اپنے نفس کے عالم صحرا میں سفر کرو گے اور ہر مقام کی ہوائے لطیف حاصل کرو گے تو اپنے وجود کی صحت حاصل کر لو گے۔ پس شک اور شبہ کے مرض سے اور ریا اور مکاری اور حرص و امید و بغض و کینہ و حسد و نفاق و بخل و کبر و عجب و خود پسندی و خود نمائی و بد اندیشی و آزار و ستم اور تمامی بُرے اخلاقوں کے رنجوں سے اس سفر کی وجہ سے رہائی پاؤ گے ÷

پس ایسی صحت کو غنیمت سمجھو اور عمر چند روزہ کو طاعت اور عبادت میں صرف کرو ÷

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرّہ سے کسی نے پوچھا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ پورا مرد، اور آدھا مرد، اور نامرد اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پورے مرد کی صفت کو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وہ ایسے مرد ہیں جن کو خدا کی یاد سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی ÷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہی حال وارد تھا جس کو آپ نے بیان فرمایا ہے کہ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[1] میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا ÷

اور آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو۔ مگر وہ اتنی ہی بات پر قانع ہو گیا ہو۔ یعنی یہ کیفیت کہ جب تک اس کی زبان ذکر میں مشغول رہے اُس کا دل بھی اُس ذکر سے لذت پاتا رہے اور جب وہ ذکر کو چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے ÷

اور نامرد وہ ہے جو منافق ہو۔ یعنی ذکر کرے۔ مگر خدائے تعالےٰ کے لئے نہ کرے ÷

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرّہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ[2] مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ۔ جو شخص چالیس دن صبح کو خاص خدا کیلئے پورے اعتقاد کے ساتھ دل سے بے غش و غل روح کی آگاہی اور یقین کی درستی اور پوری توجہ اور رجوع سے خدا تعالےٰ کے لئے عبادت کرے نہ کسی اور غرض سے تو حکمت کے چشمے اُس کے دل سے نکلکر اس کی زبان

---

[1] صحیح مسلم اور صحیح بخاری نے اس کو باسناد صحیح نقل کیا ہے ۱۲ [2] حصن حصین میں نقل کیا ہے ۱۲

پر جاری ہو جائینگے۔ بہت لوگوں نے اس پر عمل کیا مگر کسی یہ بات حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس رستہ میں سچے نہ تھے اور اُن کا مقصود چالیس صبح کی بیداری سے یہی تھا کہ حکمت کے چشمے اُن کے دل سے اُن کی زبان پر آجائیں۔ خالصاً خدائے تعالےٰ اُن کا مقصود نہ تھا۔ اس لئے اُن کا مقصد حاصل نہ ہوُا۔

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے روز ازل میں تمام آدمیوں کی ارواح سے خطاب کر کے فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ارواح نے جواب دیا کہ بَلیٰ بیشک تو ہمارا رب ہے، پس قیامت کے دن جب تمام موجودات فنا ہو جائینگے سوائے ارواح اور اُن چیزوں کے جن کو اللہ تعالےٰ چاہیگا۔ اللہ تعالےٰ اس روز خطاب فرمائیگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج ملک کس کا ہے اُس وقت کسی کو جواب دینے کی مجال نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ خدائے تعالےٰ خود ہی جواب دیگا کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ خدائے یکتا قہار ہی کے لئے مملکت ہے، حالانکہ چاہیئے تھا کہ جس طرح ازل میں ارواح نے قول الست کا جواب دیا تھا اسی طرح قیامت میں بھی جواب دے دیتیں کہ خدائے واحد و قہار کے لئے حکومت ہے، وہ خاموش کیوں ہیں۔ حضرت عزیزانؒ نے جواب دیا کہ روز ازل تمام احکام شرعیہ کے تکالیف کے قرارداد کا دن تھا۔ اس لئے ارواح نے بلیٰ کہا۔ مگر روز آخرت احکام شرعیہ کی تکالیف کے اٹھا دینے اور ظہور حالات حقیقی اور مشاہدہ عالم کبریائی کی ابتدا کا دن ہے۔ اس کے علاوہ اپنے اعمال کی خجالت اور حیرت اور دہشت ایسی رہیگی کہ دم مارنے کی قدرت نہ ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ خود ہی ارشاد فرمائیگا کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ خدائے یکتا و زبردست ہی کے لئے مملکت ہے۔

قدسیہ۔ ایک شخص حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بازار کو جاؤ اور ایک لوٹا خرید کر بطور تحفہ کے ہمارے پاس پیش کرو۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس لوٹے پر میری نظر پڑے گی تو تو بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک جماعت عقلمندوں کی حاضر ہوئی اور آپ کی صحبت میں شریک ہوئی۔ اثناء کلام میں اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ علما پوست ہیں اور فقرا مغز۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مغز پوست کی حمایت میں

رہتا ہے ۔

قدسیہ ایک روز حضرت عزیزان قدس سرہٗ مراقبہ میں مشغول تھے۔ اتنے میں ایک مدعی آیا اور اُس نے بطور امتحان کے آپ سے پوچھا کہ تصوّف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اکھیڑنا اور ملنا یعنی غیر سے اکھیڑنا اور حق سبحانہٗ تعالےٰ سے ملنا ہے

(۱) تا بر نکنی ز غیر حق دل — ہرگز نہ شوی بدوست واصل
(۲) بگسل ز علائق خلائق — چندانکہ شوی بدوست لائق
(۳) چوں پاک شوی ز چرک دنیا — بینی عقبات راہ عقبیٰ
(۴) ہر عقبیٰ کہ پیش تو بیاید — دانی کہ دراں چہ چارہ باید
(۵) چوں چارہٗ کار خویش دانی — خود را بخدائے خود رسانی

ترجمہ

(۱) جب تک تو غیر حق سے اپنے دل کو برداشتہ نہ کریگا۔ ہرگز دوست سے واصل نہ ہو سکے گا ۔

(۲) خلق کے علاقوں سے ٹوٹ کر دوست کے ملنے کے لائق ہو ۔

(۳) جب تو دنیا کی لوث سے پاک ہو جائیگا۔ تو تجھ کو راہ عقبیٰ کی منزلیں نظر آئینگی ۔

(۴) جب کوئی منزل تیرے سامنے آئیگی۔ تو اس کی تدبیر کر سکیگا ۔

(۵) جب تو اپنے چارۂ کار (تدبیر) کو جان لیگا۔ اپنے کو خدا تک پہنچا سکے گا ۔

قدسیہ ایک شخص نے راہ انکار سے آپ کی شان میں کہا کہ عزیزان ایک بزازی ہے یعنی سوت کی خرید و فروخت کیلئے بازار میں پھرتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یار عزیزان یعنی خدائے تعالیٰ کو زاری بہت پسند ہے پس عزیزان کیونکر بازاری نہ بنے یعنی درگاہ الٰہی میں زاری اور بکا اور درد و سوز و نیاز اور مسکینی کی بڑی چاہت ہے

درخانۂ عشق سلطنت نیست — جز درد و نیاز و مسکنت نیست
ہر کسے کہ بود نیاز مند تر — کارش ز ہمہ بود بلند تر

ترجمہ عشق کچھ خانہ سلطنت تو نہیں ہے۔ اس میں سوائے درد و نیاز اور مسکنت کے اور کیا ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ نیاز مند ہو۔ اسی قدر اس کا مرتبہ زیادہ بلند ہوتا ہے ۔

کرامت حضرت عزیزان قدس سرہٗ شہر خوارزم میں شام کو سوت بیچنے والوں کے

بازار میں جاتے تھے اور جن فقیروں کا سُوت نہ بکتا تھا اُن کا سارا سُوت خرید کر گھر لے آتے۔ اور چالیس گز کرباس (نامِ جامہ) اس طرح سے بُن لیتے تھے۔ کہ خود گھر کے ایک کونہ میں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ اور وہ چالیس گز کرباس بغیر اس کے کہ آپ کا ہاتھ لگے خود بخود تیار ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ حضرت حسین بن منصور قدس سرہٗ کے بارہ میں منقول ہے۔ کہ آپ نے ایک نداف کو اپنے کسی کام کے لئے بھیجا اور خود اُس کے گھر میں بیٹھے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ سب دانے روئی کے جُدا ہو گئے اُن کا اس کرامت کی وجہ سے حلاج یعنی نداف نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی طرح حضرت عزیزان کا نسّاج لقب لکھا گیا ؎

چنانچہ حضرت مولنا رُومی قدس سرہٗ نے اشارہ کیا ہے ؎

گر نہ علمِ حال فوقِ قال بودے کے شدے ــــ بندہ اعیانِ بخارا خواجہ نسّاج را

علمِ حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سردارانِ بخارا خواجہ نساج کی کس طرح غلامی اختیار کرتے ؎

ممکن ہے کہ اُس کرباس کو مردانِ غیب یا مسلمان جنّات جو آپ کے مرید تھے یا فرشتے حکمِ الٰہی سے بُن دیتے ہوں۔ یا بغیر ان تمام اسباب کے وہ کپڑا بنا جاتا ہو جن کو ہم نہیں جان سکتے ہیں۔ پس حضرت عزیزان قدس سرہٗ اُس کرباس کو بازار لے جاتے اور فروخت کرتے۔ اور جو کچھ نفع اس سے حاصل ہوتا اُس کے تین حصہ تقسیم کرتے۔ ایک حصہ علما پر صرف کرتے دوسرا حصہ فقرا پر تیسرا حصہ اپنے اہل و عیال پر ؎

کرامت - حضرت سیدآتا قدس سرہٗ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے ہمعصر تھے اور دونوں میں کبھی کبھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ شروع میں حضرت سید آتا کو حضرت عزیزان سے صفائی نہ تھی۔ ایک روز سید آتا سے آپ کی جناب میں بے ادبی ہو گئی۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں ترکوں کی ایک جماعت صحرا کی طرف سے حملہ آور ہوئی اور سید آتا کے لڑکے کو قید کر کے لے گئی۔ سید آتا کو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اُس بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔ جو حضرت عزیزان کی خدمت میں سرزد ہوئی۔ پس معافی چاہنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپ کی دعوت کی اور قبولیت کے امیدوار ہوئے۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے آپ کی غرض پر آگاہ ہو کر اس کو قبول فرمایا۔ اور دعوت میں اُن کے یہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس مجلس میں سب بڑے بڑے علما اور مشائخ وقت موجود تھے۔ حضرت خواجہ عزیزان قدس سرہٗ اُس وقت نہایت کیف کے عالم میں تھے۔ جب خادم نمک دان لایا اور دسترخوان بچھایا اُس وقت

حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عزیزان انگلی نمک دان میں نہیں ڈالیگا اور ہاتھ کھانے تک نہیں لیجائیگا جب تک کہ فرزند سیدانا اس دستر خوان پر حاضر نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ سب حاضرین آپ کے فیضان کلام کے ظہورِ اثر کے منتظر ہوئے۔ اُسی وقت سید آتا کا فرزند گھر میں آپہنچا۔ یکبارگی مجلس میں شور بلند ہوا اور لوگ حیران ہو گئے۔ اور ترکوں کی جماعت کے فیصلہ سے اُس کی رہائی کی کیفیت دریافت کی اُس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا ہوں کہ میں اس وقت جماعتِ ترکان کے ہاتھ قید تھا اور وہ مجھ کو مقید کر کے اپنے ملک کو لیجا رہے تھے اور اب میں اپنے آپکو آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں۔ تمام اہل مجلس کو یقین ہو گیا کہ یہ تصرف حضرت عزیزان کا ہے ۔

کرامت۔ ایک روز ایک مہمان عزیز خواجہ عزیزان قدس سرہٗ کے مکان پر آیا۔ اور اُس وقت آپکے گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس لئے وہ مسافر بہت انتظار کر کے باہر نکلا۔ فوراً ہی ایک لڑکا جو کھانا فروخت کیا کرتا تھا اور وہ حضرت کے معتقدوں میں سے تھا معہ ایک خوان کے جو کھانے سے بھرا ہوا تھا پہنچا۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپکو اُس لڑکے کا اس وقت کھانا لیکر آنا نہایت پسند آیا۔ اور بڑی خوشنودی کا باعث ہوا۔ بالآخر مہمان کو کھانا کھلایا۔ پھر اس لڑکے کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ نہایت پسندیدہ خدمت تجھ سے ادا ہوئی۔ تیری جو مراد ہو وہ تو مانگ انشاء اللہ تعالےٰ پوری ہوگی۔ لڑکا نہایت عقلمند اور ہوشیار تھا۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو جاؤں جیسے کہ آپ ہیں۔ حضرت عزیزان نے فرمایا کہ یہ نہایت مشکل امر ہے اور تجھ پر اس کا بارِ عظیم پڑ جائیگا جس کے کھینچنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لڑکے نے بہت کچھ عاجزی کی اور کہا میری مراد اور میرا مقصد تو یہی ہے۔ اس کے سوا میری کچھ اور آرزو نہیں ہے حضرت عزیزان نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو جائیگا۔ پس آپ اُس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت خاص میں لے گئے اور آپنے اس پر توجہ ڈالی۔ ایک ساعت میں حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی تشبیہ اُس پر وارد ہوئی۔ اور وہ فوراً ہی بصورت و سیرت ظاہراً و باطناً حضرت عزیزان ہو گیا۔ اور بعینہٖ بلا کسی فرق کے مثل خواجہ عزیزان بنگیا۔ اس کے بعد کم و بیش چالیس دن تک وہ لڑکا زندہ رہا۔ بالآخر اس بارِ گران کی طاقت نہ لا سکا اور مر گیا۔

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے باشارہ غیبی ولایت بخارا سے خوارزم کا ارادہ فرمایا۔ اور آپ خوارزم کے شہرپناہ کے دروازہ پر پہنچکر ٹھیر گئے۔ اور درود درویشوں سے

خوارزم کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ فقیر آپ کے دروازہ پر آیا ہوا ہے۔ اور شہر نے کا ارادہ رکھتا ہے اگر آپ کی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو ورنہ واپس ہو جائے۔ اور ان درویشوں سے آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو بادشاہ کی مُہر بھی بطور نشانی کے اس پر کرا لاؤ۔ جب وہ فقیر بادشاہ کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت عزیزان نے فرمایا تھا بادشاہ سے کہہ دیا۔ تو خوارزم شاہ اور اُس کے ارکانِ دولت ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ درویش سادہ اور نادان ہیں۔ پس مذاق اور دل لگی سے حضرت خواجہ عزیزان قدس سرّہٗ کی خواہش کے مطابق اجازت نامہ لکھ کر مُہر بادشاہی اُس پر ثبت کر کے درویشوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ درویش اُس کو لے کر حضرت عزیزان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بادشاہی فرمان پہنچایا۔ اُس وقت حضرت عزیزان قدس سرّہٗ نے قدم مبارک شہر میں رکھا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے شغل میں مشغول ہوئے۔

آپ صبح کے وقت مزدوروں کی تلاش میں اُن کے قیام گاہ پر جاتے اور روزانہ ایک دو مزدوروں کو گھر لے آتے۔ اور اُن سے فرماتے کہ پوری طرح وضو کرو اور دوسرے وقت کی نماز تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ذکر کرو پھر اپنی مزدوری ہمارے سے لو اور چلے جاؤ۔ لوگ نہایت شکریہ سے آپ کی صحبت کو قبول کرتے اور جب ایک روز اس طریقہ سے گذر جاتا۔ تو حضرت عزیزان قدس سرّہٗ کے اثر صحبت اور کمال تصرّف و کرامت سے اُن میں ایسے اوصاف پیدا ہو جاتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت اُن میں نہ رہتی۔ تھوڑی مدت کے بعد اس ملک اور اطراف کے اکثر لوگ حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور عالموں اور طالبوں کا اژدہام کثرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہونے لگا یہ خبر خوارزم شاہ کو پہنچی کہ ایک شخص اس شہر میں ایسا ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگ اس کے ارادت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور اُنکی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ خوارزم شاہ کو خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اُس کے معتقدین کی کثرت اور جماع سے ملک میں کوئی خلل اور فتنہ پیدا ہو اور کوئی فساد ایسا برپا ہو جائے کہ جس کا پھر انسداد نہ ہو سکے بادشاہ اس وہم میں گرفتار ہو کر حضرت کو شہر خوارزم سے نکال دینے کے درپے ہوا حضرت عزیزان قدس سرّہٗ نے ان دونوں درویشوں کو بادشاہ کا اجازت نامہ مہر شاہی سے ثبت کیا ہوا دے کر خوارزم شاہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہم تمہاری اجازت سے اس شہر میں آئے تھے۔ اگر تم اپنے عہد کو توڑتے ہو تو ہم ابھی

یہاں سے چلے جائیں گے۔ بادشاہ اور اُس کے ارکانِ دولت اس واقعہ سے نہایت شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت عزیزان قدس سرّہٗ کی اس دُور بینی کے معتقد ہو گئے۔ پس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے مریدوں کے گروہ میں داخل ہوئے ۔

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرّہٗ کے دو فرزند تھے ایک خواجہ محمد جو خواجہ خورد کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ حضرت عزیزان کے اصحاب حضرت عزیزان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے۔ اور خواجہ محمدؒ کو خواجہ خورد۔ دُوسرے فرزند خواجہ ابراہیم جنہوں نے اپنے پدر بزرگوار کے مقامات کو ایک رسالہ میں جمع کیا۔ اور اِس کتاب میں اکثر واقعات اُسی کے منقول ہیں۔ جب حضرت کا زمانہ وفات قریب ہوا۔ خواجہ ابراہیم کو اجازت اور خلافت عطا فرمائی۔ بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گذرا کہ حضرت کے بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے جو عالم اور عارف ہیں خواجہ ابراہیم کو جو چھوٹے فرزند ہیں ہدایت خلق کیلئے کیوں پسند فرمایا گیا۔ حضرت عزیزان کو اُن کے اس خطرہ پر اپنی کرامت سے آگاہی ہوئی۔ اور ارشاد فرمایا کہ خواجہ محمد ہمارے بعد اتنا زندہ نہ رہینگے اور قریب زمانہ ہم سے ملاقات کرینگے۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق واقع ہوا۔ خواجہ محمدؒ کی انیس ۱۹ روز بعد وفات حضرت عزیزان کی بروز دوشنبہ وقت چاشت ۲۷ ذی الحجہ ستر سال کی عمر میں ۷۱۵ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ اور خواجہ ابراہیم نے بھی انہیں مہینوں میں ۷۹۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عزیزان کی عمر شریف ایکسو تیس سال کی ہوئی۔ آپ کی وفات روز دوشنبہ بین الصلوٰتین ۲۸ ماہ ذی الحجہ ۷۱۵ھ ہجری میں ہوئی۔ چنانچہ ایک عزیز نے آپ کی تاریخ وصال لکھی ہے ؎

هفت صد پانزده هجرت بو | بست و هشتم زماه ذی القعده
کاں جنید زمان و شبلی عصر | زین جهان رفت ور پس پرده

آپ کی قبر مبارک خوارزم میں مشہور و معروف اور عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے حقیر جامع حضرات القدس نے حضرت عزیزان کی دو تاریخ وصال اس طرح سے پائی ہیں :-

(۱) قُبّۂ سرگروہ صوفیہ بود (۲) بحر الاسرار بود ۞

پوشیدہ نہ رہے کہ دوسرے خلیفہ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرّہٗ کے میر حسین وابکنی ہیں۔ اور ان کو میر خورد کہا جاتا ہے۔ خواجہ علی رامیتنی اور میر حسین وابکنی دونو خلیفہ خواجہ محمود کے تھے اور دونوں حضرت کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ میر حسین قدس سرّہٗ

بھی اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور طالبان الٰہی اور احباب کے مرجع تھے اور میر خورد کی قبر قصبۂ وابکنہ میں ہے اور میر خورد میر حسین کے برادر بھی اصحاب خواجہ محمودؒ سے ہیں۔ لیکن خلافت اور نیابت کا کام خواجہ علی اور میر حسین قدس اللہ اسرارہما کے سپرد تھا۔

حضرت خواجہ محمدؒ بابا سماسی قدس سرہٗ کے حالات

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے ہے آپ اُن حضرت عزیزاںؒ کے اکمل اصحاب اور خلفا سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش اور جائے فات قریہ سما میں ہے جو علاقہ رامیتن میں ایک گاؤں ہے۔ اور رامیتن سے ایک کوس دور اور بخارا سے تین کوس پر واقع ہے۔ جب حضرت عزیزان کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے خواجہ بابا سماسیؒ کو اپنے اصحاب میں سے منتخب فرمایا اور اپنی خلافت اور نیابت کے لئے مستعد کیا۔ اور تمام اصحاب کو حضرت بابا کی پیروی اور صحبت کے لئے حکم دیا حضرت بابا کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ کا باغ جو قریہ سماس میں واقع تھا اُس میں آپ کبھی کبھی جاتے تھے اور وہاں کے انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے تھے۔ تو غلبۂ حال اور قوت غیبت کی وجہ سے اندازہ سے زیادہ آپ کا دست مبارک شاخوں پر جاتا۔ اور آپ پر بیخودی طاری ہو جاتی۔ یہ غیبت اور بے خودی ایک مدت تک رہتی تھی۔ اور اس حالت سے آفاقہ پانے کے بعد پھر آپ شاخ انگور کاٹنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر وہی حالت اور کیفیت آپ پر غلبہ کرتی اور بے خود کر دیتی۔ اور متعدد بار اسی طرح سے ہوتا رہتا تھا۔

کرامت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ حضرت خواجہ کے فرزند قبولی ہیں۔ آپ شاہ نقشبند کی ولادت سے پہلے جب محل کوشک ہندوان سے گذرتے تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور بہت جلد یہ کوشک ہندوان قصر عارفان بن جائیگا۔ جب یہ وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو اور زیادہ ہو گئی ہے۔ غالبًا وہ مردِ خدا پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی ولادت کو تین روز گذر چکے تھے۔ آپ کے جدامجد آپ کو حضرت خواجہ بابا قدس سرہٗ کی نظر کیمیا اثر میں لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ اور

عنقریب یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ پھر آپ نے حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤالدین کی تربیت کرنے میں اگر تم کوئی کمی کروگے تو مَیں تم کو معاف نہ کرونگا۔ خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ فوراً اُٹھ کھڑے ہوگئے اور نہایت ادب سے ہاتھ سینہ پر باندھ کر عرض کیا کہ مَیں اگر ان کی تربیت میں کمی کرونگا۔ تو مَیں مرد نہیں ہوں ÷

کرامت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدمبوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب مَیں آپ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت کی کرامت یہ دیکھنے میں آئی۔ کہ اُسی رات مجھ میں تصرف پیدا ہوگیا تھا مَیں اُٹھا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اُس وقت میری زبان سے یہ نکلا۔ کہ اے خدا اپنی بلاؤں کے اُٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما۔ اور اپنی محبّت کی محنت کی برداشت مجھ کو دے۔ جب مَیں صبح کو حضرت بابا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اِس بندۂ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا کر۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔ اور اگر اللہ تعالےٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اُس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اُس کی مصلحت کو بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے۔ اِس لئے گستاخی نہیں کرنی چاہیئے ÷

کرامت۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جس روز حضرت بابا میری دعوت کو قبول فرما کر میرے مکان کو تشریف لیچلے پہلے اپنے گھر سے کھانا طلب فرما کر تناول کیا اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی میرے دل میں خیال گذرا کہ یہاں سیر ہوکر کھانا کھالیا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں ہم مکان پر پہنچ جائینگے یہ روٹی میرے کس کام آئے گی۔ آپ نے میرے اس خطرے سے آگاہ ہوکر فرمایا کہ اے فرزند اس روٹی کو حفاظت سے رکھو کام آئے گی۔ مَیں نے اُس کو حفاظت سے رکھ لیا۔ آپ روانہ ہوئے۔ اور مَیں نہایت نیازمندی کے ساتھ آپکے ہمراہ ہوگیا۔ اثناءِ راہ میں میرے باطن میں کوئی کمی یا خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کر۔ جب آپ باغ جوی مولیاں میں پہنچے تو ایک مخلص کے مکان پر آپ ٹھہر گئے تھے

اس مرتبہ بھی حسب عادت قدیم وہاں تشریف فرما ہوئے۔ اُس مخلص نے نہایت بشاشت اور نیازمندی کا اظہار کیا۔ آپ نے اُس ضعیفہ کو جو گھر میں سے بے قرار نکلی تھی دیکھ کر فرمایا کہ صحیح صحیح حال بیان کر۔ اُس نے عرض کیا کہ دودھ تو اس وقت موجود ہے روٹی نہیں ہے۔ ہر چند جستجو کر رہی ہوں دستیاب نہیں ہوئی۔ تاکہ روٹی اور دودھ آپ کی خدمت میں حاضر کرسکوں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی دو کہ اس نیازمند کا دل مطمئن ہو۔ اے فرزند تم نے دیکھا کہ بالآخر وہ روٹی کام آئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے اسی طرح اور بھی کرامتیں راستہ میں مشاہدہ ہوتی رہیں اور مجھ کو ان کرامتوں کے دیکھنے سے اور بھی آپ کے ساتھ اعتقاد بڑھتا گیا۔

واضح ہو کہ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے خلفا میں حضرت بابا سماسی کے بعد ایک تو حضرت خواجہ خورد ہیں جو حضرت عزیزان کے بڑے صاحبزادہ تھے جن کا بیان اوپر گذر چکا ہے اور دوسرے خلیفہ خواجہ محمد کلاہ دوز ہیں جن کی قبر ولایت خوارزم میں ہے اور تیسرے خلیفہ محمد صلاح ہیں اور ان کی قبر ولایت بلخ میں ہے اور چوتھے خلیفہ محمد باوردی ہیں جن کی قبر خوارزم میں ہے۔ قدس اللہ اسرارہم۔

حضرت سید شمس الدین خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کے حالات

اس صاحب ولایت کا انتساب اس بارے طریقہ میں حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ سے ہے آپ[1] سید صحیح النسب اور نہایت شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی پیدائش اور وفات کی جگہ قریہ سوخارہ ہے اور آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے بخارہ کی زبان میں پیشہ کوزہ گری کرنے والے کو کلال کہتے ہیں۔

حضرت امیر کلال قدس سرہٗ ابتدا جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے ایک روز حضرت بابا سماسی کا گذر حضرت امیر کی کشتی کے اکھاڑہ تعلیم پر ہوا اور بہت دیر تک آپ معرکہ کشتی کو ملاحظہ

[1] آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے کہ سید شمس الدین خواجہ امیر کلال بن امیر حمزہ بن امیر یعقوب بن اسمٰعیل بن محمد غوث بن عبد السلطان بن تاج الدین بن رکن الدین بن نور الدین بن عبد الخالق بن عظیم اللہ بن شیخ بقا بن عبد الوہاب بن شمس الدین بن ابو اسحٰق بن ابو الحسن بن حمید الدین بن حامد بن محمود بن احمد بن عبد القادر بن حسین احمد بن قاسم بن زین العابدین ثانی بن محمد صالح بن امام جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسےٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت فاطمۃ الزہرا و حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

کرتے رہے حضرت بابا کے بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گذرا کہ آپکے بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت بابا نے اس خطرہ سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہنچینگے۔ اُس پر ہماری نظر ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اُس کو خود شکار کروں۔ اس اثنا میں امیر کی نظر خواجہ کے روئے مبارک پر پڑی اور حضرت خواجہ کے جاذبہ توجہ اور تصرف نے امیر کو مسخر کر لیا۔ وہاں سے پھر حضرت خواجہ روانہ ہوگئے اور امیر بے طاقت ہو کر معرکہ کو چھوڑ حضرت خواجہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب حضرت خواجہ اپنے گھر پہنچ گئے تو حضرت امیر کو اپنی خلوت خاص میں لے جا کر طریقہ عالیہ کی تلقین فرمائی اور امیر کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد سے حضرت امیر کبھی کشتی کے دنگل میں اور بازار کی سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ اور تیئیس ۲۳ سال تک ہمیشہ حضرت بابا کی خدمت میں حاضر رہے ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو قریہ سوخار سے سماس کو تشریف لیجاتے تھے، اور حضرت بابا کی خدمت میں مشرف ہوتے اور واپس آجاتے۔ اِن دونوں گاؤں کا فاصلہ پانچ کوس کا ہے۔ آپ اس آنے جانے کی مدت میں حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ میں مشغول رہتے اِس طرح کہ کوئی شخص مطلع نہ ہوسکے یہاں تک کہ آپنے حضرت خواجہ کی تربیت میں تکمیل اور ارشاد کی دولت کو حاصل کر لیا۔ حضرت امیر کی صحبت کی دولت سے چار شخص مرتبہ تکمیل سلوک اور جلالت کو پہنچے۔ آپکے تمام مریدوں کی تعداد ایک سو چودہ یا اس سے زیادہ تھی ٭

کرامت۔ حضرت امیر کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے۔ اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو سخت درد پیدا ہوتا تھا جب یہ کیفیت کئی بار گذری تو مَیں سمجھ گئی کہ اس درد کا سبب یہ بچہ ہے۔ جو حمل میں ہے اِس کے بعد مَیں کھانے میں بہت احتیاط کرنے لگی اور اس کی ولادت کی منتظر رہی ٭

کرامت۔ اسی زمانہ میں جب کہ حضرت امیر کلال نوجوانی میں کشتی لڑتے تھے آپکے گرد معرکہ اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا۔ ایک روز ناشناکشتی میں ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ یہ سید زادہ صحیح النسب کشتی کیوں لڑتے ہیں۔ اور زور آزمائی کرتے ہیں۔ جو اوباشوں کا طریقہ ہے اُس کو وہیں اکھاڑہ میں نیند آگئی کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کیچڑ اور مٹی میں پھنسگیا۔ اور مضطرب ہے اتنے میں حضرت امیر کلال آئے۔ اور اُس کے دونو بازو پکڑ کر آسانی کے ساتھ اُس کیچڑ میں سے نکال لائے جب وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو

آپ نے فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کے لئے کرتے ہیں ✦

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کے سوا حضرت امیر کلال قدس سرہ کے اور تین خلیفہ فاضل و کامل تھے۔ جو حضرت بابا کے بعد سالکوں اور مریدوں کی ہدایت و تربیت میں مشغول رہے۔ ایک خواجہ صوفی سوخاری مولد و مرقد قریہ سوخار ہے جو شہر بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرے خواجہ محمود سماسی جو خواجہ بابا کے فرزند تھے۔ تیسرے مولانا علی دانشمند قدس اللہ اسرارہم ✦

آپ کی وفات بروز پنجشنبہ بتاریخ ۸ رجمادی الاوّل ۷۷۲ھ ہجری بوقت نماز فجر ہوئی۔ مزار شریف قصبہ سوخار میں ہے ✦

حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدّین نقشبند قدس سرّہٗ کے حالات

اس مرکز دائرہ قطبیت کا بظاہر حضرت امیر کلال قدس سرہ سے انتساب ہے مگر حقیقتاً آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ تعالےٰ سرہ کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ اور اسی سردار سلسلہ خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی روحانیت سے آپ کی تربیت باطنی ہوئی۔ حضرت امیر کلال نے اپنے اخیر وقت میں اپنے تمام مریدوں کو حضرت خواجہ کی پیروی کرنے کے لئے حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ خواجہ بہاؤالدین ذکر جہری میں آپ کی متابعت نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب پر جو کچھ گذرتا ہے وہ حکمت الٰہی پر مبنی ہے ان کا اسمیں کچھ اختیار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا ع

اے ہمہ تو من کیم چیست آنکہ تو دانند داری

یعنی جو کچھ ہے سو تو ہی تو ہے میں کیا چیز ہوں۔ جیسا کہ تو مناسب جانتا ہے رکھتا ہے ✦

اور فرمایا کہ تم نے خلفا خواجگان کا یہ کلام نہیں سُنا کہ اگر تجھ کو بغیر تیرے باہر نکالیں تو تو خوف مت کر اور اگر تو خود باہر نکلا ہے تو تو خوف کر۔ حضرت خواجہ کی جائے پیدائش و وفات قصر عارفان ہے۔ جو بخارا سے ایک کوس پر ایک گاؤں ہے ✦

آپ کی ولادت باسعادت ۴ رماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔ زمانہ لڑکپن سے ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار آپ کی جبین مبارک سے ظاہر و آشکار تھے۔ خواجہ بابائے سماسی قدس سرہ نے آپ کے ظہور کی بشارت آپ کی پیدائش سے پہلے دی تھی

اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور آپکی تربیت سید امیر کلال قدس سرہٗ کے حوالہ کی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ چونکہ حضرت خواجہ طریقت میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی طرف سے اویسیت پر عمل کرنے کے لئے مامور تھے جیسا کہ آگے آئیگا۔ اس لئے آپ نے ذکر خفی اختیار فرمایا۔ اگرچہ کہ بزرگان سلسلہ خواجہ محمود نعنوی کے زمانہ سے سید امیر کلال کے زمانہ تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرتے رہے ہیں لیکن جونہی مریدان حضرت امیر کلال ذکر جہری شروع کرتے جناب خواجہ حلقہ ذکر سے اُٹھ جاتے آپکا یہ طرز عمل حضرت امیر کلال کے مریدوں کو ناگوار ہوتا چنانچہ آپ کی خدمت میں شکایت کی گئی کہ خواجہ آپکا اتباع اور اطاعت نہیں کرتے۔ مگر حضرت امیر کی توجہ اور التفات حضرت خواجہ کی طرف بڑھتی جاتی تھی اور حضرت خواجہ بھی امیر کی خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ ادب کا اُٹھا نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ سر تسلیم حضرت امیر کے آستانہ ارادت پر رکھتے اور آپ کی پیروی کرتے تھے۔

ایک روز حضرت امیر قدس سرہٗ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے جمع کثیر اور جم غفیر میں جو کہ تقریباً پانسو آدمی مسجد اور جماعت خانہ کی تعمیر کے لئے قریہ سوخار میں جمع ہوئے تھے ارشاد فرمایا کہ اے دوستو! میرے فرزند خواجہ بہاؤالدین کے بارہ میں تم بدگمانی کرتے ہو۔ تم نے اُس کو نہیں پہچانا۔ ہمیشہ خدائے پاک کی نظر خاص اُس کے شامل ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہٗ کی نظر کے تابع ہے۔ بلکہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ کو طلب کر کے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین کہ میں حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہٗ کی وصیت جو تمہاری بابت اُنہوں نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کی ہے تم بھی میرے فرزند بہاؤالدین کی ویسی ہی تعلیم و تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا میں نے پوری پوری تعمیل کی۔ پھر آپ نے سینۂ بے کینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنے پستان کو خشک کر لیا۔ اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر نکل گیا ہے۔ مگر تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند پرواز واقع ہوا ہے اب تم کو اجازت ہے کہ جہان سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے۔ ترک و تاجیک سے طلب کرو اور اپنی ہمت کے بموجب طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی سے نہ کرو۔

ہمارے حضرت مجددی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ

نے تحصیل جذبۂ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا اور فنا فی اللہ وبقا باللہ سے مشرف ہوئے اور یہ مرتبہ ولایت کا ہے پھر آپ مقام شہادت پر جو ولایت سے بالا ہے گئے۔ اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے ہے۔ اس کے بعد آپنے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے اسی نسبت شہادت کے ذریعہ سے عروج فرمایا اور مقام صدیقیت کی انتہا تک پہنچے۔ اور باوجود ان درجات کمال اور تکمیل کے حاصل کر لینے کے آپ معیت ذاتیہ کے راہ سے گئے۔ جس سے حضرت امیرالمومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ غیب ہویت تک پہنچے ہیں اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے جس میں ستہلک ہونا ولایت خاصہ محمدیہ (علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کی انتہا ہے۔ اور حضرت خواجہ سات سال تک مولانا عارف قدس سرہٗ کے ساتھ رہے ہیں۔ جو حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت امیر کلال نے حضرت خواجہ سے برسوں پہلے ان کو تربیت دی تھی اور صاحب تصرف و کرامت تھے۔ اور آپ اُن کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے ہیں۔ اور بہت کچھ آپ قثم شیخ اور خلیل اتا قدس سرہٗ اللہ اسرارہما کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ اور بارہ سال تک آپ اپنے شیخ آتا کی صحبت میں عمر بسر کی دوبارہ سفر حجاز کو تشریف لیگئے۔ اور ہرات میں آکر خاص مولانا زین الدین ابی بکر تابادی قدس سرہٗ کی ملاقات کیلئے تاباد تک گئے اور تین روز تک انکی صحبت میں رہے۔ اور خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو معہ تمام ہمراہیوں کے باورد کے رستہ سے نیشاپور کی طرف بھیجدیا۔ پھر آپ حجاز کو روانہ ہوئے اور نیشاپور میں ہمراہیوں سے جا ملے۔ اور واپسی میں چند روز شہر مرو میں رہے۔ پھر بخارا میں تشریف لائے اور پھر آخر عمر تک بخارا ہی میں رہے جس وقت حضرت خواجہ مولانا زین الدین کی ملاقات کیلئے تشریف لیگئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا اوراد جہریہ میں مشغول ہوئے۔ اور حضرت خواجہ بھی آکر بیٹھ گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو۔ یعنی ہمارے حال پر توجہ کرو۔ حضرت خواجہ نے بطور تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی۔ اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی۔ تین دن تک آپنے اُنپر توجہ فرمائی۔ غالباً اُسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا تھا۔ اس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔ اور چونکہ نقشبند

صوت دہندہ اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اس لئے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہ ربّ العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔ چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرّہٗ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول جو اس آیت میں وارد ہوا ہے کہ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اے رب دکھا دے مجھ کو کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کیا تو ابھی ایمان نہیں لایا (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ میں ایمان تو لایا ہوں مگر دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے، مراد اس اطمینان قلب سے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مظہرِ صفت احیاء و تکوین بننا چاہتے تھے۔

اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر قدس سرّہٗ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں بعد ذکر فنا کے جو احوال اولیاء و ابدال کی انتہا ہے، فرمایا ہے کہ ثُمَّ یُرَدُّ اِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ فَیُکَوِّنُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی پھر اُس پر صفت تکوین وارد ہوتی ہے پس پیدا کرتا ہے جس چیز کو کہ چاہے اللہ تعالےٰ کے حکم سے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے یَا بَنِیْ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنی۔ اِنِّیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اے آدم کی اولاد میں خدا ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی میں تجھ کو ایسا بنا دینا چاہتا ہوں کہ جب تو کسی چیز کے واسطے "ہو جا" کہے تو وہ ہو جائے۔

اکابر اولیا کے قرار دادہ امور میں سے یہ بات ہے کہ بعض عارفوں کو اس امر کی قدرت دی گئی ہے۔ کہ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کر دیتے ہیں مگر عارف کے پیدا کئے ہوئے اور خدا کے پیدا کئے ہوئے میں یہ فرق ہے کہ عارف کا پیدا کیا ہوا عالم شہادت میں اس وقت باقی رہتا ہے۔ جب تک عارف کی توجہ عالمِ مثال یا عالمِ شہادت میں اُس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ اور جب توجہ جدا ہو جاتی ہے تو وہ موجود بھی فوراً معدوم ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہٗ سے زندہ کرنے اور مارنے اور پیدا کرنے کی خوارق اور کرامتیں بہت سی واقع ہوئی ہیں۔ چنانچہ اُن کا بیان آگے آئیگا۔ حضرت خواجہ اعمال اور نوافل کے بارہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اس طرح بیان کیا ہے

کہ آپ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ نماز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض رہی ہے اور آخر میں نفل ہوگئی ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہمیشہ فرض رہی نفل نہیں ہوئی۔ اور مقام محمود کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادائے نماز تہجد سے وابستہ تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دعائیں جو بیداری کے وقت کے لئے مروی ہیں پڑھتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر استغفار میں مشغول ہوتے اُس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے۔ اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ رُوبقبلہ ہو کر تکیہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ اِس کے بعد وضوء جدید کر کے صبح کی سُنّتیں اور فرض ادا کرتے۔ اور وہ دعائیں جو مسجد کے راستہ اور مسجد داخل ہونے کے لئے مروی ہیں، پڑھتے۔ اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔ اُس وقت دو رکعت نماز ادا کرتے ✦

کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ بِجَمَاعَۃٍ[۱] ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی طَلَعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ تَامَّۃٍ۔ جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور خدا کا ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے۔ اور پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملے ✦

اِس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیتِ استخارہ ادا کرتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْکَعْ لِیْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ اَوَّلِ النَّہَارِ اَکْفِکَ اٰخِرَہٗ۔ اے آدم کی اولاد میرے لئے دو رکعتیں شروع دن میں ادا کر تو مَیں آخر دن تک تیرے لئے کفایت کرونگا ✦

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاہُ حِیْنَ[۲] یَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ لَا یَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَ لَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جا نماز پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور سوائے کلمۂ الخیر کے اور کچھ نہ بولے تو اُس کی خطائیں بخش دیجائینگی۔ اگرچہ کفِ دریا سے زیادہ ہوں ✦

۱؎ صحیح مسلم و بخاری نے متعدد راویوں سے نیز دیگر کتب صحاح میں اس کو نقل کیا گیا ہے ۱۲ ۲؎ صحاح ستہ نے اس حدیث کو متعدد راویوں سے نقل کیا ہے ✦

اور بعض علما نے آیت وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی نماز اشراق ادا کرتے تھے۔ اور جب آفتاب بلند ہو جاتا اور زمین گرم ہو جاتی تو آپ نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتے۔ کبھی آٹھ اور کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک عدد کے بارہ میں احادیث وارد ہیں ؛

اور تفسیر آیہ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ مراد اس سے نماز چاشت ہے۔ اس نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ سنگ ریزے گرم ہو جائیں اور آپ چھ رکعتیں نماز مغرب کی سنتوں کے بعد تین سلام سے کرتے تھے ؛

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوے اللہ کی نفی ہے۔ اور ہماری نماز خدا کا دیدار ہے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے ؎

تا روے تو دیدہ ام من اے شمع طراز — نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز — چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

ترجمہ رباعی

جب تک کہ تیرا دیدار پیش نظر ہے نہ کوئی کام ہو سکتا ہے اور نہ کسی صوم صلوٰۃ کی ادائی۔ تیرا دیدار ہی میری نماز ہے۔ اور تیری جدائی میرے لئے بڑا گناہ ہے ؛

مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شہود کے حصول اور مقصود تک واصل ہو جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی بارگاہ کے لائق کوئی عبادت ادا نہیں ہو سکتی۔ بفحوائے آیہ شریفہ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اس کی تعظیم کما حقہ، بجا نہیں لائی جا سکتی ہے ؛

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت خلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں ہو سکتی اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ؎

ساقی قدحے کہ نیم مستیم — مخمور صباحی الستیم
مارا تو بجام ماں کہ تا ما — با خویشتنیم بت پرستیم

ترجمہ یوں تو ہم شراب الست سے پہلے ہی سے مخمور ہیں۔ مگر ایک جام ساقی اور دے تاکہ ہم بالکل بے خبر ہو جائیں۔ ہم کو ہماری خودی سے چھوڑ دے کہ جب تک ہم اس قید میں پھنسے ہونگے۔ خدا پرستی سے دُور رہینگے ؛

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ درویش دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعضے ریاضتیں اور مجاہدے کر کے نتائج مانگتے ہیں۔ اور بالآخر پا لیتے ہیں اور اپنے مقصد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور بعض فضلی ہیں جو محض فضل خدائے بزرگ و برتر کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور طاعت و ریاضت کی توفیق کو بھی اسی کا فضل و کرم سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اَلْحَقِیْقَۃُ تَرْکُ مُلَاحِظَۃِ الْعَمَلِ لَا تَرْکُ الْعَمَلِ اصل بات یہ ہے کہ نیک کاموں کا گھمنڈ بھی کرے نہ یہ بات کہ نیک کاموں کے کرنے کو ترک کر دے۔

شیخ الاسلام ھروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ عمل نیک کو مت چھوڑو۔ مگر اس کو قیمتی چیز مت جانو۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ فضل الٰہی سے مجھ کو مقام بے صفتی میں پہنچکر بیس برس گذر گئے ؎

تا در صفتیم جملہ ما تیم ہمہ
چوں رفت صفت علین چیا تیم ہمہ

ترجمہ۔ جب تک کہ ہم کسی صفت کے پابند ہیں کچھ نہیں ہیں۔ جب یہ بات نہ رہے سب کچھ ہیں، ایک مدت تک دو عقلمندوں باریک نظر اور تیز بینائی والوں کے ساتھ اتفاق ہمراہی کا رہا ہے۔ مگر وہ ہم کو (ہمارے مقام کو) باوجود بڑے میل ملاپ اور محبت و خلاص کے پہچان نہ سکے۔ کیونکہ بندہ جب بے صفتی کو پہنچتا ہے تو اُس کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاصکر رسمی درویشوں کے لئے ؎

مردانِ رہش ہمتِ دیدہ روند
زاں در رہِ او ہیچ اثر پیدا نیست

ترجمہ۔ مردانِ خدا دید کی ہمت سے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ جب کہ اس میں انکی خودی کا ایک شمّہ بھی باقی نہیں رہتا۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جب میں کعبہ شریف کے سفر سے واپس آیا تو ملک طوس میں پہنچا۔ خواجہ علاؤ الدین معہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کے بخارا سے استقبال کے لئے آئے۔ اور شاہ معز الدین حسین والئے ہرات کا ایک خط ایک قاصد کے ذریعہ سے ہم کو پہنچا خط کا مضمون یہ تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ شرف ملاقات سے مشرف ہوؤں۔ اور میرا آنا مشکل ہے پس بحکم موجب اس آیت کے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ سائل کو مت جھڑکو اور بمقتضا اس کے کہ اِذَا رَاَیْتَ لِیْ طَالِبًا فَکُنْ لَہٗ خَادِمًا جب تو میرے کسی طالب کو دیکھے تو اُس کا خادم بن جا ہم ہرات

کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب ہم بادشاہ کے پاس پہنچے تو فقرا کی مراسم تعظیم کی ادائی کے بعد صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو درویشی بطور سجادگی کے آپ کے بزرگوں سے پہنچی ہے میں نے کہا نہیں پھر کہا کیا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکر جہر کرتے ہیں میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا درویشی تو انہیں کاموں کو کہتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اِن میں سے کچھ بھی نہیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خدائے پاک کا جذبہ عنایت بغایت جب مجھے پہنچا تو اُس نے بلا ریاضت کے مجھ کو قبول فرما لیا۔ میں باشارۂ الٰہی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اس طریق کے بزرگوں سے فیض پایا۔ اُن کے طریق میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا اُن کے طریقہ میں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا وہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور باطن میں حق کے ساتھ اُس نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے میں نے کہا ہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ مردانِ خدا وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی +

خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ارشاد ہے۔ کہ "خلوت در انجمن اور سفر در وطن اور ہوش در دم اور نظر بر قدم" پھر میں نے کہا کہ جو کچھ کہ حضورِ خدا اور ذوق سماع میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ مگر وقوف قلبی کی مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے۔ اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے ؎

گرمی مجوے اِلّا از آتشِ درونی

(ترجمہ) گرمی اندرونی آگ کے سوا اور کسی چیز سے مت حاصل کرو

ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہو سکتی ہے۔ اور وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ خود دل بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابرِ طریقت کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو اس کا علم باقی ہے کہ وہ ذکر کر رہا ہے (یعنی محویت نہ ہو) تو جان لے تو کہ وہ ابھی غافل ہے۔ آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً ذکر کر تو پروردگار کا دل میں زاری اور خوف کے ساتھ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے لَا تُظْهِرْ ذِكْرَكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبَ لَهٗ عِوَضًا تو ذکر کو اپنے نفس پر ظاہر مت کر ورنہ اس کا معاوضہ طلب کریگا۔ بعض اکابر اولیا نے کہا ہے کہ ذِكْرُ اللِّسَانِ هَذَيَانٌ وَّذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ زبان کا ذکر بکواس ہے اور قلب کا ذکر وسواس ہے۔ اور یہ بیت فرمائی ؎

دل را گفتم بیاد او دلشاد کنم ‌‌‌ چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ترجمہ - میں نے دل سے کہا کہ تجھ کو اس کی یاد سے خوش کروں۔ اگر یادل نے جواب دیا جب میں بالکل اس میں محو ہوں تو پھر کس کی یاد کروں ۔

نقل ہے - کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ بادشاہ کی درخواست پر ہرات تشریف لے گئے اور بادشاہ کے محل میں اترے جس شخص کے پاس سے آپ گذرتے اور اس کو دیکھتے وہ خود رفتہ ہو جاتا یعنی دربان اور خدام اور احشام اور سرداران وارکان اور مصاحبین اور وزرا وغیرہ ۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالے اسرارہم کی تصوف میں چار طرح کی نسبتیں ہیں ۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے زیادہ کرے اللہ تعالے زیادہ کرے ان کے علم اور حکمت کو ، دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ سے پاک کرے اللہ تعالے ان کے اسرار کو ، تیسرے سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید قدس سرہ سے جو حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے ان کو ہے ، چوتھے امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں ۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہ کریں کیونکہ یہ مخلوق کے واقف ہونے کا ذریعہ ہے ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو اپنی گردن جھکائے ہوئے بیٹھا تھا فرمایا کہ یَا اَبَا الْعُنُقِ اِرْفَعْ عُنُقَكَ یا ابا العنق اپنی گردن کو اٹھاؤ ، پس ذکر میں اس طرح سے مشغول ہو کہ کوئی شخص اہل مجلس سے اس کے حال سے واقف ہو سکے ۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ اَلذِّكْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا رُفِعَتِ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاكِرٌ وَاِنْ سَكَتَّ آپ فرماتے ہیں کہ ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں ۔ جب غفلت دور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تو ذاکر ہے ۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے ۔ کھانے اور پینے ، کہنے ، سننے ، چلنے پھرنے ، خریدنے ، بیچنے ، اور عبادت کرنے نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے اور کتابت کرنے سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں ۔ چاہئے کہ پلک مارنے میں بھی خدائے تعالے سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو ۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی ‌‌‌ شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ترجمہ بیت :- ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اُس دوست سے غافل نہ ہو۔ مبادا وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو +

اکابر طریقت قدس اللہ اسرارہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ غُمِضَ عَيْنَهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى طَرْفَةَ عَيْنٍ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ طُوْلَ عُمْرِهٖ جو شخص بقدر پلک مارنے کے اللہ تعالیٰ سے غافل رہا وہ عمر بھر اُس تک پہنچ سکیگا۔ باطن کو نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے مگر حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عنایت خاصانِ حق کی تربیت سے جلد حاصل ہو جاتی ہے ؎

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق | گر ملک باشد سیاہست ش ورق

خدا اور خاصانِ خدا کی عنایت کے بغیر فرشتہ خصلت آدمی کے بھی نامۂ اعمال کی سیاہی دور نہیں ہو سکتی، اور ایسے دوستانِ خدا جو ہم سبق ہوں اور اُن میں باہم کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اصول صحبت کے پابند ہو تو اُن کی صحبت میں مقصود جلد حاصل ہوتا ہے اور پیر کامل و مکمل کی ایک توجہ کی برکت سے اتنی صفائی باطن کی حاصل ہوتی ہے جو ریاضاتِ کثیرہ سے پیدا نہیں ہو سکتی جیسا کہ عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین | طعنہ زند بر چلہ نخرہ کند بردہ

ترجمہ شمس الدین کی ایک نظر شہر تبریز میں جو کام کر گئی وہ اوروں کی چلہ کشیوں اور سفتہ بھر خلوت نشینیوں پر ہنستی ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں اُن کی تین قسمیں ہیں۔ کامل اور مکمل اور مقلد۔ مکمل کی تعریف حضرت قطب المشائخ خواجہ علی ترمذی قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصانیف میں یہ کی ہے۔ کہ اس کو نبی کی ولایت سے چار حصہ ملتے ہیں اور وہ نورانی اور نور بخش ہوتا ہے۔ اور مرد کامل خود نورانی ہوتا ہے۔ مگر اوروں کیلئے نور بخش نہیں ہوتا۔ اور مرد مقلد شیخ کی تقلید سے کام کرتا ہے اور اُس کے اذن سے امیدوار ہوتا ہے۔ مگر مرد کامل کو بڑا فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تعلیم حاصل کرے تاکہ وجود مکمل کا حکم حاصل کرے اور کہا گیا ہے کہ مرشد قطب ہو گا یا خلیفہ قطب کا بہرحال جو کچھ ہو ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے جس طرح سے کہ اس کو تعلیم دی گئی ہو۔ اور اپنے پورے وقت کو ذکر میں مصروف رکھے خاصکر نماز صبح اور نماز شام کے بعد +

مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہؒ نے مجھ کو یہ وصیت فرمائی

کہ جو شخص صبح اور شام ذکر میں مشغول رہے وہ ذاکرین ضدا میں داخل ہوتا ہے۔ بامداد و شبانگاہ ذکر گوید اور اس کا شمار بموجب آیت شریف غافلوں میں نہ رہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں زاری اور خوف کے ساتھ نہ کہ بلند آواز سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے مت ہو۔

بعض مفسروں نے کہا ہے کہ صبح اور شام سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو اور غافلوں میں مت ہو۔

دوسری آیت یہ ہے کہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ اپنے پروردگار کو مسکینی کے ساتھ پوشیدہ پکارو کہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام ہمسفر تھے جب بلند جگہ پر پہنچے تو صحابہ نے بلند آواز سے تکبیر اور تہلیل کہی۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ غَائِبًا وَّلَا اَصَمًّا اِنَّكُمْ لَتَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا اے لوگو ڈرو اپنی جانوں پر کیونکہ تم بہرے اور غائب شخص کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم ایسے کو پکار رہے ہو جو سننے والا ہے اور نزدیک ہے، اِس پر علما اور مشائخ کا اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل اور اولیٰ ہے! اور کہا گیا ہے کہ فرشتے ذکر بلند آواز سے نہیں کرتے ہیں۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر کلال قدس سرہٗ نے مجھ کو اجازت دی کہ ترک و تاجیک سے طلب کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آتا قدس سرہٗ جو اکابر اولیا میں سے تھے۔ مجھ کو ایک درویش کے سپرد کر رہے ہیں جب میں بیدار ہوا تو اُس درویش کی صورت میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ میری ایک صالح دادی تھیں۔ میں نے اُن سے اپنی خواب بیان کی اُنہوں نے کہا کہ اے فرزند تجھ کو مشائخین ترک سے کچھ فیض پہنچیگا۔ چنانچہ میں ہمیشہ اُس درویش کا جویاں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اُس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو پہچانا اُس کا نام خلیل تھا۔ مگر اس ملاقات میں اُس کی صحبت میسر نہ ہو سکی۔ جب میں مکان پر پہنچا تو ایک قاصد آیا اور کہا کہ خلیل درویش تم کو بلا رہے ہیں میں

فوراً کچھ تحفہ اپنے ساتھ لے کر نہایت شوق اور عقیدت سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ اپنی خواب اُن سے بیان کروں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ بیان کرنے کی کیا ضرورت۔ اُن کے اس اشراق سے میں بہت متاثر ہوا اور اُنکی صحبت کا اشتیاق مجھ کو بہت بڑھ گیا۔ اُنکی مجلس میں بہت کچھ عجائب حالات ظاہر ہوئے۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں اُن کو سفر درپیش ہوا اور وہ تشریف لیگئے۔ پھر ایک مدت کے بعد مجھ کو خبر ملی کہ درویش خلیل کو مملکت ماوراء النہر کی بادشاہی ملی ہے۔ چند روز گذرنے پائے تھے کہ مجھ کو ایک مقدمہ کے مرافعہ کی ضرورت سے اُن کی سلطنت میں جانے کا سلسلہ ہوا اُس مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد اُنہوں نے مجھ کو اپنی خدمت اور صحبت کی عزت بخشی سلطنت کے زمانہ میں اُن سے بڑے بڑے حالات مشاہدہ ہوئے۔ میرے حال پر اُنہوں نے بڑی مہربانی فرمائی۔ آداب خدمت مجھ کو سکھائے اُن آداب کا حصول اس راہ کی سیر وسلوک میں مجھ کو بڑا کارآمد ہوا۔ چھ برس تک میں اس طریقہ سے اُن کی خدمت میں رہا۔ کہ دربار میں اُن کے ساتھ سلطنت کے آداب بجالاتا اور خلوت میں اُنکا محرم خاص رہتا تھا۔ اپنے خاصانِ مملکت کے سامنے اکثر وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رضائے خدا کے لئے خدمت کرتا ہے وہ مخلوق میں بزرگ مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ مگر میں یہ نہ سمجھا کہ اس کلام سے اُن کا کیا مقصد تھا اور کیا مراد تھی ●

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ میری توبہ کا سبب یہ ہوا کہ مجھ کو ایک شخص کے ساتھ محبت تھی میں ایک مرتبہ اُس کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بکمال توجہ اُس سے گفتگو کر رہا تھا کہ ایک روز میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اے بہاؤ الدین کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سب سے باز آکر ہماری درگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ ؎

عمریست کہ تا ازانِ خویشی ۔۔۔ وقت آمد ازانِ ما باشش

(ترجمہ) عمر بھر تم اپنے خیال میں پھنسے رہے۔ اب ہماری یاد میں رہنے کا وقت آگیا ●

اِس آواز سے میرا حال متغیر ہوا اور بے قرار ہو کر میں وہاں سے نکلا موسم گرمی کا تھا اور وہاں ایک نہر تھی میں پانی میں اُترا اور غسل انابت کیا اور کپڑے دھوئے اور اُسی حال میں دو رکعت نماز ادا کی جب سے اس وقت تک اس آرزو میں ہوں۔ کہ پھر کبھی ویسی نماز میسر ہو جائے مگر سالہا سال گذر گئے پھر ویسی نماز نصیب نہیں ہوئی ●

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے جذبہ میں مجھ کو ارشاد ہوا کہ تم اس رستہ کو

کس طرح طے کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں کہوں اور چاہوں وہ ہُوا کرے۔ (راہ محبوبیت) خطاب ہُوا کہ جو کچھ ہم کہیں وہ تم کو کرنا چاہیئے (راہ عاشقیت) میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ میں جو کچھ کہوں اگر وہ ہو جائے تو میں اس راستے میں قدم رکھ سکونگا۔ ورنہ مجھ سے یہ رستہ قطع نہیں ہو سکتا۔ دوبار اسی طرح کے سوال و جواب ہوئے۔ اس کے بعد سے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ پندرہ روز تک میرا حال خراب رہا۔ اور میں بالکل خشک ہو گیا نا اُمید ہو جانے کے بعد خطاب پہنچایا۔ کہ آؤ جیسے تم چاہتے ہو۔ ویسے ہی رہو +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ارادہ الٰہی کے مطابق حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذرا تھا وہ ہم پر بھی گذرا۔ آپ کے صاحبزادہ کی اُسی زمانہ میں وفات ہوئی جب کہ آپ کی زبان گوہر فشان سے یہ کلام نکلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم تک پہنچی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے ساتھ تنور میں روٹی لگائی اور تنور کے منہ کو بند فرما دیا۔ اور تھوڑی کے بعد تنور کھولا تو سب کی روٹیاں بجز آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روٹی کے پک گئیں اور آپ کی روٹی ویسی ہی خمیر تھی۔ ہم نے بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں تنور میں روٹیاں لگائیں سب فقیروں کی روٹیاں پک گئیں اور ہماری روٹی ویسی ہی خمیر رہی +

راقم کتاب حضرات القدس فقیر حقیر بدرالدین بن شیخ ابراہیم قدس اسرارہما سرہندی کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کے خمیر رہنے کا راز یہ ہے کہ جس روٹی کو سردار کونین شفیع جن و انس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک چھوئے آگ کی کیا مجال کہ اُس میں اثر کر سکے۔ اور بغرض اتباع حضرت خواجہ کے لئے بھی ویسا ہی پیش آیا اور حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے آپ کو بھی اُس مرتبہ تک پہنچایا گیا +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابتداء احوال و غلبات اور جذبات و بیقراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا۔ اور ہر مزار پر جاتا تھا ایک رات تبرک تین مزاروں پر پہنچا اور جس مزار پر میں جاتا اُس پر ایک چراغ روشن نظر آتا۔ اور چراغدان تیل اور بتی سے بھرا ہُوا تھا۔ مگر بتی کو تھوڑی سی حرکت دینی پڑتی تا کہ تیل سے باہر آ جائے اور روشنی از سر نو تازہ ہو جائے۔ شروع رات میں حضرت عبدالواسع قدس سرہ کے مزار پر

پہنچا وہاں سے اشارہ ہوا کہ مزار خواجہ احمد اجغرنوی قدس سرہٗ پر جانا چاہیئے۔ جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں دو تلواریں میری کمر سے باندھی گئیں۔ اور ایک گھوڑے پر مجھ کو بٹھایا گیا۔ اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزدغن قدس سرہٗ کے مزار کی طرف پھیر کر مجھ کو روانہ کر دیا گیا۔ آخرکار میں اُن بزرگ کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی ویسا ہی چراغ نظر آیا۔ میں نے اُس کی بتی بھی اونچی کی اور قبلہ رُو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور بے خبر ہو گیا۔ اُس بے خودی میں میں نے دیکھا کہ جانب قبلہ کی دیوار شق ہو گئی اور ایک بڑا تخت نظر آیا جس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ ایک سبز پردہ اُن کے سامنے کھینچا ہوا تھا۔ اور اُس تخت کے گرداگرد ایک جماعت حاضر تھی اُس جماعت میں سے میں نے حضرت بابائے سماسی قدس سرہٗ کو پہچانا۔ تو میں جان لیا کہ یہ سب لوگ انتقال کئے ہوئے ہیں۔

مگر مجھ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ بزرگ کون ہیں اور یہ جماعت کن لوگوں کی ہے اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ بزرگ خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس سرہٗ ہیں۔ اور یہ جماعت آپ کے خلفاء کی ہے۔ اور اُن کے نام مجھ کو شمار کرائے اور ایک کی طرف اُن میں سے اشارہ کیا کہ یہ خواجہ محمد صدیق ہیں اور یہ خواجہ اولیاء کبیر ہیں اور یہ خواجہ عارف ریوگری اور یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں اور خواجہ رامیتنی جب خواجہ محمد باباسماسی تک پہنچا تو کہا کہ تم نے اِن کو حالتِ زندگی میں دیکھا ہے یہ تمہارے پیر ہیں اور انہوں نے تجھ کو اپنی ٹوپی بھی عطا کی تھی میں نے کہا کہ میں اِن کو پہچانتا ہوں۔ اور ٹوپی کے قصہ کو ایک مدت گذر گئی میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے اُنہوں نے کہا کہ وہ تمہارے گھر میں موجود ہے تم کو یہ خصوصیت عطا کی گئی ہے کہ جو بلا کہ دنیا میں کسی پر نازل ہو تمہاری برکت سے دفع ہو جائیگی۔ پھر اُس جماعت نے مجھ سے کہا کہ کان لگاؤ اور اچھی طرح سنو کہ حضرت عبدالخالق عجدوانی قدس سرہٗ کچھ تم سے ارشاد فرماتینگے۔ جو سلوک طریق حق میں تمہارے لئے نہایت ضروری ہیں۔ میں نے کہا کہ میں حضرت خواجہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں۔ پس وہ سبز پردہ میرے سامنے سے اٹھا لیا گیا میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ حضرت خواجہ نے چند ارشادات ایسے فرمائے جو ہر ایک مرتبہ سلوک ابتداء اور اوسط اور انتہا کے لئے نہایت کارآمد ہیں اُن میں سے ایک یہ بات تھی کہ وہ چراغدان جو تیل سے بھرا ہوا تم نے دیکھا تھا اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تم اِس طریقہ کے حصول کی استعداد اور قابلیت کے بموجب عمل کرو کہ مقصود حاصل ہو۔ دوسرا ارشاد یہ تھا

جس میں آپ نے مبالغہ کیساتھ یہ تاکید فرمائی کہ کسی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر رکھنا چاہئے۔ اور عزیمت و سنت پر عمل کرنا اور رخصت اور بدعت سے دور رہنا اور احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہئے اور اخبارِ رسول اور آثارِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالے علیہم اجمعین کے متلاشی رہنا لازم ہے اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد خلفاء حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ نے مجھ سے کہا کہ اس حال کی سچائی اور اس گفتگو کی حقیقت پر شاہد یہ امر ہے کہ آپ مولانا شمس الدین ایکنوی کے پاس جائیے اور اُن سے فرمائیے کہ فلاں ترک نے سقا پر دعوٰے کیا ہے اور حق اس ترک کی طرف ہے مگر آپ سقا کی طرف رعایت کر رہے ہیں اگر سقا ترک کے دعوٰے کے حق ہونے سے انکار کرے تو آپ سقا سے فرمائیے کہ "اے سقائے تشنہ" وہ اس کلام سے سمجھ جائیگا۔ اور دوسرا شاہد یہ ہے کہ سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ اور جب وہ حاملہ ہوئی تو حمل کو ساقط کر دیا۔ اور بچہ کو فلاں موضع میں دفن کر دیا۔ اس پیام کے پہنچانے کے بعد دوسرے دن صبح کے وقت تین عدد مویشی لیجئے اور ریگستان ملک مرو کی راہ سے شہر نسف کی طرف متوجہ ہوئیے اور جب آپ پشتہ سے پار ہو جائیں۔ تو ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوگی۔ وہ ایک گرم روٹی آپ کو دیگا آپ اس کو لے لیں۔ اور اُس سے کوئی بات نہ کریں۔ اور ایک قافلہ ملیگا اُس میں سے ایک سوار سے آپ کی ملاقات ہوگی آپ اس کو نصیحت کرنا وہ آپکے ہاتھ پر توبہ کریگا۔ اور حضرت عزیزان کی کلاہ جو آپ کے پاس ہے اس کو آپ سید امیر کلال کی خدمت میں لے۔ پھر اس جماعت نے مجھ کو حرکت دی۔ اور مجھ کو ہوش میں لے آئی۔ میں اُس کی صبح کو عجلت کے ساتھ مکان پر گیا۔ اور اپنے متعلقین سے ٹوپی کا قصہ پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ ایک مدت سے وہ کلاہ فلاں مقام پر ہے جب حضرت عزیزانؒ کی کلاہ پر میری نظر پڑی تو میرا حال متغیر ہوا اور میں بہت دیر تک روتا رہا۔ پس صبح کی نماز مولانا شمس الدین ایکنوی قدس سرہٗ کی مسجد میں ادا کر کے مولانا سے سارا قصہ بیان کیا۔ وہ بہت متحیر ہوئے۔ سقا حاضر خدمت تھا وہ ترک مدعی کے دعوٰی کی حقیقت سے منکر ہوا۔ میں نے سقا سے کہا کہ میرا ایک گواہ یہ ہے کہ تو "سقائے تشنہ ہے" تجھ کو عالم معنٰے سے کچھ حصہ نہیں ملا ہے۔ پھر میں نے سقا کے زنا کرنے اور حمل کو ساقط کرکے اُس کے دفن کرنے کا قصہ بھی موقع سے عرض کیا۔ مولانا اور حضار مسجد اس مقام کو تشریف لیگئے اور جستجو کی تو بچہ اُس مقام سے برآمد ہوا۔ سقا نے اپنے قصور پر نادم ہو کر معافی چاہی

دوسرے دن اشراق کے وقت مَیں نے تین عدد مویشی لئے اور مَیں براہِ مرو نسف کی طرف متوجہ ہوا۔ میری روانگی کی خبر پاکر مولانا نے مجھ کو طلب کیا اور بہت کچھ التفات فرمائی اور کہا کہ تجھ میں طلب کا درد پیدا ہُوا ہے اور اِس درد کی دوا میرے پاس ہے تم یہیں ٹھیر جاؤ تاکہ مَیں تمہاری تربیت کروں۔ مولانا کے اس ارشاد کے جواب میں میری زبان سے یہ نکلا کہ مَیں دوسروں کا فرزند ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ پستانِ تربیت میرے منہ میں رکھیں اور مَیں اُس کے سر کو کاٹوں۔ یہ سُنکر مولانا خاموش ہو رہے اور مجھ کو جانے کی اجازت دیدی۔

اُسی روز صبح کو مَیں نے اپنی کمر مضبوط باندھی اور دو آدمیوں سے مَیں نے کہا کہ دو خوف سے میری کمر کو زور سے کھینچیں۔ اُس کے بعد میں روانہ ہو گیا پشتہ کے پار ہو جانے کے بعد ایک پیر مرد سے ملاقات ہوئی اور اُس نے ایک گرم روٹی مجھے دی۔ مَیں نے وہ لے اور اُن سے کوئی بات نہ کی وہاں سے روانہ ہوا اور اس کے بعد مَیں ایک قافلہ سے جا ملا قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ مَیں نے کہا اکنہ سے اُنہوں نے پوچھا کہ تم کس وقت وہاں سے چلے ہو۔ مَیں نے کہا کہ طلوعِ آفتاب کے وقت اور جس وقت کہ مَیں اُن لوگوں سے ملا تھا چاشت کا وقت تھا۔ وہ لوگ متعجب ہو کر کہنے لگے کہ ہم اس گاؤں سے سرِ شام نکلے ہیں۔ جب مَیں اُن کے پاس سے آگے بڑھا۔ تو وہ سوار میرے پاس آیا اور اُس نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کون ہیں مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے مَیں نے کہا کہ مَیں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر تجھے توبہ کرنی چاہئے۔ وہ سُنتے ہی فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا اور التجا کرکے اُس نے توبہ کی۔ وہ سوار اپنے ساتھ بہت سی شراب رکھتا تھا سب شراب پھینکدی۔

مَیں وہاں سے حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپ کی ملاقات سے مشرف ہُوا۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی کلاہ شریف آپ کی خدمت میں گذرانی امیر نے بہت کچھ توجہ کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ ٹوپی حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی ہے مَیں نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ یہ اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کلاہ کو درمیان دو پردوں کے محفوظ رکھو مَیں نے قبول کیا اور کلاہ لے لی۔

پھر جناب سید امیر کلال قدس سرہٗ نے مجھ کو ذکرِ خفی نفی و اثبات میں مشغول فرمایا۔ مَیں آپ کے ارشاد کے مطابق اس ذکر اور عمل بہ عزیمت میں مصروف رہا۔ اور ذکرِ جہر ترک کر دیا۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ منازل اور مقامات کو طے کرنے کے زمانہ میں دو مرتبہ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا سا حال مجھ میں دو مرتبہ پیدا ہوا اور قریب تھا کہ میری زبان سے صدا نکلے جو حضرت منصورؒ کی زبان سے نکلی تھی۔ وہاں تو ایک ہی دار تھی مگر میں دو مرتبہ اپنے آپ کو اس دار پر لیگیا اور کہا کہ تیری جگہ اسی دار پر ہے فضل الٰہی سے یہ منزل طے ہو گئی۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس شوق و ذوق کے غلبہ کے زمانہ میں ایک روز بخارا سے قسف کی طرف جا رہا تھا اور صحبت سید امیر کلال سے مستفید ہو کر جب میں جعفرانی کے مسافر خانہ میں پہنچا تو حضرت خضر علیہ السلام ایک سوار کی صورت میں گلہ بانوں کی طرح ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے اور ٹوپی نمدہ کی اوڑھے ہوئے میرے پاس آئے اور وہ لکڑی میرے کو ماری۔ اور ترکی زبان میں کہا کہ تو نے گھوڑوں کو دیکھا۔ میں نے اُن سے کچھ نہ کہا حالانکہ کئی مرتبہ انہوں نے میرا سامنا کیا اور اِس اِس طرح سے پیش آئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں آپ خضر ہیں آپ سرائے قراول تک میرے پیچھے پیچھے آئے اور مجھ سے فرمایا آئیے تھوڑی دیر ہم اور آپ ہم صحبت رہیں۔ میں نے اُن کے اُس کہنے پر کچھ توجہ نہ کی۔ جب میں سید امیر کلال قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے مجھ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ تم راستہ میں خضر علیہ السلام کی طرف ملتفت نہیں ہوئے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ چونکہ میں آپ کی جناب کی طرف متوجہ تھا۔ اس لئے ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطان العارفین بایزید قدس سرہٗ کے مقام کی سیر کی اور اُن کے سیر کی انتہا تک پہنچا۔ اور شیخ جنید اور شیخ شبلی اور شیخ منصور حلاج قدس اللہ اسرارہم کے مقامات کی سیر کی اور جہاں تک یہ بزرگ پہنچے تھے میں بھی وہاں تک پہنچا۔ یہاں تک کہ ایک بارگاہ بزرگ مجھ کو ملی میں سمجھ گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے میں نے نہایت ادب سے نیاز اور تعظیم کا سر آپکے آستانۂ عزت اور احترام پر رکھا۔ شیخ بایزید قدس سرہٗ جب اس بارگاہ تک پہنچے تھے تو انہوں نے چاہا کہ سیر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کریں۔ اِس لئے اُن کے منہ پر اس گستاخی کا تماچہ لگا۔ پس جو اُن سے غلطی ہوئی تھی میں نے اس سے پرہیز کیا اور راہ ادب اختیار کی۔

(طریق اول) قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ نماز و روزہ اور ریاضت مجاہدہ حضرت تعالےٰ و تقدس تک پہنچنے کے ذریعے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک وجود (خودی) کی

نفی اور سب راستوں سے قریب کا راستہ ہے اس کی ضرورت ہے لیکن بغیر اپنے اختیار کے ترک کرنے اور اپنے اعمال کا قصور دیکھنے کے معاملہ درست نہیں ہوتا ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نَصِیْبُ اُمَّتِیْ مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ کَنَصِیْبِ اِبْرَاھِیْمَ مِنْ نَارِ نَمْرُوْدُ میری امت کے حصہ میں نارِ جہنم ایسی ہوگی جیسے حضرت ابراہیمؑ کے حصہ میں آتشِ نمرود +

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ آپ کی مراد اس امت سے وہ لوگ ہیں جو آپکی پیروی اور متابعت کرتے ہیں۔ نہ وہ لوگ جو صرف ایمان لے آئے ہیں +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو وارد ہے کہ اَلْفُقَرَاءُ الصّٰبِرِیْنَ جُلَسَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیِ الْمُقَرَّبُوْنَ غَایَۃَ الْقُرْبِ فقرا صبر کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہونگے۔ یعنی نہایت درجہ مقرب خدا ہونگے اشارہ اہل ظاہر کے احوال کی طرف ہے +

فقر کی دو قسمیں ہیں:۔ فقر اختیاری اور فقر اضطراری۔ یہ دوسری قسم پہلی سے بہتر ہے کہ بندہ کے لئے خدا کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اور حدیث قدسی اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ جو شخص میرا ذکر کرے میں اُس کا ہمنشین ہوں۔ اہل باطن کے احوال کی طرف اشارہ ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے۔ تا کہ اُس نعمت کا شکر ادا کر سکے۔ ولی محفوظ ہوتا ہے۔ عنایت الٰہی اُس کو اُس کے حال پر نہیں چھوڑتی۔ اور بشریت کی آفت سے اُس کو محفوظ رکھتی ہے۔ خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں چاہئے۔ معاملہ استقامت سے متعلق ہے +

اولیائے کرام نے فرمایا ہے کُنْ طَالِبَ الْاِسْتِقَامَۃِ لَا طَالِبَ الْکَرَامَۃِ فَاِنَّ رَبَّکَ یَطْلُبُ مِنْکَ الْاِسْتِقَامَۃَ وَنَفْسُکَ یَطْلُبُ مِنْکَ الْکَرَامَۃَ استقامت کا طالب بن۔ کرامت کا طالب مت بن۔ کیونکہ تیرا رب تجھ سے استقامت کا طلبگار ہے۔ اور تیرا نفس تجھ سے کرامت کا طالب ہے +

بزرگانِ دین کا ارشاد ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں چلا جائے۔ اور درخت کے ہر پتّے سے

---

۱ صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے +

آواز نکلے کہ اے ولی خدا کے تو ظاہر اور باطن ولی اللہ ہے تو اُس پر اس کو توجہ نہ ہوگی بلکہ ہر لحظ اُس کی کوشش بندگی اور تضرع اور نیازمندی کی صفت میں زیادتی کرنے کیلئے ہوگی۔ حضرت نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں یہ انتہائی کمال تھا کہ جس قدر انعام و اکرام الٰہی جل وعلا آپ پر زیادہ ہوتا اُسی قدر آپ کی بندگی اور نیازمندی اور مسکنت زیادہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اسی سبب سے آپنے ارشاد فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ وثقیٰ ہے۔ سُنّتِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بدرجۂ کمال اقتدا کرنا اور آثار صحابہ کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی پیروی کرنا اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ آخر تک ہم اُسی فضل حق سبحانہٗ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں۔ مگر اتباع کی رعایت بہت بڑھی ہوئی ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ سے جو کوئی رُوگردانی کرے اُس کے دین کی خرابی کا اندیشہ ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ سب سے ملے جُھلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے اور خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا چاہئے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اُس کے رستہ کا حجاب نہ بنے +

قدسیہ۔ پیر کو چاہئے کہ طالب کے گزشتہ اور آیندہ حالات سے باخبر رہے کہ اُس کی موجب اُس کی تربیت کر سکے۔ شرائط طلب میں سے یہ امر بھی ہے کہ جب کبھی جس دوستان حق سبحانہٗ کی مصاحبت کا اتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اُس وقت صحبت کو زمانہ گذشتہ سے موازنہ کرے۔ اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے۔ تو موجب اس مقولہ کے کہ اچھی بات کو اختیار کرلو۔ اُس کی صحبت کو اپنے اوپر فرض عین سمجھے +

قدسیہ۔ سالکین راہ حق خواطر شیطانی اور نفسانی کے دفع کرنے میں متفاوت ہیں بعض ایسے ہیں کہ قبل اس کے کہ نفس اور شیطان اُن کے دل پر اثر کرے اس کو دیکھ لیتے ہیں

اور وہیں دفع کر دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جب خطرہ آتا ہے تو قرار پکڑنے سے پہلے اُس کو دفع کر دیتے ہیں مگر یہ زیادہ مفید بات نہیں ہے اگر اس خطرہ کی پیدائش کے سبب کا ادراک اور اُس کے دفع کی قوت پیدا کریں تو یہ زیادہ مفید بات ہے۔ خطرہ کا ادراک کر لینا اور حال کی تبدیلی اور ایک صفت سے دوسری صفت کی منتقلی ایک دشوار امر ہے۔

قدسیہ۔ خدا کی معرفت کے راستے جن سے عارفوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور دوسرے اُس سے محروم ہیں۔ اُس کے تین طریقہ ہیں۔ مراقبہ اور مشاہدہ اور محاسبہ۔ مراقبہ یہ ہے کہ نِسْیَانُ رُؤْیَۃِ الْمَخْلُوْقِ بِدَوَامِ النَّظْرِ اِلَی الْخَالِقِ خالق کی ہر دم کی حضوری کی وجہ سے مخلوق کی طرف نظر نہ رہے۔ مراقبہ کی مدامت نادر چیز ہے جس کو کماحقہ، حضرات نقشبند نے حاصل فرمایا ہے اور اُس کے حصول کے طریقہ کو معلوم کر لیا ہے یعنی نفس کی مخالفت کرنا مشاہدہ واردات غیبی کے معائنہ کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہے۔ اور چونکہ جلدی گذر جاتی ہے۔ اور قرار نہیں پکڑتی۔ اِس لئے اُس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ صفت جو ہمارا حال بنجاتی ہے۔ ہم اس کو قبض اور بسط سے پہچان لیتے ہیں یعنی حالت قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور حالتِ بسط میں صفتِ جمال کا مطالعہ کرتے ہیں۔

محاسبہ یہ ہے کہ جو کچھ ہم پر گذرتا ہے ہم ہر گھڑی اُس کا حساب کرتے ہیں کہ کس طرح گذر رہا ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ نقصان کی چیز ہے تو ہم اُس سے بازگشت کرتے ہیں اور از سرِ نو عمل اختیار کرتے ہیں اور اگر دیکھتے ہیں کہ بہتر چیز ہے تو مشکور ہو کر ہم اس حال میں ٹھیر جاتے ہیں اور اُس عمل میں کوشش کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی توجہ سے ہمارا حال یہ تھا کہ ہم پہلے ہی قدم میں مراقبہ کی سعادت سے مشرف ہو جاتے تھے۔ اور جب آنحضرت قدس سرہٗ کی توجہ اور زیادہ ہوتی تو مقام فنا تک واصل ہوتے اور اپنے سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہو جاتے۔ اُس وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے کہ ہم حصر واسطہ حصولِ دولت کے ہیں۔ ہم سے علیحدہ ہو کر مقصودِ حقیقی سے جا ملو۔ اصحابِ تکمیل و ارشاد کا طریقہ یہ ہے کہ اِس رستہ کے طالبوں کو طریقت کے گہوارہ میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں یہاں تک کہ وصل الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اُس کے بعد اُن کو دودھ سے روکتے ہیں اور محرم بارگاہِ احدیت بناتے ہیں تاکہ بلا واسطہ پیر کے براہ راست

حضرت عزت وجاہت قدرت سے فیض حاصل کرنے لگیں ✣

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ عبادت میں اپنی ہستی کی طلب ہے اور عبودیت میں اپنی ہستی کا کھونا ہے۔ جب تک سالک میں کچھ بھی ہستی باقی ہے کوئی عمل نتیجہ بخش نہیں ہو سکتا ہے

تا در حجاب ز ہستی ز ہستی باقیست — این منش بیں کہ خود پرستی باقیست

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اِذَا اَرَدْتَ مَقَامَ الْاَبْدَالِ فَعَلَیْکَ تَبْدِیْلُ الْاَحْوَالِ اگر تو مقام ابدال کا حصول چاہتا ہے تو اپنے حال کی تبدیلی کو لازم پکڑ"۔ اس قول میں مخالفت نفس اور ترک ہوا وہوس کی طرف اشارہ ہے ✣

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ جس نے خدا کو پہچانا اُس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ یعنی عارف جب اشیاء کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اُس پر ظاہر ہو جاتی ہیں ✣

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ سب مشائخ کے آئینہ کی دو جہت ہوتی ہیں اور ہمارے آئینہ کی شش جہت ہوتی ہیں ✣

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے ہم آئینہ داری کر رہے ہیں ہمارے وجود کے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔ اس قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں نور فراست سے دیکھتے ہیں جو خدائے پاک نے ان کو عطا کیا ہے اور جو چیز خدائے پاک کی عطا کی ہوئی ہو وہ یقیناً سچ ہوتی ہے ✣

شیخ عبدالقدوس جو قطب الاولیاء عزلت ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی سیر تمام آسمانوں اور زمینوں کے طبقات میں جاری ہے ✣

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس گروہ کی نظر میں تختۂ روئے زمین مثل دسترخوان کے پیش نظر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ بصورت ناخن ہے۔ لہٰذا کوئی شئے زمین کی اُن کی نظروں سے غائب نہیں ہے اس ارشاد فرمانے کے وقت حضرت عزیزان قدس سرہٗ دسترخوان پر تھے ✣

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو سلامتی حق سبحانہٗ میں سونپ دے اُس کی التجا غیر خدائے پاک سے شرک ہے یہ شرک عوام سے معاف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن خواص سے معاف نہیں کیا جاتا ✣

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ توکل کرنے والے کو چاہئے کہ خود کو توکل کرنے والوں میں شمار نہ کرے۔ اور اپنے توکل کو اسباب کے استعمال میں پوشیدہ کر دے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدائے پاک نے مجھ کو دنیا سے لوگوں کو بچانے کیلئے پیدا کیا ہے۔ مگر لوگ مجھ سے دنیا کی ترقی کے طلب گار رہیں +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی وجود اس وجود سے نیز یا وہ حالتِ ویرانی میں ہوتا تو معرفت خدا کے خزانہ کو اوسی میں پوشیدہ کیا جاتا ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعلقات خلق کا بار صرف اسی لیئے اٹھاتے ہیں کہ خلق اللہ کے اخلاق مہذب ہو جائیں یا کسی ولی کی اُن کو صحبت حاصل ہو جائے کیونکہ کوئی ولی ایسا نہیں ہے۔ جس کے حال پر اللہ تعالےٰ کی نظر عنایت نہ ہو۔ خواہ اس سے وہ ولی آگاہ ہو یا نہ ہو۔ جو شخص کسی ولی سے ملتا ہے اُس نظر الٰہی کا فیض اس کو پہنچتا ہے ؎

صد سفرۂ دشمن بکشد طالبِ مقصود　　باشد کہ یکے دوست بیاید بضیافت

ترجمہ۔ طالب مقصد سیکڑوں مرتبہ دسترخوان دشمن کے لئے بچھاتا ہے۔ اس امید پر کہ کبھی کوئی دوست بھی آکر شریک ہو جائے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ شمع کی مانند بن۔ مگر شمع کی طرح مت ہو یعنی شمع دوسروں کو روشنی دیتی ہے ایسا بن اور شمع خود تاریک رہتی ہے تو ایسا مت رہو +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی دن ہمارے سامنے اپنے جوتے بھی چھوڑے ہوں تو اُس کی بھی ہم شفاعت کرینگے یعنی خواہ کتنا ہی کم تعلق رکھتا ہو +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلے خستہ آدمی کے اصلی حالت پر لانے کی کوشش کرو اُس کے بعد دلِ شکستہ کی اصلاح پر توجہ کرو +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس رستہ میں صاحب پندار کا کام نکلنا نہایت مشکل ہے ؎

گرچہ حجابے برون از حد ست　　ہیچ حجابے تو چو پندار نیست

ترجمہ۔ اگرچہ خدا کے اور تیرے درمیان بہت کچھ حجاب ہیں۔ لیکن کوئی حجاب تیری خود پسندی سے بڑھ کر نہیں ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہئے کہ جو کچھ کہے دردِ حال سے کہے۔

اگر بغیر حال و درد کے کہیگا تو وہ ورودِ حال کی سعادت سے محروم رہیگا +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص دوڑا اُس نے خدا کو پالیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائیگا جو اس راہ میں دوڑتا رہیگا۔ دوڑتے رہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ ہمیشہ اس راہ میں سعی کرتا رہا ہو +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دیجاتی ہے۔ مگر وہ بغیر حکم الٰہی کے ان کو ظاہر نہیں کرتے +

کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کے بھید سے واقفیت رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو نہیں رکھتا ہے وہ چلاتا جاتا ہے اِخْفَاءُ الْاَسْرَارِ مِنْ جَمِیْعِ الْاَبْرَارِ اسرار کو چھپانا ابرار کا طریقہ ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے مسخ صورت یعنی صورت کا بگڑ جانا تو اس اُمت سے اُٹھا لیا گیا ہے مگر مسخ باطن یعنی دل کی خرابی باقی رہ گئی ہے ۔

اندریں اُمت نباشد مسخ تن لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

ترجمہ ۔ اِس اُمت میں بدن کا مسخ نہیں ہے۔ مگر دل کا بگڑ جانا ہے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے کبھی خلق کے دلی حالات اور اعمال اور احوال کا اظہار صادر ہو جاتا ہے ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے ۔ یا تو الہام سے اُس کی ہم کو خبر دیجاتی ہے یا کسی اور ذریعہ سے ہم تک پہنچاتے ہیں +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے۔ اِس لئے کہ نیت بخشش الٰہی ہے اس کا کسب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ بزرگانِ دین میں سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بڑے خلوص نیت سے نماز ادا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ لَمْ یَخْلُصْ لِی النِّیَّۃُ مجھ کو ابھی تک خلوص نیت کا مرتبہ حاصل نہیں ہوا ہے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو حق پرست کہا جا سکتا ہے تو اس بنا پر کہ وہ حق کو باطل سے جدا کرنے کی نیت رکھتا ہو +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا بیضۂ قابلیت صحبتہائے فاسدہ کی وجہ سے خراب ہو جائے تو اُس کے کام کی درستی دشوار ہے بجز صحبت اولیاء اللہ کے کہ وہ اُس کے

صاحب تدبیر ہیں۔ اور وہ مثل گندھک سرخ کے کمیاب ہیں۔ رباعی

جز صحبت عاشقاں مستاں مپسند
در دل ہوسِ قوم فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بجانب خویش کشند
چغدت سوئے ویرانہ وطوطی سوئے قند

ترجمہ۔ مست عاشقوں کی صحبت کے سوا کچھ اور پسند مت کرو اور اپنے دل میں نااہل لوگوں سے ملنے کی آرزو مت رکھو۔ ہر گروہ تم کو اپنی طرف کھینچتا ہے اُلّو ویرانہ کی جانب اور طوطی قند کی طرف +

قدسیہ بندہ کا اختیار باقی رہنے میں بہت سعادت ہے تاکہ اگر کوئی کام رضائے حق سبحانہٗ کے خلاف اُس سے سرزد ہو جائے تو وہ شرمندگی اور پشیمانی سے عذر اور توبہ میں مشغول ہو سکے۔ اور اگر رضائے حق کے موافق ہو اور اس کے اختیار سے ہو تو اُس کی توفیق کے شکر میں مصروف ہوئے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ غِیَابُ الزِّیَارَةِ مَعَ حُضُوْرِ الْقَلْبِ خَیْرٌ مِنْ دَوَامِهَا بِلَا حُضُوْرٍ۔ اگر حضوری دل کی کسی کو اُس کے پیر کے ساتھ ہے اور ملاقات جسمی اُس سے دیر سے ہو تو وہ اُس دائمی جسمی ملاقات سے بہتر ہے جو بلا حضوری قلب کے ہو +

چنانچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا تم ایک دن آ کر ہم سے ملا کرو کہ اس سے محبت زیادہ ہوگی +

ایک روز آپ صلے اللہ علیہ وسلم استونِ حنانہ کے پیچھے سے گذر رہے تھے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فوراً آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور کہا کہ اے رسول خدا کے میں آپ کی جدائی کی طاقت نہیں رکھ سکتا ہوں۔ اگرچہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی محبت کے کمال کا اظہار کیا۔ لیکن اگر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل کرتے تو اور بہتر ہوتا +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر طالب کو مرشد کا کوئی کام برا معلوم ہو تو تو چاہیئے کہ بقدر طاقت صبر کرے اور کارخانہ اعتقاد کو برہم نہ کرے۔ ممکن ہے کہ اُس پر اُس کا راز ظاہر کر دیا جائے اور اگر طالب مبتدی ہو اور طاقت صبر کی نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کرلے۔ کیونکہ اُس کے لئے پوچھ لینا روا ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو وہ اُس کے حل کرنے کے لئے لب کشائی نہ کرے۔ کہ اُس کے لئے سوال حلال نہیں ہے +

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے کرامت طلب کیگئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری یہ کرامت کچھ کم ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چل سکتا ہوں۔ اور فرمایا کہ مرید میں شیخ کے احوال کا ظہور مرید کی کرامت ہے +

آپ نے فرمایا ہے کہ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہٗ سے کرامت طلب کیگئی۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں ایک بکری ذبح کرنے والے کا لڑکا ہوں۔ اتنی خلق میرے گرد کیوں جمع ہو گئی ہے +

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ایک مخلص بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں قبچاق کی طرف سے ایک لشکر نے شہر بخارا پر حملہ کیا بہت سی مخلوق کو ہلاک اور بہت سی مخلوق کو قید کر لیا۔ اُنہی میں میرے بھائی کو بھی قید کر کے لیگئے۔ میرے والد اپنے لڑکے کیلئے بہت پریشان ہوئے۔ اور ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ اگر تو میری رضامندی چاہتا ہے تو اپنے بھائی کی تلاش میں قبچاق جا۔ میں نے یہ ماجرا حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی رضامندی حاصل کرو۔ اس میں بہت سی سعادتیں اور برکتیں ہیں۔ اور فرمایا کہ جب تم کو اس سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو ہماری طرف توجہ کرنا۔ پس اس سفر میں مجھ کو تھوڑی سی تجارت میں بہت سا نفع حاصل ہوا۔ اور بلا کسی دشواری کے بہت جلدی میں نے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔ اور قیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر بخارا کی طرف روانہ ہوا کشتی میں لوگ بہت تھے اور ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اُس ناامیدی اور پریشانی کی حالت میں میرے کانوں میں کسی شخص کی حضرت خواجہ کو یاد کرنے کی آواز آئی۔ اُس کے سنتے ہی حضرت خواجہ کا وہ ارشاد مجھ کو یاد آیا۔ کہ جب تجھ کو کوئی مشکل درپیش ہو تو مجھ کو یاد کرنا پس میں حضرت کی طرف متوجہ ہوا اُسی وقت حضرت خواجہ حاضر اور موجود ہو گئے۔ اور میں نے آپ کو سلام کیا۔ حضرت کی برکت سے ہوا ٹھہر گئی اور دریا کا تلاطم موقوف ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں ہم دونو بھائی بخارا پہنچ گئے۔ اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں شرف قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ہم نے سلام کیا تو حضرت خواجہ مسکرائے اور فرمایا کہ جس وقت تم نے کشتی میں ہم کو سلام کیا تھا ہم نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا لیکن تم نے نہ سنا تھا اِن بڑی بڑی کرامتوں کے دیکھنے سے میرا اعتقاد حضرت خواجہ کے ساتھ اور زیادہ ہو گیا +

کرامت۔ خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز ابر تھا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا نماز ظہر کا وقت ہوگیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ ابھی نہیں ہؤا آپ نے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو۔ مَیں نے دیکھا۔ تو بالکل ابر نہ تھا اور تمام ملائکہ آسمان نماز ظہر کی ادائی میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ تم تو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ابھی وقت نہیں ہؤا۔ مَیں نے اپنے اس کہنے سے نادم ہو کر استغفار کی۔ ایک مدّت تک مجھ پر اس کی ندامت رہی

کرامت۔ جب کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ زیارت بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حاجی عید قربان کے دن قربانی کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے چاہیئے کہ اُسی کو ہم قربان کردیں۔ واپسی کے بعد جب بخارا پہنچے تو معلوم ہؤا کہ عید کے دن ہی حضرت کے لڑکے نے بخارا میں انتقال کیا تھا۔

کرامت۔ ایک روز درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کلاہ نوروزی سی رہے تھے۔ آپ کا حال اُس وقت نہایت بسیط تھا۔ چنانچہ آپ کی حالت سب میں اثر کرگئی۔ اور سب کو ذوق پیدا ہوگیا۔ حضرت خواجہ اور درویشوں نے جو آپ کی صحبت میں تھے کلاہ نوروزی سر پر رکھی۔ اُس وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سلاطین کی ٹوپی ہم نے سر پر رکھی اس لئے سلطنت میں بھی ہم کو تصرّف کرنا چاہیئے۔ پس ہم کو کس بادشاہ پر زد کرنی چاہیئے۔ ایک درویش نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اُسی پر زد کی۔ آپ نے اُسی وقت خوشخبری کا ایک خط امیر بخارا کو جو وہاں سے بھاگ کر کابل چلا گیا تھا۔ بھیجا کہ صورت حال اس طرح سے واقع ہوئی ہے۔ چاہیئے کہ پانسو اشرفیاں نذرانے کی فقرا کی خدمت میں بھیجو۔ چند روز کے بعد معلوم ہوگیا کہ ماوراء النہر کا وہ حاکم اُسی روز کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ ہم اُوسی پر زد کرتے ہیں قتل کیا گیا۔

کرامت۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے۔ اُن درویشوں میں سے ایک جماعت سفر کے سامان کی تیاری کیلئے نکلی۔ اور دو فریق ہو گئے ایک فریق صرّافوں کے بازار کی طرف روانہ ہؤا۔ اُنہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو اس بازار میں دیکھا اور خیال کیا کہ شاید آپ حجرے سے باہر نکل آئے ہیں۔ دوسرا فریق چوراہے کی طرف روانہ ہؤا تھا۔ اُس نے بھی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو چوراہے میں پایا۔ اُنہوں نے بھی آپ کی نسبت

وہی خیال کیا کہ آپ حجرہ سے باہر نکل آئے ہیں۔ یہ درویش بازار میں اخی محمد زاہد سے ملے۔ اور اُن سے اپنی سرگذشت بیان کی اُس نے کہا کہ میں نے اِس وقت حضرت خواجہ قدس سرّہ کو فلاں مقام پر دیکھا کہ ایک طرف کو تشریف لے جا رہے تھے۔ فقیروں کو تردد ہوا کہ حضرت سے کہاں جا کر ملاقات کریں وہ اسی خیال میں تھے کہ ایک درویش اُن کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت خواجہ یاد فرماتے ہیں کہ اتنی دیر آپ کو کیوں ہوئی۔ درویشوں نے اُس سے سب قصہ بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ جس وقت سے تم لوگ حضرت خواجہ کے پاس سے باہر نکلے ہو میں اور حجرہ والا درویش برابر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہے ہے۔ حضرت نے حجرہ سے قدم باہر نہیں نکالا۔ اور اس وقت جلدی کر کے تمہارے پاس مجھ کو بھیجا ہے۔ درویشوں نے یہ کرامت حضرت خواجہ سے بیان کی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایک رات درویش محمد زاہد زیورتونی شیخ شادی کے مکان میں تھے ایک دوسرے کے ساتھ ہم جلیس ہوئے اور صفت ایثار اور فدا اُن پر طاری ہوئی اور بیخود ہو کر فانی ہو گئے۔ بہت دیر اسی طرح گذری۔ اور ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ ان کی رُوح بدن سے پرواز کر گئی۔ اُسی وقت حضرت خواجہ قدس سرّہ قصر عارفان سے نکلے اور دونو درویشوں کو اپنے تصرّف سے اس صفت سے نکالا۔ اور فرمایا کہ جب آپ دونو اس صفت میں آ گئے۔ اور یہ حالت آپ پر طاری ہوئی۔ مجھ کو حکم ہؤا کہ جاؤ ہمارے بندوں کی دستگیری کرو۔ اس وجہ سے اس رات کو میں قصر عارفان سے نکل کر آیا ✦

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرّہ نہر کے اُس کنارہ پر جو مزار شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرّہ کے برابر ہے درویشوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اور صحبت گرم تھی اتنے میں ایک شخص کی زبان سے یہ نکلا کہ پہلے بزرگوں کو کرامت اور تصرّفات حاصل تھے اس زمانہ میں کوئی ایسا بزرگ نہیں ہے جس سے اس قسم کے ایسے اُمور سرزد ہوتے ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں اور رہیں گے اگر اس نہر کو اشارہ کر دیں کہ اُلٹی بہے تو اُسی وقت اُلٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ نہر کا پانی اُلٹا بہنے لگا۔ ایک جماعت کثیر اور جم غفیر نے اس کرامت کو دیکھا۔ اور مخلوق کا اعتقاد حضرت کی نسبت اور بھی زیادہ ہو گیا ✦

کرامت۔ ایک درویش حضرت خواجہ قدس سرّہ کی صحبت میں آیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور فرمایا کہ ماخان کے لوگوں کو تیری

وجہ سے نقصان پہنچا۔ اور تو بغیر ہماری اجازت کے بخارا سے نکلا۔ اور ہیبت اور جلال کے ساتھ اُس کی طرف نظر کی۔ اُس درویش کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور اُس کے سانس کی آمد و رفت رُک گئی حاضرین میں سے کسی کو بھی اُس کی سفارش کی مجال نہ تھی۔ آخر کار سب لوگ حضرت خواجہ کے والد بزرگوار کی خدمت میں گئے وہ بہت احتیاط کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں گئے۔ اور کہا کہ سب درویش اِس کی خطاؤں کی معافی چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جب تک کہ وہ آفاق میں نہ جائیگا اور آفاق کو راضی نہ کریگا۔ اور وہ اس کی ایذا رسانی سے رہائی نہ پائیں گے اس وقت تک اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے پھر حضرت نے اُس کے سینہ پر قدم مبارک رکھا۔ اور کہا کہ اُٹھ وہ فوراً ہوش میں آگیا۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا ؛

کرامت۔ ایک دن حضرت خواجہ قدس سرہ غدیوت میں ایک درویش کے مکان میں تنور سلگا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت پر کیفیت اور خوش وقتی طاری ہوئی آپ نے اپنا دست مبارک سُلگتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ اور بہت دیر تک اُس میں رکھے رہے۔ جب آپ نے ہاتھ نکالا تو آپ کے ایک بال کو بھی آگ کا کچھ اثر نہ ہوا تھا ؎

خلیل اللہ در آتش ہمے گفت　　　اگر موئے زمن باقیست مے سوز

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ آگ میں گرتے وقت فرماتے تھے کہ اگر ایک بال بھی مجھ میں میرا باقی ہے تو جل جائے۔ حاضرین پر اس کرامت کے مشاہدہ سے حالت عظیم طاری ہوئی ؛

کرامت۔ ایک دن چند درویش فالیز کے کھیت کو پانی دے رہے تھے کہ ایک درویش نے کہا خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں سے ایک درویش فالیز کے کھیت کو پانی دے رہا تھا۔ روٹی کھانے میں اُس کے مریدوں نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا ہے جو تھوڑے خربوزہ آموچہ کے ہوتے۔ وہ درویش فالیز کے کھیت میں آیا۔ اور خربوزہ آموچہ کے نکال لایا۔ اس حکایت کے تذکرہ کے وقت حضرت خواجہ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک درویش نے یہ حکایت حضرت خواجہ سے بیان کی حضرت نے اصحاب کو باتوں میں مشغول رکھا اور ہاتھ دراز فرمایا اور فالیز کے کھیت سے ایک خربوزہ آموچہ کا نکال لائے؛

کرامت۔ ایک درویش امیر تاج نامی کا یہ حال تھا کہ جب درویش اس کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو وہ اُس کام کو اُسی وقت پورا کر کے آجاتا تھا۔ اور اکثر اوقات پرندوں کی

طرح بلا پروں کے اُڑا کرتا تھا۔ ایک روز درویشوں نے اس کو بخارا روانہ کیا وہ ہوا میں اُڑ کر جا رہا تھا۔ اتنے میں حضرت تشریف لائے۔ اور اُس کے اس حال کو دیکھا۔ نگاہ پڑنے کے ساتھ ہی اُس کا یہ حال سلب ہو گیا اور زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد پھر کبھی ہوا پر نہ اُڑ سکا۔

کرامت۔ ایک درویش نقل کرتے ہیں کہ ایک دن کسی کے ساتھ مجھ کو میل خاطر غالب ہوا۔ اس طرح کہ میں اپنے کو روک نہیں سکتا تھا۔ مجبوراً میں نے اُس کے پاس جانے کا قصد کیا۔ جب میں اُس کے پاس پہنچا تو یکایک حضرت خواجہ قدس سرہٗ عصا ہاتھ میں لیئے ہوئے ظاہر ہوئے۔ اور مجھ کو اُس عصا سے مارنا چاہا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر دہشت مجھ پر غالب ہوئی۔ اور دونو ہاتھ مُنہ پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہاں سے اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ ایک مدت تک میرا یہ حال رہا کہ میں کسی چیز پر نظر نہیں ڈالتا تھا۔ اُس مقام سے حضرت خواجہ قدس سرہٗ بارہ روز کے راستہ پر رہا کرتے تھے۔

کرامت۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ قصر عارفان میں اقامت گزین تھے۔ امیر برہان الدین پسر امیر سید کلال قدس سرہٗ آٹا لے کر تنور میں روٹی پکانے لگے۔ اتنے میں ابر عظیم پیدا ہوا اور بارش شروع ہوئی۔ سب لوگ حیران ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ پانی سے کہو کہ جہاں ہم ہیں وہاں تک نہ آئے۔ امیر برہان الدین سے فرمایا کہ پانی سے کہو کہ جہاں ہم ہیں وہاں تک نہ آئے۔ امیر برہان الدین نے بہت عاجزی کی اور کہا کہ میری کیا مجال جو ایسی بات کہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم تم کو حکم دیتے ہیں کہو اور وقت کو محفوظ رکھو۔ امیر برہان الدین نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں جس طرح کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ کہا۔ قدرت قادر لایزال سے جہاں کہ حضرت تھے ایک قطرہ پانی نہ برسا اور باہر خوب بارش ہوئی۔ اسی طرح نسف میں بھی جس وقت کہ حضرت نے بخارا کا ارادہ کیا چاروں طرف سے بارش شروع ہو گئی۔ حضرت نے خواجہ پارسا سے فرمایا کہ پانی بہت ہو گیا ہے دعا کرو تا کہ پانی موقوف ہو جائے۔ بس کہو کہ اے پانی ٹھیر جا۔ خواجہ پارسا قدس سرہٗ نے امیر برہان الدین کی طرح عاجزی سے وہی کلمہ کہا۔ حضرت نے فرمایا ہم کہتے ہیں تم کہو۔ خواجہ پارسا نے کہا۔ کہ اے پانی ٹھیر جا۔ پانی ٹھیر گیا اور ہوا چلنے لگی اور آفتاب نکل آیا۔

کرامت۔ شیخ شادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی نظر

قبولیت سے مشرف ہوا تو فدائیت اور ایثار یعنی بخشش کا عالم مجھ پر آسان ہو گیا۔ میرے پاس سو دینار عدلی تھے۔ ایک روز میری اہلیہ نے مجھ سے کہا کہ اس کو چھپا کر رکھ چھوڑ و۔ یقین کی کمزوری کی وجہ سے میں نے بھی اس رائے سے اتفاق کر لیا اور بخارا چلا گیا۔ اور ان دیناروں سے موزہ کیمخت اور دیگر ہر قسم کی چیزیں خرید کیں۔ کچھ ایسی وجہ پیش آئی۔ کہ قصر عارفان سے غدیوت جانے کا اتفاق ہوا۔ اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شادی شہر بخارا کو کیوں گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کچھ کام تھا۔ حضرت نے کہا کہ موزہ کیمخت اور جو کچھ کہ تم نے خریدا ہے حاضر کرو۔ میں نے سب چیزیں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر کردیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سو دینار عدلی بھی حاضر کرو۔ میں نے وہ بھی پیش کر دئے۔ پھر آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تو دینار چاہتا ہے تو عنایت الٰہی سے پہاڑ کو تیرے لئے سونا بنادوں۔ لیکن ہم عالم فقر میں ایسی چیزوں پر نظر نہیں ڈالتے ہیں۔ فقیروں کی جماعت کا کارخانہ اس عالم سے الگ ہے تم کو کسی چیز کی کمی نہ ہو گی۔ پھر کیوں جمع کرتے ہو +

کرامت۔ حضرت مولانا سعد الدین قرشوی قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ میرے باغ میں تشریف لائے۔ اتفاقاً وہ موسم خزاں کا تھا۔ میری نظروں میں باغ بہت ویران تھا۔ گویا کہ ایک خارستان اور شورستان تھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے باغ کو سرسبز اور تازہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ تمہارا یقین زیادہ ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو باغ پھولوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ باغ میرا نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ وہی باغ ہے۔ جب ایک زمانہ دراز اسی بہار کے عالم میں گذر گیا۔ تو باغ اُسی حالت سابقہ پر نظر آیا۔ یہ کرامت آپ کے کمال ولایت کی بابت میرے یقین کے زیادتی کا سبب ہوئی +

کرامت۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ حضرت معشوق طوسی قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت کے لئے طوس تشریف لائے۔ جب آپ اُن کی مزار پر پہنچے تو فرمایا سلام ہو تم پر اے معشوق طوسی تم اچھے ہو۔ اُن کی قبر سے آواز آئی کہ تم پر بھی سلام ہو۔ اے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند ہم اچھے ہیں۔ درویشوں کی ایک جماعت نے جو حضرت خواجہ کے ہمراہ تھی۔ اس کلام کو

سُنا۔ اور منکرین خواجہ نے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت خواجہ کی ولایت کا اقرار اور اعتراف کیا۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرّہ درویش عطا کے مکان کے بالاخانہ پر اُترے۔ قصر بخارا اس مکان کے متصل تھا۔ ایک جماعت قوالوں کی اس قصر میں گانے میں مشغول تھی اور ایک جماعت صوفیوں کی رقص کر رہی تھی اور بے حد شور و شغب اور لہو و لعب برپا تھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جو کچھ اس وقت سُنا جا رہا ہے وہ ممنوع اور نامشروع ہے۔ پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے کانوں میں رُوئی رکھ لیں تا کہ صبح تک ان آوازوں کے سُننے سے محفوظ رہیں یہ فرما کر صوفیوں میں حضرت نے تصرف کیا اور اُن کا احوال متغیر ہوا اور یہ خلاف شرع آوازیں کسی طرح سے اُن کے کانوں میں نہ آسکیں۔ پڑوسیوں نے صبح کو رات کے حالات درویشوں سے بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ کی رات کیونکر گزری۔ حضرت خواجہ اور اُن کے اصحاب سماع سے منع فرماتے ہیں۔ اور تمہارے مکان کے قریب شب گانا اور رقص و سرود اور دف کی آوازیں تھیں۔ درویشوں نے حضرت خواجہ کے تصرف کا قصہ بیان کیا۔ اُن لوگوں نے بہت تعجب کیا۔ یہ واقعہ اُن کی ہدایت اور راہ یابی کا سبب ہو گیا۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرّہ ایک دفعہ بخارا کے ایک گاؤں میں مقیم تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا عارف دیگرانی نسف میں اور قشلاقی میں خواجہ مبارک مولانا بہاؤالدین کے پاس بیٹھے ہیں۔ اور ہم کو طلب کر رہے ہیں۔ یہ فرما کر فوراً نسف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت خواجہ اور مولانا سے ملاقات ہوئی۔ تو مولانا نے حضرت خواجہ سے کہا کہ جب ہم آپ کو تین بار طلب کریں۔ تشریف لایا کیجئے۔

کرامت۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ قدس سرّہ امیر برہان الدین فرزند سید امیر کلال قدس سرّہ کے گھر قریہ سوخار میں تھے۔ امیر موصوف نے حضرت خواجہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مولانا عارف کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔ اور وہ نسف میں ہیں۔ آپ توجہ فرمائے تا کہ مولانا جلد تشریف لائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم مولانا کو بہت جلد طلب کرتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ امیر کی خانقاہ کی چھت پر تشریف لے گئے۔ اور تین بار فرمایا کہ اے مولانا عارف۔ پھر آپ نیچے اُتر آئے اور فرمایا کہ مولانا عارف نے میری آواز سُن لی ہے۔ اور اس طرف روانہ ہو گئے ہیں جب مولانا عارف حضرت خواجہ کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں فلاں روز فلاں وقت نسف میں دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ آپ مجھ کو طلب کر رہے ہیں اس لئے

مَیں فوراً نسف سے بخارا کو روانہ ہوگیا ؛

کرامت حضرت خواجہ قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک درویش بخارا میں مولانا نجم الدین داودرک نامی ہے۔ مَیں اُس کو طلب کرتا ہوں وہ کل ظہر کے وقت تک آ جائیگا۔ دوسرے دن مولانا نجم الدین ظہر کے وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مقام فرشی میں پہنچ گئے۔ اور کہا کہ کل حضرت خواجہ کے طلب کرنے کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ مَیں بے قرار ہوگیا۔ اور تاخیر نہ کر سکا۔ اُسی وقت بخارا سے نسف کی طرف روانہ ہوگیا ؛

کرامت ایک درویش نقل کرتے ہیں کہ مَیں ایک صحرا میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور بہار کا موسم تھا۔ اور میرے دل میں خربوزہ کی آرزو پیدا ہوئی۔ مَیں نے حضرت خواجہ سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ ایک نہر پانی کی وہاں سے نزدیک تھی حضرت خواجہؒ نے اس نہر کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ نہر کے کنارہ جاؤ۔ تم کو خربوزہ مل جائیگا۔ مَیں نہر کے کنارہ گیا۔ ایک خربوزہ تازہ بہتا ہوا میرے سامنے آیا۔ مَیں نے اس کو لے لیا۔ اور میرا یقین حضرت خواجہ کی نسبت اور زیادہ ہوا ؛

کرامت۔ ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ میرے مکان پر تشریف لائے۔ میں خوش دل اور شاداں ہوا۔ میرے گھر میں آٹا موجود نہ تھا۔ اُسی دن آٹے کا ایک تھیلا مَیں لایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اِس آٹے کو محفوظ رکھو اور اس میں سے خرچ کرو اور اس کی کمی بیشی کو کسی پر ظاہر مت کرو۔ حضرت خواجہ دو ماہ میرے مکان پر مقیم رہے اور بہت سے درویش دیگر دوست احباب بکثرت حضرت خواجہ کی ملاقات کے لئے آتے رہے اور وہی آٹا پکتا رہا۔ مگر وہ اپنے حال پر جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ جب حضرت خواجہ تشریف لیگئے۔ تو ہم ایک مدت دراز تک اُسی آٹے میں سے خرچ کرتے رہے۔ اور آٹا مطلق ختم نہ ہوا جب مَیں نے حضرت کے ارشاد کے خلاف کیا اور اپنے اہل و عیال سے اس واقعہ کا اظہار کر دیا تو برکت جاتی رہی ؛

کرامت ایک درویش کا بیان ہے کہ مَیں شروع زمانہ میں دکانداری کیا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ میری دکان پر تشریف لائے اور حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ سلطان العارفین نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے رومال کا کونہ کسی شخص تک پہنچا دوں تو وہ میرا فریفتہ اور شیدا ہو کر میری جستجو میں

نکل جائیگا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستینیں ہلا دوں تو تمام اہل بخارا میرے فریفتہ اور حیران ہو جائیں اور گھر بار کو چھوڑ کر میرے پیچھے ہو جائیں اثنا کلام میں حضرت نے اپنی آستینیں ہلائی اور میری آنکھ حضرت کی آستین کے کونہ پر پڑ گئی پس بے خود ہو گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ایک مدت اسی طرح گذر گئی اور جب میری حالت درست ہو گئی اور اپنی حالت پر آیا تو حضرت خواجہ کا عشق میری رگ و پے میں اثر کر گیا۔ میں نے اپنا گھر بار دوکان و پونجی اور تمام چیزیں جو میرے پاس تھیں سب کو لٹا دیا۔ اور حضرت خواجہؒ کے عاشقوں میں شامل ہو گیا +

کرامت۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے موسم زمستان میں ایک درویش سے فرمایا کہ بہت سی لکڑیاں جمع کرو۔ پس جب اتنی لکڑیاں جتنی کا آپ نے حکم دیا تھا۔ جمع ہو گئیں۔ تو دوسرے دن سے برف باری شروع ہو گئی۔ اور برابر چالیس روز تک لگاتار ہوتی رہی۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ نے خوارزم کا ارادہ کیا۔ اور شیخ شادی نامی درویش ہمرکاب تھے۔ جب آپ کنارہ آب حرام کام پر پہنچے۔ تو شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی کے اوپر قدم رکھ کر گذر جاؤ۔ شیخ شادی غرق ہونے کے خوف سے پانی پر چلنے کی جرأت نہ کر سکے حضرت نے تاکیداً فرمایا کہ چلو اور نظر ہیبت سے شیخ شادی کی طرف دیکھا وہ بیہوش ہو گئے۔ اور جب ہوش میں آئے۔ تو قدم پانی پر رکھا اور چلنے لگے۔ اور حضرت خواجہ اُن کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اُس ندی سے گذر جانے کے بعد حضرت نے شیخ شادی سے فرمایا دیکھو تمہارا موزہ تر ہوا یا نہیں شیخ نے دیکھا تو اُن کے موزہ پر پانی کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا +

کرامت۔ ایک دفعہ نسف میں امساک باران ہوا اور حضرت خواجہؒ کے مخلصین نے جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھے۔ ایک درویش کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ اس درویش کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ اصحاب نسف خیریت سے ہیں اور اُنہوں نے طلب باران کیلئے تم کو ہمارے پاس بھیجا ہے درویش نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ ہم تمہارے لئے بخارا سے پانی بھیجتے ہیں۔ پھر آپ نے اُس درویش کو تھوڑی دیر ٹھہرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور پھیل کر برسنے لگا۔ اور دن بھر لگاتار برستا رہا۔ دوسرے دن آپ نے اُن کو جانے کی اجازت دی۔ اور وہ اُسی بارش کی حالت میں نسف روانہ ہوئے۔ اور تین رات دن تک یہ بارش لگاتار ہوتی رہی

اور حضرت خواجہ کی اس کرامت سے تمام ملک سیراب ہوگیا +

کرامت - ایک درویش بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ مقام قرشی میں تھا۔ خلوت میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ رقص کر رہا تھا۔ میرے پاس ایک عمدہ رومال تھا۔ وہ مَیں نے قوال کو دے دیا۔ پھر کسی کام کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ کہ اُسی وقت حضرت خواجہ کیش سے ملا۔ جو قرشی میں پہنچے تھے۔ اور قرشی میں مَیں پہلا شخص ہوں جس نے حضرت خواجہ سے ملاقات کی۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ اہل قرابت فقرا کی صحبت رکھنی چاہیئے ہمارے طریقہ میں ذکر جہر اور رقص نہیں ہے۔ حضرت کے اس اشراق سے میرا حال متغیر ہوا حضرت نے ایک مدت تک مجھ کو اپنی صحبت میں نہ آنے دیا۔ جب تک کہ درویشوں کی ایک جماعت نے میری سفارش نہ کی مَیں حضرت کی صحبت میں باریاب نہ ہو سکا اور کوئی نسبت میں اپنے آپ میں نہ پاتا تھا +

کرامت - ایک درویش کا بیان ہے کہ مجھ کو اولادِ نرینہ نہ ہوتی تھی۔ مَیں نے حضرت کی خدمت میں دُعا کے لئے التماس کیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو ایک لڑکا عطا کیا مَیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور لڑکے کیلئے آپکا ملبوس کرتا طلب کیا۔ آپنے فرمایا کہ جاؤ مَیں کرتا نہیں بھیج سکتا۔ مَیں گھر واپس آیا اور دیکھا تو وہ لڑکا فوت ہو چکا تھا۔ مَیں پھر حضرت خواجہ کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تُو نے ہم سے لڑکا مانگا وہ ہوا۔ اب خدائے تعالےٰ تجھ کو دو لڑکے عطا کریگا۔ جن کی عمر بہت ہوگی اور وہ تجھ کو کافی ہونگے۔ اس کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ایک زمانہ کے بعد وہ بیمار ہوگیا۔ مَیں نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہے تم کو اُس کی علالت سے کیا علاقہ بہت مرتبہ بیمار اور صحت یاب ہوگا۔ اس کے بعد اور دوسرا لڑکا تولد ہوا +

کرامت - ایک درویش کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے مجھ کو ایک کام کے لئے کسی جگہ روانہ کیا۔ اور ہوا نہایت گرم تھی۔ واپسی میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور اُس درخت سے تکیہ لگا کر سو رہا۔ مَیں نے خواب میں آپ کو دیکھا کہ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف تشریف لا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے اُٹھو مَیں بے قرار ہو کر خواب سے اُٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بھیڑیئے خونخوار میرے سر کے قریب کھڑے ہیں۔ مَیں فوراً قصر عارفان کو روانہ ہوگیا۔ جب مَیں نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ راستہ

پر کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ کوئی شخص یہاں سو رہا ہے ۔

کرامت ۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر ہوگا۔ تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھاؤنگا۔ سب درویش اس وقت کے منتظر تھے جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو مرض الموت ہوا۔ تو کاروان سرائے میں گئے اور مرض کے زمانہ میں اسی سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کے حال پر رحمت اور الطاف خاص فرمائے۔ اور آخر وقت دونو ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے۔ پھر دونو دستِ مبارک چہرے پر رکھے۔ اور اس عالم سے رحلت فرمائی ۔

کرامت ۔ خواجہ علاء الدین غجدوانی قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کے مرض الموت کے زمانہ میں حاضر تھا۔ حضرت حالت نزع میں تھے۔ جب حضرت نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ اے غلام دسترخوان لا اور کھانا کھا۔ حضرت ہمیشہ مجھ کو غلام کہا کرتے تھے تعمیل ارشاد کیلئے میں دسترخوان لایا اور چند لقمے کھائے۔ اس حالت میں میں کھانا نہ کھا سکتا تھا اس لئے دسترخوان کو اٹھا دیا۔ حضرت نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ میں نے دسترخوان اٹھا دیا ہے۔ پس فرمایا کہ اے غلام دسترخوان بچھا اور کھانا کھا۔ میں نے پھر چند لقمے کھا کر دسترخوان اٹھا دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ اور کھانا کھاؤ کیونکہ کھانا اچھی طرح کھانا چاہیئے۔ اور کام اچھی طرح کرنا چاہیئے۔ آپ نے چار مرتبہ اسی طرح ارشاد فرمایا ۔

کرامت ۔ آپ کی مرض اخیر میں آپکے اصحاب کی ایک جماعت کو خیال پیدا ہوا۔ دیکھئے حضرت کس کو ارشاد کی اجازت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ کو اس خطرہ سے آگاہی ہوگئی اور فرمایا کہ اس وقت مجھ کو تشویش میں مت ڈالو۔ یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے۔ حق تعالٰے تم میں سے جس کسی کو اس مرتبہ پر پہنچا دیگا۔ وہ مرتبہ خود اس کا فیصلہ کر دیگا۔ حضرت خواجہ کے بعض مریدین نے نقل کیا ہے کہ حضرت نے اس وقت یہ فرمایا کہ بات وہی ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کہی تھی۔ کہ جس کو ہمارے دیکھنے کی آرزو ہو۔ وہ خواجہ محمد پارسا کو دیکھ لے۔ اس ارشاد کے دوسرے دن آپ نے رحلت فرمائی ۔

کرامت۔ خواجہ علاؤالدین قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا۔ جب سورۃ نصف ہوئی تو انوار ظاہر ہونے لگے ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ اِس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہوگیا حضرت کی عمر شریف پورے تہتر سال کی تھی۔ اور چوہترویں سال میں دوشنبہ کے دن تیسری ماہ ربیع الاوّل ۷۹۱؁ہجری یا سنہ ۷۹۰؁ھ میں وفات پائی ✤

چنانچہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :—

بہاؤالدین طالب مثواہ　　امام سنّت شیخ جماعت
چو میرفت از جہاں این بیت میخواند　　براہل فضل ارباب بلاغت
بطاعت قرب یزداں میتواں یافت　　قدم در نہ گرت ہست استطاعت
بدیں دستور تاریخ وفاتش　　بروں آر از حروف قرب طاعت

مزار شریف بخارا میں ہے فقیر مؤلف نے اُس صاحبِ کمال کی تاریخ وفات قول اوّل کی بنا پر "عجائب الکرامات بود" اور قول ثانی کی بنا پر "او سراج اُمت بودہ اود" اور "رہین سنّت بودہ" سے پائی ہے ✤

واضح ہو کہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے چار فرزند اور چار خلیفہ تھے۔ سب کے سب اوراصحاب حال تھے۔ حضرت نے اپنے ہر ایک فرزند کی تربیت اپنے ایک ایک خلیفہ کے سپرد کی تھی۔ امیر برہان الدین قدس سرہ حضرت امیر کلال کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اور ان کی تربیت حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہ کے سپرد تھی۔ اور فرمایا تھا کہ جب اُستاد شاگرد کی تربیت کرے تو چاہیئے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد میں مطالعہ کرے۔ تاکہ اُس پر بھروسہ ہو جائے کہ تربیت اُس میں قایم ہوگئی ہے۔ اور اگر اِس میں خلل دیکھے تو اُس کی اصلاح کرے۔ اِس کے بعد آپ نے حضرت خواجہ نقشبند سے فرمایا کہ میرے فرزند امیر برہان الدین موجود ہیں۔ کسی کا دستِ تصرف اُن پر نہیں پہنچا ہے تم میرے سامنے اِن کی تربیت میں مشغول ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہاری تربیت کا اثر دیکھوں اور مجھ کو تمہاری کاریگری پر اعتماد ہو جائے۔ حضرت خواجہ نے ادب کی وجہ سے کچھ توقف کیا حضرت امیر نے فرمایا کہ تامل نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت خواجہ بہ تعمیل ارشاد حضرت امیر برہان الدین کے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس سے ان میں حالت عظیم پیدا ہوئی۔ اور شکر حقیقی کا اثر

ظاہر ہوا۔ اِس کے بعد امیر برہان الدین حضرت خواجہ کے تربیت میں مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچے۔ اور صاحب تصرف کرامت ہوئے۔ حضرت امیر برہان الدین کا طریقہ خلق سے انقطاع کا تھا۔ آپ ہرگز کسی سے نسبت نہیں رکھتے تھے۔ اور کسی کو آپ کا اطوارِ باطن پر اطلاع نہ ہوتی تھی۔ آپ کی قوتِ باطن اس درجہ تھی کہ حضرت خواجہ کے بعض مریدوں کا حال گم کر دیتے تھے ÷

کرامت۔ شیخ نیک روز بخاری جو حضرت خواجہ کے مریدوں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب مجھ کو راستہ میں امیر برہان الدین سے اتفاق ملاقات کا ہوتا۔ تو میرے احوال باطنی مجھ سے غائب ہو جاتے تھے۔ ایک روز میں حضرت خواجہ کی خدمت میں امیر برہان الدین کی شکایت کرنے کے لئے آیا۔ حضرت خواجہ نے مجھ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم اس وقت امیر برہان الدین کی شکایت کے لئے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کے ضمیرِ خورشید نظر پر خود روشن ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ تم میری طرف اس طرح متوجہ ہو جایا کرو کہ میں میں نہیں ہوں جو کچھ ہیں حضرت خواجہ ہیں۔ اِس کے بعد جب امیر برہان الدین سے اتفاق ملاقات کا ہوا تو انہوں نے چاہا کہ میری طرف متوجہ ہوں۔ میں نے فوراً حضرت خواجہ کی صورت کا تصور کیا۔ اور کہا کہ میں نہیں ہوں حضرت خواجہ ہیں اُس وقت میں نے دیکھا کہ امیر برہان الدین کا حال متغیر ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اِس کے بعد سے اُنہوں نے کبھی مجھ میں تصرف نہیں کیا ÷

کرامت۔ امیر برہان الدین قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عیدِ قربان کے موقعہ پر جب کہ لوگ عید گاہ سے نماز پڑھ کر واپس ہو رہے تھے۔ حضرت خواجہ کے پاس مخلوق کا بہت کچھ ہجوم تھا۔ اس طرح کہ میں بہت فاصلہ پر ہو گیا تھا۔ اُس وقت میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضرت خواجہ کا یہ ابتدائی زمانہ ہے۔ اور آپ کے تصرفات و کرامات کے ظہور کا اب آغاز ہو رہا ہے۔ اِس لئے مخلوق کا ہجوم حضرت کے اوقات میں مخل ہو گا حضرت خواجہ نے میرا گریبان پکڑ کے تھوڑی حرکت دی۔ اس سے ایک صفت نہایت بزرگ میرے باطن میں پیدا ہوئی کہ اس کے عظمت اور صولت سے میری طاقت جاتی رہی۔ اور میں قریب گرنے کے ہو گیا۔ مگر حضرت خواجہ نے مجھ کو بچا لیا۔ اور ایک زمانہ اسی حالت پر گزر گیا جب مجھ کو افاقہ اور ہوش پیدا ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے

ہو۔ اب بھی وہ تصرفات ہیں یا نہیں۔ میں ندامت سے حضرت کے قدموں پر گر گیا۔

امیر حمزہ قدس سرہٗ

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کا نام حضرت امیرؒ نے اپنے والد کے نام پر رکھا اور ہمیشہ آپ کو پدر کہا کرتے تھے۔ آپ کی تربیت مولانا عارف دیک گرانی قدس سرہٗ کے حوالہ فرمائی تھی۔ آپ مولانا کی تربیت کے زیرِ سایہ درجۂ کمال اور تکمیل کو پہنچے اور حضرت امیر کلال کی وفات کے بعد آپ ہی اُن کی جگہ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اور برسوں تک خلق اللہ کو رشد و ارشاد و ہدایت فرماتے رہے۔ آپ کی وفات غرّہ شوال ۸۰۰ھ ہجری میں ہوئی۔

امیر شاہ قدس سرہٗ

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند ہیں اور آپ کی تربیت حضرت نے شیخ یادگار قدس سرہٗ کے حوالہ کی تھی۔ آپ بندگانِ خدا کی خدمت گذاری میں بہت اہتمام اور کوشش رکھتے تھے۔ اور لوگوں کی مشکلوں کو بہت خوبی سے حل کرتے تھے۔ اور لوگوں کی دلجوئی اور نگہداشت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ آپ دنیا سے بقدرِ کفاف لیتے اور فرماتے کہ ہر شے کے لینے کے پیچھے جواب دینا لگا ہوا ہے۔

امیر عمر قدس سرہٗ

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے چوتھے فرزند ہیں حضرت امیر نے آپ کی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی قدس سرہٗ کے حوالہ فرمائی تھی۔ آپ صاحبِ کرامات اور مالکِ خارقِ عادات تھے۔ اکثر اوقات آپ احتسابِ نفس میں مشغول رہتے تھے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اکابر اولیا نے کہا ہے کہ گائے کے سر کاٹنے کا جب وقت قریب آتا ہے تو اُس کو اس طائفہ کی دیوار پر رکھتے ہیں۔ جس کو نکالنا چاہتے ہیں اُس کو اس طائفہ کی پردہ دری کے لئے لگاتے ہیں۔

مولانا عارف دیگ گرانی قدس سرہٗ آپ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے

دوسرے خلیفہ ہیں۔ اور آپ کا مولد و مرقد قریہ ریگ گران ہے۔ جو قصبہ ہزارہ کے کنارہ کوہ پر واقع ہے۔ جہاں سے بخارا نو فرسنگ شرعی ہے آپ کا مزار پر انوار اُسی قریہ کے باہر ہزارہ کے رستہ پر واقع ہے۔

حضرت امیر کلال قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مریدوں میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور مولانا عارف ریگ گرانی کے مماثل کوئی نہیں ہے یہ دونو سب سے آگے چلے گئے ہیں حضرت خواجہ نقشبند قدس حضرت امیر کلال قدس سرہ سے خلافت پانے کے بعد سات سال مولانا عارف کی صحبت میں رہے۔ اور مولانا کی تعظیم و تکریم میں مصروف رہکر اُنہیں کے ساتھ سلوک طے کیا۔ چنانچہ آپ بوقت طہارت کرنے کے نہر کے کنارہ مولانا سے بلند مقام پر ہرگز نہ بیٹھتے تھے۔ اور رستہ چلنے میں مولانا کے برابر نہ چلتے تھے۔ اور ہمیشہ آپکا اتباع کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت مولانا کو حضرت امیر کلال قدس سرہ کی صحبت میں حضرت خواجہ پر سبقت تھی اور حضرت خواجہ سے برسوں پہلے آپ حضرت امیر کلال کی تربیت میں درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ذکر خفی میں مشغول ہوئے اور ہم میں نشان آگاہی پیدا ہوئی تو ہم اس کی اصل کے طالب ہوئے۔ اور تیس برس تک اصل کی تلاش اور جستجو کرتے رہے۔ دو مرتبہ سفر حجاز کا کیا۔ ہر ایک گوشہ اور زاویہ میں پھرے۔ اس تلاش میں مولانا عارف کے مماثل کوئی شخص بھی ملجاتا تو ہم ہرگز واپس نہ آتے ایسا شخص چاہیئے جو ہم زانو ہو اور سیر میں آسمانوں سے آگے بڑھ گیا ہو اور ظاہر او رباطن میں ہی مشغول ہو۔

قدسیہ مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی تدبیر میں ہے وہ خالص دوزخ میں ہے۔ اور جو شخص تقدیر الٰہی جل و علا کی تعمیل میں مصروف ہے وہ خالص بہشت میں ہے۔

قدسیہ ایک روز مولانا نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کھانے کے وقت ہر ایک عضو اپنے ایک کام میں مشغول رہتا ہے۔ دل کس کام میں مشغول رہتا ہے۔ مریدوں نے عرض کیا۔ کہ ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایسے وقت میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ذکر نہیں ہے بلکہ اس وقت کا ذکر سبب ہے مسبب کی طرف جانا اور نعمت کو منعم کی طرف سے دیکھنا ہے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں کام میرا آپ کی دعا سے سرانجام پائیگا۔ مولانا نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ ذمہ لینا اُس

شخص کا کام ہے کہ صاحب مقصد کا کام اس کی مبارک ہمت سے پورا ہو سکے اور مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے ۔

کرامت ۔ ایک دفعہ قریہ دیگ گران میں طوفانِ آب آیا چنانچہ گاؤں کے بہ جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ لوگ خوف کے مارے فریاد کرنے لگے۔ مولانا یہ شور سُنکر باہر نکلے اور اپنے آپ کو طوفان میں اُس مقام پر جہاں پانی کا زور تھا ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ اے پانی اگر تجھ سے ہو سکتا ہے تو مجھ کو بہالے۔ فوراً طوفان بیٹھ گیا اور تسکین ہو گئی ۔

کرامت ۔ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ مولانا بہاؤ الدین قشلاقی قدس سرہٗ کی صحبت میں تھے (جو علوم ظاہری اور باطنی کے عالم اور صاحب آیات و کرامات تھے اور حضرت خواجہ کے پیر صحبت اور شیخ الحدیث تھے) اثناءِ کلام میں مولانا نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ ایسے مُرغ بلند پرواز آپ میں یا آپکے دوست مولانا عارف دیگ گرانی ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ کاش کہ صحبت مولانا کی آج ہی میسر ہو جاتی۔ پس مولانا کی صحبت کا شوق حضرت خواجہ پر غالب ہوا۔ اور اُس وقت مولٰنا عارف اپنے گاؤں میں اپنے مریدوں کے ساتھ روئی کی کاشت میں مشغول تھے۔ مولانا بہاؤ الدین قشلاقی نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ اگر تم کو مولانا عارف کے دیدار کا شوق بہت ہے تو میں اُن کو آواز دیتا ہوں وہ ضرور آجائینگے پس آپ بام پر چڑھے۔ اور تین بار آواز دی ۔ کہ اے مولانا عارف ۔ مولانا عارف اُسی وقت کاشت کے کام سے رُک گئے۔ اور مریدوں سے فرمایا کہ تم لوگ قیام گاہ پر جاؤ۔ مجھ کو مولانا بہاؤ الدین قشلاقی طلب کرتے ہیں۔ پس عجلت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اور اُسی دوپہر میں قبل اس کے کہ دیگ آتشدان سے اُتاری جائے اور آش استعمال میں لایا جائے اُنکی صحبت میں پہنچ گئے۔ اور قریہ دیگ گران اور قشلاق میں بیس فرسنگ کا فاصلہ ہے۔ حضرت خواجہ اور مولانا عارف کی پہلی ملاقات اسی صحبت میں ہوئی ۔

شیخ یادگار قدس سرہٗ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے تیسرے خلیفہ ہیں اور آپکا وطن کبن سرور ہے جو شہر بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت امیر شاہ قدس سرہٗ آپ کی تربیت میں بلند درجوں پر پہنچے ۔

شیخ جمال الدین دہستانی قدس سرہٗ ، آپ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ حضرت امیر نے اپنے چوتھے فرزند امیر عمر قدس سرہٗ کی تربیت آپکے حوالہ فرمائی تھی

امیر عمر قدس سرہ آپ کی زیر تربیت مقامات اور درجات کمال پر پہنچے حضرت امیر کلال قدس سرہ کے کار کردہ مریدین سوائے ان چار خلفا کے اور بھی بہت ہیں +

چنانچہ شیخ محمد خلیفہ اکابر مریدین حضرت امیر کلال قدس سرہ سے تھے۔ اور حضرت امیر کلالؒ جانتے تھے۔ کہ آپکے بعد طالبوں اور مریدوں کی وہ تربیت کرتے رہینگے۔ اور شیخ شمس الدین کلال قدس سرہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے مریدان عظام میں سے ہیں۔ اور سفر مبارک میں حضرت امیر کے ہمراہ تھے۔ اور قریہ فرشی سے صحرائے کفش تک پیادہ گئے اور عراق میں مشائخین کے ساتھ اُن کی صحبت میں بہت رہے۔ آپ ماوراء النہر میں اُن کے طریقہ کے مراقبہ کو لائے اور مشتہر فرمایا۔ اور مولانا علاؤ الدین کن سروانی اکابر اصحاب حضرت امیرؒ سے ہیں۔ اور شیخ درازونی جو عالم علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اور مولانا بہاؤ الدین طوسی اور شیخ بدر الدین میدانی اور شیخ امین اور خواجہ محمد اور اُن کے سوا اور بہت صاحب بلدین حضرت امیر کلال سے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے +

حضرت مولٰنا یعقوب چرخی قدس سرہ

آپکا انتساب اس طریقہ عالیہ میں آستانِ عرش نشان شاہ ولایت پناہ حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند سے ہے آپ کی اصل قریہ چرخ ہے جو ولایت غزنیں میں ایک گاؤں ہے آپکا مرقدِ منور ایک گاؤں میں ہے۔ منجملہ موضعات حصار کے ابتدائے احوال میں اکثر اوقات جامع ہرات میں اور اکثر دیارِ مصر میں تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ اور شیخ زین الدین خوانی قدس سرہ کے ساتھ مصر میں ہم سبق رہے ہے۔ یہ دونو صاحب مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جو اس دیار کے اکابر علما سے ہیں ہم سبق تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد اور خلوص رکھتے تھے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے سلسلہ میں منسلک ہونے سے پہلے مجھ کو حضرت کے ساتھ اعتقاد اور خلوص تھا اور اکابر علما سے اجازت فتوے حاصل کرنے سے پہلے میں نے اپنے وطن مالوف کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ ایکدفعہ مجھ کو حضرت خواجہ سے اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میں نے بطریق معتقدین تواضع اور نیازمندی کی اور حضرت سے عرض کیا۔ کہ اس عاجز کی طرف بھی گوشۂ عنایت ملحوظ رکھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں

وقت ارادہ کر کے ہمارے پاس آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں آرزومندِ خدمت ہوں حضرت نے فرمایا کہ جس وجہ سے میں نے کہا کہ آپ بزرگ ہیں۔ اور مقبولِ خلائق۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ یہ قول شیطانی ہو۔ میں نے کہا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو دوستی کیلئے منتخب فرماتا ہے تو اُس کی دوستی بندگانِ خدا کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت قدس سرہٗ نے یہ سُنکر تبسم فرمایا اور کہا کہ ہم عزیزان ہیں۔ پس یہ ارشاد سُنکر میری یہ حالت اس لئے متغیر ہوئی کہ میں اس سے ایک ماہ پہلے خواب میں دیکھ چکا تھا کہ کوئی صاحب مجھ سے فرماتے ہیں کہ عزیزان کا مرید ہو مجھ کو اسی وقت وہ خواب یاد آئی اور حضرت خواجہ سے میں نے التماس کی کہ خاطر شریف میرے حال پر منعطف رکھیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرضوان سے عرض کیا تھا کہ مجھ کو آپ یاد رکھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہیں رہتا ہے۔ تم کوئی چیز ہمارے پاس چھوڑ دو۔ تاکہ جب ہم اُس کو دیکھیں تم یاد آجاؤ۔ لیکن تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس کو تم ہمارے پاس چھوڑ سکو۔ یہ کہکر حضرت نے اپنی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس کو احتیاط سے رکھو۔ جب تم اس کو دیکھو گے تو ہم کو یاد کروگے اور جب ہماری یاد کروگے تو ہماری حضوری میں آجاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس سفر میں مولانا تاج الدین سے کولکی کے جنگل میں ضرور ملاقات کرنا۔ کیونکہ وہ اولیائے وقت سے ہیں میرے دل میں خیال گذرا کہ میرا ارادہ بلخ جانے کا ہے۔ پھر وہاں سے اپنے وطن جاؤنگا بلخ کہاں اور دشت کولکی کہاں میں حضرت سے رخصت ہوکر بلخ روانہ ہوا۔ اتفاقاً ایسی ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے دشت کولکی میں جانا پڑا۔ اِس وقت حضرت خواجہ کا ارشاد مجھ کو یاد آیا۔ اور بہت تعجب ہوا۔ میں نے یہاں مولانا تاج الدین سے ملاقات کی۔ اور مولانا سے ملاقات ہونے کے بعد سے حضرت خواجہ کے ساتھ رابطہ محبت اور زیادہ ہوگیا۔ اور کچھ سبب ایسا پیش آیا کہ حضرت خواجہ کی ملاقات کیلئے پھر بخارا واپس آنا پڑا اور میرے دل میں یہ خیال مضبوط ہوگیا۔ کہ دستِ ارادت حضرت خواجہ کے دست شریف میں دے دوں بخارا میں ایک مجذوب تھا۔ اور اس کے ساتھ مجھ کو بہت اعتقاد تھا چلتے وقت میں نے اُس کو رستہ پر بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا میں بخارا کو جاؤں اُس نے کہا کہ جلدی جاؤ اور بہت سی لکیریں زمین پر کھینچیں۔ میں نے دل میں کہا کہ اِن لکیروں کو

شمار کرنا چاہیئے۔ اگر وہ طاق نکلیں تو اِس خیال کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ کیونکہ اللہ تعالےٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے ؂

جب مَیں نے اُن کو گنا تو وہ طاق ہی نکلیں۔ مَیں پوری طرح یقین کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور حضرت سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم خود کسی کو قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر بارگاہِ ایزدی میں تجھ کو قبول کر لیا جائے تو ہم بھی قبول کر لیں گے۔ پس وہ رات میرے لئے میری عمر میں سخت ترین رات تھی۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے آیا مجھ کو قبول کیا جاتا ہے یا رد کر دیتے ہیں۔ جب صبح ہوئی اور مَیں صبح کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھ چکا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مبارک ہو قبولیت کے لئے اشارہ کیا گیا ہے لوگوں کو بہت کم قبول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی کسی نیت سے آتا ہے۔ کوئی کیسے وقت آتا ہے ؂

اِس کے بعد حضرت نے اپنے مشائخوں کا سلسلہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ تک بیان فرمایا ہے۔ اور فقیر کو وقفِ عددی میں مشغول فرما دیا۔ اور فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے عدد طاق کی شمار کا لحاظ رکھو۔ گویا اُن خطوط کی طرف اشارہ فرمایا جو میں نے کھینچے اور اپنا رہبر بنایا تھا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خضر علےٰ نبیّنا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کو پہنچا ہے ؂

قدسیہ حضرت مولانا نے اپنی کتاب مناقب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب خدائے پاک کی عنایت بے غایت سے طلب کی خواہش اس فقیر کے دل میں پیدا ہوئی تو فیض نامتناہی کی کشش اور فضل الٰہی کے قاصد نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کی صحبت کی طرف کھینچا۔ مَیں بخارا میں آپ کی ملازمت کرتا اور حضرت کے کرمِ عمیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایت صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں۔ اور کامل و مکمل ہیں۔ ارشاداتِ غیبی اور بہت سے تبعات کے بعد مَیں نے کلامِ الٰہی سے تفاؤل کیا۔ تو یہ آیت نکلی۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو بھی ان کی ہدایتوں کی پیروی کر ؂

ایک روز سہ پہر کے وقت مقام فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا۔ مزار حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ قبولِ الٰہی کا جذبہ

پہنچا۔ اور میرے باطن کو بے قرار کر دیا۔ پس میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ میں قصر عارفان تک جو حضرت خواجہ کا قیام گاہ تھا پہنچا تو حضرت کو راستہ میں منتظر کھڑے ہوئے پایا۔ حضرت نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور نماز شام کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ حضرت کی ہیبت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ کلام کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اثنائے کلام میں حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ عِلْمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ علم دو طرح کا ہے۔ پہلا علمِ قلب اور یہ علم نفع دیتا ہے اور یہ نبیوں اور مرسلوں کا علم ہے ✦

اور عِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ دوسرا علمِ زبان اللہ کی حجت ہے آدم کی اولاد پر ✦

مجھ کو امید ہے کہ علمِ باطنی کا حصّہ تم کو ملے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْا هُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ یَدْخُلُوْنَ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَیَنْظُرُوْنَ اِلٰی هِمَمِكُمْ جب اہلِ صدق کی صحبت میں بیٹھو تو سچائی کے ساتھ بیٹھو۔ کیونکہ وہ قلب کے جاسوس ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں ✦

اِس کے بعد ایک مدت تک حضرت خواجہ کی صحبت میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت نے فقیر کو بخارا سے رخصت ہونے کی اجازت عطا فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے تو بندگانِ خدا کے بزرگ و برتر کو پہنچا تاکہ سعادت کا سبب ہو۔ اور رخصت کے وقت حضرت نے تین بار فرمایا کہ تجھ کو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں اور اس سپرد کرنے میں بہت سی امیدیں ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اسْتُوْدِعَ لَهٗ شَیْءٌ حَفِظَهٗ جب کوئی شخص کسی کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کی حفاظت کرتا ہے، میں بخارا سے نکل کر شہر کیش میں پہنچا۔ اور کچھ دنوں وہاں قیام کیا ✦

اِس عرصہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وفات کی خبر میرے سننے میں آئی۔ میرے دل پر اس واقعہ کا بہت رنج و صدمہ ہوا۔ اور یہ خوفِ عظیم غالب ہوا کہ مبادا کہ عالم کیطرف

میری طبیعت کا میل ہو جائے اور طلب باقی نہ رہے۔ مَیں نے حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ اور یہ آیت آپ نے پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول، اُن کے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ بالفرض اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑھیوں کے بل لوٹ جاؤ گے +

جب حضرت کی صحبت شریف سے نااُمید ہونے کے بعد خیال ہوا کہ اس زمانے کے دوسرے درویشوں کے گروہ میں ملجاؤں۔ پھر مَیں نے حضرت کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ قَالَ زَيْدُ ابْنُ الْحَارِثَةِ اَلدِّيْنُ وَاحِدٌ زید بن حارث نے کہا ہے کہ دین ایک ہی ہے' اس ارشاد سے مَیں نے سمجھا کہ اجازت نہیں ہے +

حضرت قدس سرہٗ نے تمام صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں سے زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس لئے تخصیص فرمائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منہ بولے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم بھی طالبوں کو فرزندی میں قبول کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کے اصحاب بھی دوسروں سے ممتاز ہیں +

دوبارہ پھر مَیں نے آنحضرت قدس سرہٗ کو دیکھا۔ اور پوچھا کہ قیامت میں آپ کو کس چیز سے پاؤنگا حضرت نے فرمایا کہ تشرّع سے یعنی شریعت پر عمل کرنے سے اس بشارۃ میں اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے جو آپ عالمِ حیات میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم نے جو کچھ فضلِ الٰہی سے اور آیات قرآنی واحادیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کی برکت سے اور عمل سے نتیجہ طلب کرنے اور تقوے اور حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھنے اور شریعت اور طریقہ سنت والجماعت پر چلنے اور بدعت سے پرہیز کرنے سے پایا +

جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فقیر کو بخارا سے سفر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ کی طلب پر اُن کے پاس بھیجا تھا۔ ان کی متابعت کے لئے اشارۃً حکم دیا تھا۔ پس جب مَیں بخارا سے کیش پہنچا اور کیش سے ولایت بدخشان کو گیا تاکہ وہاں سے چرخ کو جاکر علوم میں مشغولی کی جائے۔ تو عنایت حق سبحانہٗ سے علاؤالدین عطار بخارا سے تشریف لائے۔ اور قاصد کے ہاتھ ایک خط اس فقیر کے پاس

بھیجا۔ اور اس اشارۂ متابعت کو یاد دلایا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی نظرِ الطاف فقیر کے حال پر سب اصحاب سے زیادہ تھی۔ میں نے آپ کی صحبت میں ایک مدت صرف کی۔ جب اُن کا وصال ہوگیا۔ تو میں نے چاہا کہ حضرت خواجہ کے اس ارشاد کی تعمیل کروں۔ کہ جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے تو اس کو بندگانِ خدا کو پہنچا۔ اور بقدر امکان اس امر میں کوشش کر۔ فقیر اپنے آپ کو اس خدمت کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ مگر فقیر کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت خواجہ کا اشارہ خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم خراسان میں رہ چکے ہو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ زین الدین خوافی مریدوں کے خوابوں کی تعبیر دیتے ہیں اور خواب کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے میں نے کہا کہ ہاں درست ہے۔ حضرت مولانا نے اپنے ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھ لئے۔ اس فرمانے کے بعد آپ پر بے خودی طاری ہوئی۔ ہمیشہ آپ کی یہ عادت تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر میں بے خودی ہوتی رہتی تھی۔ اس روز بے خودی کی حالت میں آپ کا سرِ مبارک سینہ بے کینہ پر گر گیا۔ اور دو تین بال ریش مبارک کے آپ کے ہاتھ کی انگلیوں کی گھائی میں رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے سر اُٹھا کر یہ شعر پڑھا۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ابتدائے جذبہ میں مجھے ارشاد ہوا کہ تو اس راہ کو کس طرح طے کریگا۔ میں نے کہا کہ اس طرح سے کہ جو میں کہوں اور جو میں چاہوں وہ ہو جایا کرے۔ اس کا مجھ کو یہ جواب دیا گیا کہ جو کچھ ہم کریں ہم چاہینگے وہ ہوگا۔ پندرہ دن رات تک مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ میرا حال خراب اور میں بالکل خشک ہوگیا۔ اور معاملہ ناامیدی کی حد تک پہنچ گیا۔ تو خطاب مستطاب بارگاہِ رب العزت سے پہنچا۔ کہ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔

مقامات حضرت خواجہ قدس سرہٗ میں یہ واقعہ اسی طرح سے مذکور ہے مگر حضرت

مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جب یہ خطاب ہُوا کہ تو جیسا چاہتا ہے ویسا ہی رہ۔ تو مَیں نے اس طریقہ کو اختیار کیا۔ جو خدا تک پہنچنے والا ہے۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک سوداگر سے جو مولانا یعقوب قدس سرہٗ کے مخلصوں میں سے تھا۔ مَیں نے مولانا کی تعریف سُنی اور بجانب **هُلغتو** حضرت مولانا کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا۔ اور ولایت چغانیاں میں پہنچا۔ یہاں مَیں بعارضہ تپ لرزہ بیس دن تک بیمار رہا۔ اس کے ضعف اور نقاہت کی وجہ سے وہاں سے جلد روانہ نہ ہو سکا۔ اس عرصہ مدت میں یہاں کے بعض لوگوں نے حضرت مولانا یعقوب کی مجھ سے بہت سی غیبتیں کیں۔ اور بیماری کے زمانہ میں ان باتوں کے سننے سے میری طلب میں بہت بڑا فتور پیدا ہو گیا۔ آخر کار مَیں نے خیال کیا کہ اتنے دور دراز کی مسافت قطع کرنے کے بعد یہ اچھی بات نہیں ہے کہ مَیں مولانا کی خدمت میں نہ پہنچوں۔ اِس کے بعد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے لطف و مرحمت کو دیکھا اور آپ کی دلاویز باتیں سُنیں۔ دوسرے دن جو مَیں گیا تو بہت غصہ میں آئے۔ اور سختی و خشونت ظاہر کی۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ مولانا کا یہ غصہ بسبب میری غیبتوں کو سننے اور طلب میں کمی پیدا کرنے کی ہے۔ اگرچہ حضرت نے اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ لیکن اتنا فرمایا کہ کیا آسان ہے کہ کسی کی ملاقات کیلئے کوئی شخص دو ماہ پہلے آئے اور نہ دیکھے۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپکے اس غصہ کی وجہ میرا اس غیبت کو سننا اور آپ کی ملازمت کے ارادہ میں کمی پیدا کرنا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آپ نے نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کیا۔ اور اُنہوں نے حضرت خواجہ علاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ سے اپنی ملازمت کی سعادت کے قصہ کو بیان فرمایا۔ اِس کے بعد آپ نے دستِ مبارک دراز کیا۔ اور فرمایا کہ آؤ ہمارے ہاتھ پر بیعت کرو اُس وقت میری طبیعت نے کراہت کی۔ کیونکہ حضرت کی پیشانی پر ایک سفیدی کا داغ برص کی سفیدی سے مشابہ تھا۔ آپ از روئے اشراق میری طبیعت کی کراہت سے فوراً واقف ہو گئے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ کو فوراً کھینچ لیا اور بطور خلع ولبس کے اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی شکل میں ظاہر ہوئے کہ مَیں اختیار سے باہر ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ بے خود ہو کر حضرت سے لپٹ جاؤں۔ پھر آپ نے ہاتھ دراز کیا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ

نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اور جس نے تیرا ہاتھ پکڑا اُس نے بیشک میرا (خواجہ بہاؤ الدین کا) ہاتھ پکڑا۔ میں نے فوراً مولانا کا ہاتھ پکڑ لیا حضرت نے مجھ کو وقوف عددی میں مشغول کیا۔ اور حضرت مولانا یعقوب صاحب تفسیر اور دیگر تصانیف شریفہ تھے۔ سنہ ۸۵۱ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ مقام ہلغتو میں مدفون ہوئے۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کے خلفاء مولانا یعقوب چرخی کے سوا اور بھی ہیں اُن میں سے بعض کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

خواجہ علاءُ الدّین غجدوانی قدّس سرّہٗ

آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کے جلیل القدر مریدوں میں سے ہیں آپ کا مولد مقام غجدوان ہے اور آپ کی قبر شریف مزہ میں ہے۔ جو بخارا سے سمت جنوب قریب عید گاہ ایک موضع ہے۔ واضح ہو کہ اس موضع میں ایک ٹیلہ ہے۔ اور آپ اسی ٹیلہ پر مدفون ہیں۔

بعض نے یہ بیان کیا کہ آپ سولہ سال کی عمر میں حضرت امیر کلال وشتی کی صحبت میں پہنچے۔ جو سید امیر کلال قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ اور انہیں سے ذکر کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور بعض نے کہا کہ آپ نے عمر جوانی میں حضرت علاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کی شرف صحبت و قبولیت حاصل کی اور حضرت خواجہ کی وفات کے بعد حضرت کے اشارہ پر بقیہ عمر حضرت خواجہ محمد پارسا اور خواجہ برہان الدین ابی نصر کے ہم صحبت رہے۔ اور یہ دونو بزرگ آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے۔

خواجہ علاؤ الدین بہت شیریں کلام تھے اور استغراق و استہلاک بدرجہ کمال رکھتے تھے۔ اور باتیں کرتے کرتے بے خود ہو جاتے تھے۔ اور مشغولی پر بہت حریص تھے اور اس کثرت مشغولیت کی وجہ سے آپ گویا عین نسبت ہو گئے تھے۔ آپ ایک ہی جلسہ میں بلا نشست بدلے ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ اس طرح سے کہ ایک پاؤں سے دوسرا پاؤں نہ بدلتے تھے۔ حالانکہ اُس زمانہ میں آپ کی عمر نوّے سال کی تھی اور بہت ضعیف ہو گئے تھے۔

قدسیہ ۔ خواجہ علاؤ الدین فرماتے ہیں کہ جب سے میں سن شعور کو پہنچا ہوں۔ میں نے اتنی دیر کے لئے بھی یاد خدا سے غفلت نہیں کی کہ جتنی دیر پانی پینے میں اپنی

چونچ کو پانی میں رکھتی ہے۔ اور نہ میں نے خواب میں غفلت کی نہ بیداری میں ✤

شیخ سراج الدین پیرستی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ ہیں آپ کی جائے پیدائش موضع پیرست ہے جو موضعات وابکند سے ہے۔ اور بخارا سے چار فرسنگ شرعی کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ ابتدائے احوال میں حضرت امیر حمزہ فرزند امیر کلال قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اور آخر زمانہ میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب کے سلسلہ میں شامل ہو گئے اور منقول ہے کہ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے شروع زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے ذکر نفی و اثبات کی تعلیم (کہ لا کے الف کو ناف سے خیال کریں اور کرسی لا کو پستان راست پر اور سر الف کو قلب صنوبری پر اور الٰہ کو متصل کرسی لا کے جو پستان راست پر واقع ہے اور الا اللہ محمد رسول اللہ کو متصل قلب کے اعتبار کریں اور اس شکل کو اس کیفیت سے نگاہ رکھیں اور طریق مقررہ کے بموجب ذکر میں مشغول ہوں) شیخ سراج الدین قدس سرہٗ سے حاصل کی ہے ✤

کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر حمزہ قدس سرہٗ کی ابتدائی صحبت کے زمانہ میں بہت ریاضتیں اور محنتیں اٹھائیں۔ ایک دفعہ آپ کو ایسی بے خودی کی حالت پیدا ہوئی کہ تین دن رات تک مدہوش پڑے رہے۔ اس حال کی حضرت امیر حمزہ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے کان کہہ دو کہ امیر حمزہ کہتا ہے کہ تم جہاں پہنچے ہو وہاں سے واپس ہو جاؤ۔ جب حضرت کا یہ کلام ان کے کان میں پہنچا تو متنبہ ہوئے اور ان میں حس و حرکت پیدا ہو گئی ✤

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے نقل کیا ہے کہ شیخ سراج الدین کا طریقہ یہ تھا کہ روزانہ کلالی یعنی مٹی کے برتن بنانے میں مشغول رہتے تھے۔ اور شب میں بسا اوقات اس طرح بیٹھتے کہ ایک پاؤں سے دوسرا پاؤں شہ بدلتے۔ آپ کتب متداولہ علمیہ کا شغل بہت کم رکھتے تھے۔ مگر آپ کے کلام میں اتنی نمکینی اور شیرینی تھی کہ اس زمانہ کے بہت سے عقلمندوں کے مجالس میں نہ تھی ✤

کرامت جب کوئی مہمان آپ کے گھر آنے والا ہوتا تو آپ تھوڑی دیر پہلے سے

جھاڑو دینے لگتے تھے۔ اِس کا راز آپ سے پوچھا گیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ ایک جن میرا تابع ہے وہ مہمان کے آنے سے پہلے مجھ کو خبر دے دیتا ہے۔ یہ بات محض اپنے حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے آپ نے فرمائی تھی +

کرامت۔ ایک روز شیخ ابی الحسن عشقی قدس سرہ کے مریدوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ان درویشوں نے یہ خیال کر کے کہ آپ ان کو اپنا مرید کرنا چاہتے ہیں کہا کہ اے شیخ آپ اپنا وقت ضائع نہ کیجئے ہم شیخ ابی الحسن کی محبت اور تصرف سے تاحلق پُر ہو چکے ہیں۔ اب کسی اور کی ہم میں گنجائش باقی نہیں ہے۔ آپ کی ہم میں سمائی نہیں ہو سکتی ہے۔ اُن کے اس کلام سے غیرت نے آپ کو آمادہ کیا۔ اور آپ نے ان کے بطون میں کچھ ایسا تصرّف کیا کہ جس سے وہ زمین پر لوٹنے لگے۔ اور انہوں نے اپنے گریبانوں کو چاک کر دیا۔ اور ایک عرصہ تک بیہوش پڑے رہے۔ پھر جب آپ نے تصرّف کیا۔ تو وہ ہوش میں آئے۔ اس وقت انہوں نے نیازمندی اور ارادت کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے ہم اور شیخ ابی الحسن ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں +

مولانا سیف الدّین مناری قدّس سرّہٗ

آپ قریہ منار کے رہنے والے تھے۔ جو ولایت فرکت میں ایک گاؤں ہے اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان تاشقند سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب کبار اور محبوبین سے تھے اور حضرت خواجہ کی آپ کے حال پر بہت کچھ توجہ اور التفات تھی۔ آپ اپنے وقت کے علامہ تھے۔ علوم متداولہ کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان علوم میں مولانا حمید الدین شاشی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے +

مولانا سیف الدین خوشخوان بخاری قدّس سرّہٗ

آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب کبار اور مقبولین سے ہیں حضرت خواجہ سے آپ کی ارادت کا یہ سبب ہوا کہ آپ بخارا سے بغرض تجارت خوارزم گئے اور وہاں آپ خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ کی صحبت میں شریک ہو کر متاثر

ہوئے۔ جب بخارا کو واپس آئے تو حضرت خواجہ کی خدمت میں قدمبوس ہوئے۔ اور طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور سعادت قبول سے مشرف ہوئے۔ اور پوری کوشش کے ساتھ مشغول ہوئے۔ اور کامل ہمّت کے ساتھ حضرت خواجہ کی نسبت کی طرف توجہ کی۔ اور پُرانے احباب اور ہمنشینوں کی صحبت کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت خواجہ کی برکت توجہ سے درجۂ کمال تک پہنچے +

خواجہ علاؤالدین عطّار قدّس سرّہٗ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرّہٗ کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا تھا حضرت خواجہ آپ کے حال پر بہت توجہ مبذول رکھتے تھے آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور گھڑی گھڑی آپ کے حال کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور آپ کو کمال و تکمیل کے درجہ تک پہنچایا تھا۔ اور اپنے زمانۂ حیات میں ہی طالبانِ خدا کی تربیت آپ کے حوالہ کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ علاؤالدین نے ہمارے بار کو بہت ہلکا کر دیا ہے۔ بہت سے طالبین آپ کی بابرکت توجہ سے دوری اور نقصان کے درجہ سے قرب کی پیشگاہ میں پہنچے۔ اور قرب اور وصل اور مرتبہ تکمیل وارشاد کو پا لیا۔ اور بعد وفات حضرت خواجہ قدس سرّہٗ حضرت کے تمام اصحاب نے محض آپ کی رفعتِ شان کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی یہاں تک کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرّہٗ نے بھی بیعت کی +

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرّہٗ کو توجہ اور مراقبہ میں بے خودی اور سکر بہت پیدا ہوتا تھا۔ اور خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو صحو اور ہوش رہتا تھا۔ اور شعور و صحو کو سکر اور غیبت سے افضل کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطّار قدس سرّہٗ حضرت خواجہ کے خلیفہ اوّل اور نائبِ مطلق تھے۔ آپ طریقہ خاص کے مالک تھے جس کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ آپ کے مناقب اور کمالات اور کلماتِ قدسیہ اور کراماتِ علیہ جو شمار سے زیادہ ہیں۔ یہاں بطور اجمال کے ان کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے +

درجہ ۔ ہمارے حضرت (مجدد صاحب) قدس سرّہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطّار قدس سرّہٗ باوجود نسبتِ ولایتِ شہادت و صدیقیت کے محبتِ ذاتیہ سے غیبِ ذات تک گئے ہیں۔ اور نقطۂ نہایت میں واصل ہوئے۔ اور وہاں بقا پیدا

کی۔ اور اس بقا میں قطب ارشاد ہوئے۔ کیونکہ قطبیت ارشاد یا بکہ قطبیت مدار کا حصُول اُس نقطہ تک وصُول ہونے پر موقوف ہے۔ جب تک اس مقام میں فنا اور بقا نہ پیدا کی جائے۔ ان دونو قطبیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ نے اس مطلب تک وصُول ہونے کے لئے طریقہ خاص وضع کیا ہے اور اُن کے خلفاء نے اس مطلب کو اس عبارت میں ادا کیا ہے۔ کہ کل طریقوں میں زیادہ قریب طریقہ عُلائیہ ہے اس میں شک نہیں کہ طریقۂ علائیہ مقام نہایت النہایت تک وصول کے لئے اقرب طریق ہے۔ اور بہت ہی کم اولیاءِ عظام اس رستہ سے گئے ہیں۔ چہ جائیکہ اس مطلب کیلئے کسی نے کوئی طریقہ وضع کیا ہو۔ یہ فضیلت خاص طریقۂ عُلائیہ ہی کو حاصل ہوئی ہے

حضرت خواجہ محمد پارساؒ اور حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ دونو صاحب حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کی صحبت میں اسی طریقہ کی سیر حاصل کرتے تھے! اور انکے والد بزرگوار خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے خلفا بھی اسی رستہ کو گئے ہیں آپ سالکوں کا سلوک اسی رستہ سے طے کراتے تھے۔

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے اسی طریقہ میں حصہ لیا تھا۔ اور اُن کے خلفا اُن کی برکت سے اس طریقہ میں فی زمانہ شہرت رکھتے ہیں۔ شیخ دینوری رحمۃ اللہ علیہ جو اس رستہ سے پہنچے ہیں طالبوں کا افادہ کرتے ہیں حضرت مولانا یعقوب چرخی جذبہ سے غیب تک سیر انفسی کے رستہ پر متوجہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا جذبہ دو قسم پر ہے وہ جذبہ کہ معیت کے رستہ سے ہے۔ اُس جذبۂ خاص کے رستہ سے سالکوں کی تسلیک حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ ہے۔

درجہ۔ ایک روز علما میں دیدار الٰہی کے ہونے نہ ہونے کی بابت مباحثہ ہوا سب اہل عقل نے بالاتفاق خواجہ علاؤ الدین عطار کو فیصلہ کے لئے ثالث قرار دیا حضرت نے منکرین دیدار سے فرمایا کہ تم تین روز تک باوضو ہماری صحبت میں رہو! انہوں نے ارشاد کے بموجب تعمیل کی۔ تیسرے روز ان میں ایسی کیفیت ظاہر ہوئی کہ بے خود ہو گئے نہ معلوم اس حال میں اُنہوں نے کیا دیکھا جس سے وہ ہوش میں آنے کے بعد نیاز مندی کرنے لگے۔ اور کہا کہ ہم کو یقین ہو گیا کہ رویت حق ہے۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی حضرت قدس سرہٗ کی

ملازمت سے علیحدہ نہ ہوئے ✦

درجہ۔ آپ اپنی مرض الموت میں فرماتے تھے کہ عنایت خداوندی اور نظر خواجہ بزرگ سے یہ مرتبہ اس وقت مجھ کو حاصل ہوا ہے کہ اگر چاہوں تو تمام عالم واصل مقصود حقیقی ہو جائے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ملک و ملکوت طالب سے چھپ جائے اور وہ سب کو بھول جائے تو یہ مرتبہ فنا کا ہے۔ اگر سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فناء فنا کا ہے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کے ساتھ تعلق رکھنا بھی اگرچہ ایک قسم کی غیریت ہے اس لئے آخر میں اس تعلق کی بھی نفی کرتے ہیں۔ مگر ابتدا میں وصول کا یہی سبب ہے۔ اور اس کے ماسوا کے تعلقات کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے اور سب باتوں میں اس کی پوری پوری رضامندی طلب کرنی چاہیئے ✦

قدسیہ۔ ریاضت سے مقصود یہ ہے۔ کہ تعلقات جسمیہ کی پورے طور پر نفی ہو اور عالم ارواح اور عالم حقیقت کی طرف پوری طرح سے توجہ ہو جائے۔ سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے اُن تعلقات کو جو حصولِ راہ میں مانع ہیں چھوڑ دے۔ اور اُن تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرتا جائے۔ اور چھوڑتا جائے۔ اور اگر کسی تعلق میں ٹھہر جائے اور اس میں اپنی وابستگی پائے تو معلوم کرلے کہ وہی تعلق اس کیلئے مانع راہِ حق ہے۔ پس اُس کے قطع کرنے کی تدبیر کرے۔ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو فرماتے کہ یہ فلاں شخص کا حصہ ہے۔ اور اس کو بطور رعایت آپ پہنتے تھے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مشائخین طریقت نے (پاک کرے اللہ اُن کے اسرار کو) کہا ہے کہ اَلتَّوْفِیْقُ مَعَ السَّعْیِ توفیق کوشش کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح مرشد سے روحانیت کی مدد بھی اُس حد تک ہوتی ہے کہ مرید جو جب مرشد کے سعی کرتا ہے۔ اور بغیر اس کوشش کے اس کی بقا نہیں ہو سکتی ہے ✦

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ صفتِ جباری کے مشاہدہ کرنے سے مقصود تضرع اور زاری کی صفت کا ظہور ہے۔ اور حق تعالےٰ کی طرف رجوع اور توبہ کرنا ہے اس صفت

کے مشاہدہ کی صحیح علامت مناجات کی طرف مائل ہونا ہے۔ نہ خرابات کی طرف سب نیک و بد خیال اُسی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اِس میں یہ حکمت ہے کہ جب رضا کی طرف خواہش ہو تو اُس کا شکر ادا کرے۔ اَور اُس پر قایم ہو جائے۔ اَور اگر رضا کی طرف اُسکی خواہش نہ ہو تو تضرع کرے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف رجوع ہو جائے ؂

قدسیہ۔ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ آگاہ رہو کہ خدا کے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں ہے اَور نہ اُن کو کوئی رنج وغم۔ یعنی یہ خوف کہ سالک پھر اپنی سابقہ حیوانی صفات کی طرف رجوع کر جائے کیونکہ اَلۡفَانِیۡ لَا یَرُدُّ اِلٰی اَوۡصَافِہٖ فنا شدہ شخص پھر اپنے اوصاف کی طرف عود کرتا ہے ؂

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارتوں سے اُسی قدر فیض حاصل کرنا چاہیئے کہ اُن بزرگوں کی نسبت کو پہچان سکے۔ اَور اُس میں توجہ کرے۔ اَور اُس میں داخل ہو۔ اگرچہ زیاراتِ مقدسہ میں قربِ صوری کا بہت بڑا اعتبار ہے مگر حقیقت میں روحی توجہ کے لئے بُعدِ صوری مانع ہے۔ جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ صَلُّوۡا عَلَیَّ حَیۡثُمَا کُنۡتُمۡ کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو۔ اس کی دلیل ہے۔ مشاہدہ میں اہلِ قبور کی صورِ مثالیہ کا زیادہ اعتبار نہیں ہے۔ بمقابلہ اِن کی باطنی حالت کی پہچانت کے ؂

باوجود اِس کے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ کی قربت بہ نسبت خلق کی طرف متوجہ ہونے کے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے ؎

تو تا کے گورِ مرداں را پرستی ۔۔۔ بگرد کارِ مرداں گر درستی

تو قبور کے خیال سے گزر جائے اگر تجھ کو صاحبِ قبر کے مقام تک سائی ہو جائے ؂

قبورِ اولیا کی زیارات سے مقصد یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اُن کے توسط سے توجہ بحق سُبحانہٗ قایم ہو جائے۔ پس اُن کی ارواح کو کمالِ توجہ کا وسیلہ بنائے۔ اِسی طرح تواضع با خلق میں بھی چاہیئے کہ اگرچہ ظاہر میں تواضع با خلق ہو مگر حقیقت میں یہ تواضع حق سبحانہٗ کی طرف ہونی چاہیئے۔ کیونکہ خلق کے ساتھ تواضع اُسی وقت بہتر ہے جب کہ خاص خدا کے لئے ہو اِسی طرح سے کہ مخلوق کو مظاہر قدرت اور حکمت دیکھے اَور اگر ایسا نہ ہو

تو ایک قسم کی تصنّع کی سی حالت ہوگی۔ تواضع نہ ہوگی ÷

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ طریق نفی و اثبات کے مراقبہ کرنا مقام جذبہ کے لئے اعلےٰ و اقرب ہے کہ طریق مراقبہ سے مقام نورانیت اور ملک و ملکوت کے تصرف میں پہنچ سکتے ہیں۔ اور خطرات سے آگاہی اور طالبوں پر بخشش کی نظر اور اُن کے بطون کو منور کرنا دوام مراقبہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور مراقبہ کی قوت سے دائمی جمعیت دل اور ہمیشہ کے لئے قلوب میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اور اس حالت کو جمع اور قبول کہتے ہیں ÷

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں ابتدا میں جب خوارزم جانے کا اتفاق ہوا تو ہر ایک دوست کے ساتھ شغل باطنی اختیاری طور سے کیا گیا۔ تاکہ اپنے باطن کو آزماؤں۔ اور معلوم کروں کہ اس کمال کو پائداری ہے۔ یا نہیں۔ پس اس شغل نے بہت فائدہ بخشا اور اس کی قوت اس نسبت میں باقی رہی ÷

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں چاہیئے کہ آدمی کی خاموشی تین صفتوں سے خالی نہ ہو یا اس میں نگاہ داشت خطرات سے ہو یا دل کے ذکر کا مطالعہ ہو یا اُن حالات کا مشاہدہ ہو۔ جو دل میں گذرتے ہیں ÷

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں اہل اللہ کی صحبت کا دوام عقل معاد کی زیادتی کا باعث ہوتا ہے ÷

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ صحبت سنّت موکدہ ہے ہر روز یا ایک روز کے فاصلہ سے اولیا کی صحبت میں رہنا چاہیئے۔ اور اگر ظاہرہ دوری کا اتفاق ہو تو ماہانہ ہر دوسرے مہینہ اپنے ظاہری اور باطنی حالات کو خطوں کے ذریعہ سے عرض کیا کرے ÷

قدسیہ۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھ کو کسی چیز کا خیال نہیں ہے سوائے اس کے کہ جب دوست آئینگے اور مجھ کو نہ پائینگے۔ تو شکستہ خاطر ہونگے۔ اور واپس ہو جائینگے۔ اسی مرض آپ نے فرمایا کہ رسم اور عادات کو چھوڑ دو۔ اور جو خلق کا طریقہ ہے۔ اُس کے خلاف کیا کرو اور آپس میں اتفاق رکھو۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت بشریت کے رسوم اور عادات کو اُٹھا دینے اور سنت کی عادت ڈالنے کے لئے تھی۔ تمام کاموں میں احتیاط اور عزیمت پر عمل کرو۔ اور بزرگوں کی صحبت پر جو سنت مؤکدہ ہے۔ ہمیشگی کرو۔ ان باتوں کے کرتے کرتے بلند آواز سے آپ نے

کلمہ طیب پڑھنا شروع کیا۔ اور رحلت فرمائی ؛

کرامت۔ آپ مرض الموت میں حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کو موجود دیکھتے تھے۔ اور اُن سے باتیں کرتے اور اُن کی باتوں کو سنتے تھے ؛

کرامت آپ نے اپنی رحلت فرمانے اور دنیا میں جینے کے متعلق اپنی بے اختیاری کا تذکرہ فرما کر مریدوں سے اس طرح فرمایا کہ میرے رحلت کرنے اور زندہ رہنے میں تم لوگوں کے دو فرقے ہو گئے ہیں چاہیئے کہ تم سب ایک ہی بات پر قائم ہو جاؤ کہ میں بھی اُس پر رہوں۔ **منقول** ہے کہ وفات سے پندرہ روز پہلے آپ نے رحلت فرمانے کو اختیار فرما لیا تھا۔ اور بتاکید ارشاد فرمایا کہ میں اختیار کرنے کے بعد اب نہ پھرونگا۔ آپ کی علالت دردِ سر کی تھی۔ اور مرض کی ابتدا روزِ شنبہ دوسری تاریخ ماہ رجب سے ہوئی۔ اور وفات شبِ چہار شنبہ بعد نمازِ عشا ماہِ رجب کی بیسویں تاریخ ۸۰۲ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار موضع توچغابیاں میں ہے۔ حقیر مؤلف کو خواجہ علاؤالدین عطار کا مادۂ تاریخ وفات یہ ملا۔

مقرب درگاہِ باری بودہ
۸۰۲ھ

واقعہ۔ ایک درویش نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار بارگاہ ہے اور حضرت خواجہ بزرگ اور حضرت خواجہ علاؤالدین قدس اللہ اسرارہم اُس بارگاہ کے قریب ہیں معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ اس بارگاہ عرش اشتباہ میں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے داخل ہوئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد نہایت بشاشت کے ساتھ واپس ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ دیا گیا کہ جس شخص کی قبر تمہاری قبر کے نسو کوس کے فاصلہ پر ہوئے حکم الٰہی سے تم اُس کی شفاعت کرو گے اور خواجہ علاوالدین عطار کو اُن کی قبر سے چالیس فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ دیا گیا اور میرے ادنےٰ دوستوں اور طریقہ کی پیروی کرنے والوں کو اُن کی قبور سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ دیا گیا۔ بعضوں نے اس واقعہ کو اور دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے۔ ممکن ہے کہ دونو طریقوں سے ہوا ہو ؛

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے خلیفہ

ہیں اور خاندان خواجگان میں اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور زاہد اور برگزیدہ تھے۔ ابتدائے احوال میں آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کی صحبت اختیار کی۔ ایک روز اثنائے مجاہدات میں آپ حضرت خواجہ بزرگ کے مکان پر آئے اور حضرت کے انتظار میں دروازہ پر کھڑے رہے۔ اتنے میں ایک خادمہ باہر سے اندر آئی۔ حضرت خواجہؒ نے اُس سے پوچھا کہ باہر کون شخص ہے۔ خادمہ نے کہا کہ ایک جوان آپ کا منتظر کھڑا ہے۔ حضرت خواجہ باہر تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد کو دیکھ کر فرمایا کہ تو پارسا ہے جس وقت کہ حضرت خواجہ نے پارسا فرمایا اُسی وقت سے عوام میں آپ کا یہ لقب مشہور ہو گیا۔ حضرت خواجہ نے جب آپ کو اجازت مرید ہونے کی دی تو آپ کے بارہ میں یہ فرمایا کہ تم جو کچھ کہو گے وہی ہو گا۔ اور جس کسی پر اپنا اثر ڈالو گے وہ متاثر ہو جائے گا دوسرے وقت یہ فرمایا کہ جو کچھ خواجہ پارسا کہے گا حق سُبحانہٗ تعالیٰ وہی کرے گا میں اُن سے کہتا ہوں کہ وہ کچھ کہے مگر وہ کچھ نہیں کہتے۔ پھر حضرت نے دوسرے موقع پر آپ کو صفت برُخ عطا اور مرحمت فرمائی۔

واضح ہو کہ برُخ ایک ولی کا نام ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔ جیسے اویس قرنی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں ہوئے ہیں پہلی اُمتوں میں برُخ اُس جماعت کے لئے استعمال ہوتا تھا جو بلا زبانی تعلیم کے محض صحبت سے اور کبھی بغیر صحبت کے معارف حقیقی کو آپس کی ہمنشینی سے حاصل کرتے تھے اُن لوگوں کو برخیان کہتے تھے۔ اور وہ لوگ جو دین محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اسی صفت پر ہیں اُن کو اویسی کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے سفر حجاز میں خواجہ پارسا سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ جو امانت اور حق خلفاء خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے اِس ضعیف کو پہنچا ہے۔ اور جو کچھ اس راہ میں ہم نے کسب سے حاصل کیا ہے اس کو ہم تمہیں سونپتے ہیں۔ جیسا کہ برادر دینی مولانا عارف قدس سرہٗ نے تم کو سونپا۔ تم اس امانت کو قبول کرو۔ اور اُس کو خلق خدا تک پہنچاؤ۔ خواجہ پارسا نے بہت کچھ عاجزی کی۔ اور اُس کو قبول کیا۔ نیز حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تم لے گئے۔

نیز حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ کے بارہ میں فرمایا کہ ہمارے ظہور سے مقصود

خواجہ محمدؒ کا وجود ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے اس طرح سے فرمایا کہ مقصود ہمارے وجود سے خواجہ پارساؒ کا ظہور ہے۔ اس کو ہم نے جذبہ اور سلوک دونوں طریقوں کی تعلیم دی ہے۔ اگر وہ مشغول ہو تو ایک عالم اس سے منور ہو گا۔

ایک روز حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ باغ میرزا کے حوض کے کنارہ پر تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ پانی میں پاؤں لٹکائے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں اور بے خود ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فوراً لنگی باندھی اور پانی میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے چہرہ کو اُن کے پاؤں کی پشت پر رکھ کر فرمانے لگے کہ اے خدا اِن پاؤں کی حرمت میں بہاؤالدین پر رحم کر۔

ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے لکھا ہے۔ کہ خواجہ محمد پارسا نے حضرت خواجہ بزرگ کی تربیت سے جذبہ اور سلوک کے رستوں کو طے کیا۔ اور حقیقت فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہوئے۔ اور درجات ولایت میں عروج کیا۔ اور اُس کے ساتھ ہی آپ نے فردیت کی نسبت حضرت مولانا عارف قدس سرہٗ سے حاصل کی اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے توسط سے فردیت کے رستہ سے مرتبۂ غیب ہویت تک پہنچے۔ اس نسبت کا غلبہ جو عالم سے بے تعلقی کا باعث ہوتی ہے ان کے ارشاد کی تکمیل کا مانع ہوا۔ ورنہ مقام تکمیل پورے طور پر اُن کو حاصل ہوتا۔

کرامت۔ میرزا خلیل نامی سمرقند کا بادشاہ تھا اور میرزا شاہ رخ خراسان کا بادشاہ تھا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے خلائق کے حل مشکلات کے لئے ایک رقعہ میرزا شاہ رخ کو لکھا۔ میرزا خلیل کو آپ سے اس وجہ سے آزردگی پیدا ہو گئی۔ آخر کار مفسدوں کی بدگوئی سے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ اُس نے حضرت کی خدمت میں کسی کی معرفت یہ کہلا بھیجا کہ آپ یہاں سے جنگل کی طرف تشریف لے جائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بہت اچھا مزارات اولیا کا طواف کر کے چلے جائینگے اُسی وقت آپ نے گھوڑا منگایا۔ اور قصر عارفان کو تشریف لے گئے۔ اور مزار پُر انوار حضرت خواجہ بزرگوار کی زیارت کی۔ جب آپ مزار حضرت سے باہر نکلے تو ہیبت و عظمت کے آثار آپ کے چہرہ سے نمودار تھے۔ پھر وہاں سے آپ سوخار تشریف لے گئے

اور تھوڑی دیر مزار حضرت امیر کلال قدس سرہٗ پر توقف فرمایا۔ جب آپ اُن پیشوائے لیا
کی زیارت سے فارغ ہو کر نکلے تو گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک تازیانہ مارا اور سواری
کو پشتہ کے اوپر چلایا۔ اور خراسان کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شعر پڑھا ے

همہ را زیر و زبر کن نہ زبر ماند نہ زیر
تا بدانند کہ امروز دریں میداں کیست

آپ وہاں سے روانہ ہو کر بخارا کو تشریف لائے اُسی وقت میرزا شاہ رُخ
کا ایک خط میرزا خلیل کے نام اس مضمون کا پہنچا کہ ہم آ گئے ہیں تم کو چاہیئے کہ میدان
جنگ مقرر کرو۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس کو مسجد جامع کے
منبر پر پڑھیں۔ پھر اس خط کو میرزا خلیل کے پاس سمرقند بھیجا گیا۔ اور میرزا شاہ رُخ خط
کے بعد ہی پہنچا اور میرزا خلیل کو قتل کر دیا +

کرامت ۔ خواجہ ابو نصر پارسا بن خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ راوی ہیں کہ میں
اپنے والد صاحبِ کمال کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا۔ اور جب آپ کا انتقال ہو گیا
تو میں آیا۔ میں نے آخری دیدار کے لئے آپ کے چہرہ کو کھولا۔ آپ نے آنکھ کھولی
اور مسکرائے۔ اس سے میرا قلق اور اضطراب اور زیادہ ہو گیا۔ میں آپکے پاؤں کی طرف
آیا۔ اور اپنے مُنہ کو آپ کے پاؤں سے ملا۔ آپ نے پاؤں اوپر کو کھینچ لیا +

آپ کی عمر شریف تہتّر سال کی تھی۔ آپ کی وفات مدینہ طیبہ میں جمعرات کے
دن چوبیس جمادی الثانی کو ہوئی۔ مولانا شمس الدین مناری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل مدینہ اور
تمام قافلہ والوں نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ کا مزار پر انوار قریب مزار شریف
امیر المؤمنین حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع ہے +

حضرت شیخ زین الدین خوافی قدس سرہٗ ایک سفید پتھر مصر سے اشکر
لائے۔ اور آپ کی لوح قبر بنائی۔ اس پتھر سے آپ کی قبر تمام قبور میں ممتاز ہے +

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ

آپکا انتساب اس سلسلہ شریفہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے ہے
حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے اُس ارشاد میں جو مولانا یعقوب چرخی سے آپنے فرمایا

تھا۔ کہ ہم سے جو کچھ تمہیں پہنچا ہے تم بندگانِ خدا کو پہنچاؤ۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ عبید کے معنی بندۂ خدا کے ہیں۔ اور مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ کا قول جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ ع

امانت دار او یعقوب چرخی

ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے۔ حضرت خواجہ کا مولانا سے رخصت کے وقت فرمانا کہ ہم نے تم کو خدا کے سپرد کیا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس امانت کو اس کے اہل تک پہنچاؤ۔ کیونکہ جو امانت خدا کو سونپی جاتی ہے خدا اُس کا محافظ رہتا ہے۔

حضرت خواجہ احرارؒ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ کی صحبت میں بہت رہے ہیں۔ اور اُن کی خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ اپنے وقت میں صاحب آیات عظمٰے اور کراماتِ کبرے اور قطب الاقطاب تھے آپ کے زمانہ میں طالبانِ خدا کا سفر اس بارگاہِ ولایت و ارشاد مآب کی طرف ہوتا تھا۔

حضرت مولانا یعقوب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو عبید اللہ کی طرح جانا چاہیئے۔ چراغ مہیا اور فتیلہ تیار کئے ہوئے صرف آگ کا محتاج ہو۔ جس وقت حضرت مولانا نے خواجہ احرار کو وقوفِ عددی کی تعلیم دی تو فرمایا کہ جو کچھ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سے ہم کو پہنچا ہے وہ یہی ہے اور اگر تم طریقہ جذبہ سے طالبوں کی تعلیم کرنا چاہو تو تم کو اختیار ہے مولانا کے بعض مریدوں کو آپ کے اس ارشاد پر غیرت آئی۔ مولانا نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ میں قوت تصرف جیسی کہ ویسی موجود تھی۔ صرف اجازت کی ضرورت تھی۔

ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے لکھا ہے کہ سید المحققین ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ بزرگوں کے مقامِ جذبہ میں بہت بڑی شان رکھتے تھے۔ آپ نے اس مقام میں پوری فنائیت حاصل کر کے بقائے خاص پیدا کی۔ اور اس بقا سے نور فوقانی پیدا کیا۔ اور انتہا نقطہ نہایت النہایت تک پہنچ گئے اور کثرت میں وحدت کا ملاحظہ اس طریقہ سے کرتے تھے کہ کثرت کا پردہ بیچ میں رہتا تھا۔ اور سلوک آفاقی کو بھی اُس اسم تک جو آپ کا مبدءِ تعین تھا۔ پہنچے۔ اور اس اسم میں قدرے

بقا پیدا کی۔ مگر پورے مستہلک نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اس کے بعد اُسی جذبہ میں ایک قسم کی فنائیت سابقہ سلوک کے استہلاک خاص کے ساتھ حاصل کی۔ مقام جذبہ سے بقائے خاص کے ساتھ مع زیادتی نور فوقانی کے مستعدوں کی تربیت کرتے تھے۔ اور ماسوی اللہ کی گرفتاری سے رہائی دیتے تھے۔ اور مقام علیت ذاتیہ کہ حضرت ذی النورین اور حضرت امیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اسی رستہ سے نہایت النہایت تک پہنچے ہیں حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کو پورا حصہ اور نصیبہ کامل حاصل ہے اور اس رستہ سے بھی مقام غیب سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور باوجود اس کمال و تکمیل کے مقام اقطاب اثنیٰ عشر سے بھی نصیب کامل رکھتے تھے۔ یہ وہ مقام غیب ہے جو بے نسبتی سے مناسبت کامل رکھتا ہے۔ صحو کی ایک قسم خاص ہے صحبت ذاتی بھی اس مقام کے لئے لازم ہے اور ترویج شریعت اور اجراء احکام شریعت اس مقام سے متعلق ہے۔ اور حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان اقطاب کے رؤسا میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ مقام اثنے اعشر کے قطب نہیں تھے مگر نصیبہ کامل رکھتے تھے۔ اور آپ کا نصرت دین اور ترویج ملت فرمانا اسی مقام کا ثمرہ تھا۔ اور اسی لئے آپ کو ناصر الدین کہا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت آپ نے اپنے مادری بزرگوں سے حاصل فرمائی تھی۔ اِن تمام کمالات کے ساتھ جو آپ میں جمع تھے آپ ایک بڑے خاندان کے چراغ روشن تھے۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مولانا سے اجازت طلب کی تو حضرت نے طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا تمام وکمال بیان فرما دیا جب رابطہ کے طریقہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اس طریقہ کے بیان کرنے میں وحشت مت کرو۔ اور مستعد لوگوں کو پہنچاؤ۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ایک شخص سے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ کی صحبت میں تجھ کو نسبت حاصل ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد پھر کسی اَور کی صحبت میں تو جائیگا۔ اور اُس سے بھی تو وہی نسبت حاصل کرے تو کیا کریگا کیا خواجہ بہاؤالدین کو چھوڑ دیگا۔ پھر آپ نے خود ہی اس سوال کا جواب دیا کہ جہاں سے تو اس نسبت کو پائے۔ خواجہ بہاؤالدین سے ہی اُس کا پانا تسلیم کر

اس حال کے متعلق آپ نے یہ حکایت فرمائی :-

حکایت - شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہٗ کا ایک مرید شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کی خانقاہ میں آیا۔ اور بہت بھوکا اور گرسنہ تھا اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا کہ خدا کے لئے کچھ دو یا شیخ قطب الدین حیدر شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم فرمایا کہ اس درویش کو کچھ کھانا کھلاؤ۔ درویش نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کیا۔ شکر ہے خدا کا اے قطب الدین حیدر آپ ہم کو کسی جگہ بھوکا نہیں چھوڑتے ہیں۔ خادم نے یہ واقع شیخ الشیوخ سے بیان کیا اور کہا کہ یہ درویش عجیب شخص ہے کہ کھانا آپ کا کھاتا ہے اور شکر قطب الدین حیدر قدس سرہٗ کا کرتا ہے شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ اس سے مریدی سیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کو کوئی فائدہ کہیں سے پہنچے خواہ ظاہری ہو یا باطنی وہ اس کو اپنے پیر کی برکت سے دیکھتا ہے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ زندگانی کا پھل اُس شخص کو ملا جس کا دنیا سے دل سرد ہو گیا۔ اور ذکر خدا کی گرمی اُس کے دل میں اتنی پیدا ہو جائے کہ دنیا کی محبت اس کے دل میں نہ پھٹک سکے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ زبان دل کا آئینہ ہے اور دل رُوح کا آئینہ اور رُوح حقیقتِ انسانیہ کا آئینہ حقیقت انسانیہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کا آئینہ حقائق غیبیہ غیبِ ذات سے اتنی دُور کی مسافتیں قطع کر کے زبان پر آتی ہیں۔ اور یہاں صورتِ لفظی اختیار کر کے مستعد لوگوں کے حقائق کے سماعتوں تک پہنچتے ہیں۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بعض اکابر اولیا کی صحبت اختیار کی۔ اور اُنہوں نے دو چیزیں مجھ کو عطا کیں اوّل یہ کہ جو کچھ مَیں کہوں نئی بات ہو پُرانی نہ ہو دوسرے یہ کہ مَیں جو کہوں وہ مقبول ہو مردُود نہ ہو۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ پیر کون شخص ہے پیر وہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیزیں پسند نہ تھیں وہ اُس میں بھی نہ ہوں۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول باتیں اُس میں موجود ہوں۔ بلکہ اُس کا وجود اس کی تمام خواہشیں اُس سے گم ہو جائیں اور اُس کی ذات ایسا آئینہ ہو جائے جیسیں سے اخلاق و اوصاف نبوی

صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ نہ رہے اُس مقام میں اوصاف نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موصوف ہونے کی وجہ سے تصرف حق سبحانہٗ کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے طالبوں کے باطنوں میں تصرف کرتا ہے۔ اور اپنی مرضی سے بالکل خالی ہو کر مرضی حق پر پورے طور سے کھڑا رہتا ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر سے اُس کا وجود سوختہ ہو جائے اور اس کی کوئی آرزو باقی نہ رہے۔ اور دل کے آئینہ کی بصیرت میں اپنے پیر کے جمال کو دیکھ کر اپنی توجہ کا مُنہ اور تمام توجہات سے پھیر لیتا ہے اور اس کا قبلۂ جمال پیر ہو جاتا ہے اور پیر کی بندگی میں آزادی سے فارغ ہو کر نیاز اور تواضع کا سر سوائے پیر کے آستانہ کے اور کہیں نہیں ڈالتا بلکہ نیستی کا خط اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہے اور وجود غیر کے شعور کے تفرقہ سے بھی رہائی پا لیتا ہے ؎

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است

از باغ و بوستان تماشائے لالہ زار

قدسیہ۔ بلند ہمت وہ شخص ہے کہ اپنی قوت دراکہ کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف مشغول کرے۔ اور موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھوئے اور اپنے خدا کے ساتھ ہر سانس میں مشغول رہے۔ اور اگر وہ جانتا ہے کہ اُس میں اتنی قوت نہیں ہے تو چاہئے کہ اس کو ایسی چیز میں صرف کرے جو خدائے پاک کے ساتھ مشغولی کا سبب ہو +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے اُس کو چاہئے کہ اپنے کو نہایت مفلس و محتاج ظاہر کرے تاکہ اُن کو اُس پر رحم آئے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی درویش کی تصویر کسی دیوار پر کھینچی گئی ہو تو اُس دیوار کے پاس سے ادب کے ساتھ گزرے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بعض اکابر دین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم نے بیان کیا ہے کہ نماز ظہر کے بعد ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اُس میں بہترین اعمال میں مشغول رہنا چاہئے۔ بعض اولیا نے کہا ہے کہ اس ساعت میں بہترین عمل محاسبہ ہے کہ اُس کے دن کا پورا وقت عبادت میں گذرا ہے یا معصیت میں اگر عبادت میں گزرا ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو توبہ کرے۔ ایک جماعت نے کہا

ہے کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے کو ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اُس کی تاثیر سے وہ غیرِ حق سبحانہٗ سے کشیدہ ہو جائے اور حق سبحانہٗ کی طرف مائل ہو اور اُس کی طرف کو کھچ جائے۔ اہلِ تحقیق نے کہا ہے کہ بہترین عمل یہی صحبت ہے کہ اُس میں مشغولیت کی وجہ سے غیرِ حق سے ملول ہو۔ اور حق سبحانہٗ کی طرف مائل ہو۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جمادات کی تاثیر لوگوں کے اخلاق اور اعمال میں اربابِ تحقیق کے نزدیک مقرر ہے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ اس بارہ میں عجیب تحقیقات رکھتے ہیں کہ جمادات کی یہ تاثیر یہاں تک ہے کہ اگر کوئی شخص افضل عبادات یعنی نماز کو ایسی جگہ ادا کرے جو کسی جماعت کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہو تو اس نماز کا جمال اور اثر اتنا نہیں ہو سکتا جتنا کہ ایسی جگہ پر ادا کرنے سے ہو گا کہ وہ جگہ اربابِ جمعیت کی برکات سے متاثر ہو۔ اسی لئے دو رکعت نماز حرم کعبہ میں پڑھنا دوسری جگہ کی ستر رکعتوں کے برابر ہے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اتنی کوشش کرو کہ مرضی حق کے سوا اور کچھ تم میں باقی نہ رہے۔ جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ اس حالت میں اگر تم سے احوال و مواجید و کرامات صادر نہ ہوں تو بھی کوئی غم کی بات نہیں ہے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں توحید یہ ہو گئی ہے کہ لوگ بازاروں کو جاتے ہیں اور امردوں پر نظر ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جمالِ لایزال کا مشاہدہ کرتے ہیں خدا کی پناہ ایسے مشاہدہ سے۔ ایک جماعت مریدانِ سید قاسم تبریزی قدس سرہٗ کی امرد لڑکوں کا نظارہ کیا کرتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ ہم جن صورتوں میں جمالِ حق سبحانہٗ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں حضرت سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سور کدھر گئے۔ اس کلام سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت سید کی نظرِ بصیرت میں سُور کی صورت میں نظر آتے تھے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ سید الطائفہ قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ مریدِ صادق وہ ہے کہ بیس برس تک کوئی برائی اُس کی کاتبِ شمال نہ لکھ سکے۔ اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرید معصوم ہو جائے اور اس مدت میں اس سے کوئی جرم سرزد نہ ہو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ

قبل اس کے کہ فرشتے اس کا گناہ لکھنے پائیں وہ اُس کی مکافات میں مشغول ہو جائے۔ اور کسی طریقہ سے اُس گناہ کو اپنے اوپر سے دور کر دے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہٗ کی خدمت میں گیا۔ مولانا اُس وقت مباحثہ علمی میں ایک جماعت علماء کے ساتھ مشغول تھے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ سکوت اور خاموشی بہتر ہے یا یہ بات چیت۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اگر یہ شخص اپنی ہستی کی قید سے چھوٹ گیا ہے تو جو کچھ کرے گناہ نہیں ہے اور اگر ہستی میں گرفتار ہے تو جو کچھ کرے وہ نادانی ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ سے اس سے بہتر کبھی کوئی اور کلام نہیں سُنا تھا۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت و طریقت و حقیقت کو ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جھوٹ کہنا امر ممنوع ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو کوشش اور مجاہدہ سے جو کہ استقامت کا طریقہ ہے زبان سے دور کرے اس طرح کہ اس کے اختیار سے اور بے اختیاری سے اس کی زبان پر جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ باوجود اس کے ممکن ہے کہ اُس کے باطن میں جھوٹ کی خواہش باقی رہے۔ پس اگر اس کو بھی کوشش اور مجاہدہ سے دفع کر دے اس طرح کہ اس کا باطن کذب کی خواہش سے پاک ہو جائے تو یہ طریقت ہے۔ اور اگر ایسا ہو جائے اس کے اختیار یا بلا اختیار کے اُس کا دل اور زبان سے جھوٹ نہ سرزد ہو سکے۔ تو یہ حقیقت ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ مولانا علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد کو بارہا نقل فرما کر اُس کی تعریف کیا کرتے تھے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ کشف قبوریہ ہے کہ صاحب قبر کی رُوح کسی مناسب صورت میں متمثل ہو جائے اور صاحب کشف دیدۂ بصیرت سے اس صورت کو دیکھے مگر چونکہ شیاطین کو بھی مختلف صورتوں اور شکلوں کے اختیار کرنے کی قوت ہے اس لئے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم نے اس کشف کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اُن کے نزدیک اصحاب قبور کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی بزرگ کی قبر پر جاتے

ہیں تو اپنے آپ کو تمام کیفیتوں اور نسبتوں سے خالی کرتے ہیں پھر نسبت کے ظہور کے منتظر ہو کر بیٹھتے ہیں۔ پس جو نسبت پیدا ہوتی ہے اُسی سے صاحب قبر کا حال معلوم کرتے ہیں۔ بیگانہ اشخاص کی صحبت میں بھی ان بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ جو شخص اُن کے سامنے آئے وہ اپنے باطن میں نظر کرتے ہیں اُس کے آنے کے بعد اُن کے باطن میں جو نئی کیفیت پیدا ہوئی ہو وہ اُس کو اُسی کا اثر جانتے ہیں۔ اس جدید کیفیت میں اُن بزرگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے! ور اس کیفیت کے لحاظ سے اُس کے ساتھ نرمی یا سختی سے زندگانی بسر کرتے ہیں۔ شیخ ابن عربی قدس سرہٗ اس کو تجلی قابلہ کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اُس کے ظہور کا سبب عرفا کے باطن کی جلا اور صفائی ہے جو نورانی باطن سے پیدا ہوتی ہے اور اُن کے آئینۂ حقیقت میں جو نقوش کونیہ سے پاک اور صاف ہو گیا ہے بسبب کمالِ محاذات کے کہ جو بے کم و کیف ذات کے ساتھ رکھتا ہے اور اُس میں سوائے تجلی ذاتیہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ پس جب ایسے نورانی آئینہ کو اس کی حالت پر چھوڑ دینگے تو سوائے امر بے کیف کے اور کچھ نہ رہیگا۔ تو اب جو چیز اس آئینہ میں پیدا ہوئی وہ اُسکی ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص کے تقابل کی وجہ سے ہے جو اس میں منعکس ہوا ہے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک بعد موت کے ترقی ثابت ہے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ منجملہ تجلیات کے ایک تجلی میں مَیں اور ابوالحسن نوری جمع ہوئے انہوں نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ کیا تم مجھ سے سیراب ہوئے مَیں نے کہا کہ نہیں کیونکہ توحید کا پیاسا غیر سے سیراب نہیں ہو سکتا۔ میرے اس جواب سے وہ شرمندہ ہوئے۔ مَیں نے کہا کہ ادنے اعلےٰ سے حاصل کرتا ہے اور غیر سے حاصل نہیں کرتا۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ دوسرے مقام میں فتوحات کے فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی موت کے بعد ترقی کے واقعوں میں سے ایک واقعہ شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ کا بھی ہے۔ پس شیخ نوری کی حالت بعد موت کے دو کیفیتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو اُنہوں نے علم یقین سے جان لیا کہ ترقی ہوتی ہے یا یہ جانا کہ نہیں ہوتی۔ پس اگر ترقی ہونے کے متعلق اُن کو علم حاصل ہوا تو اس سے ہمارا مدعا ثابت ہو گیا اگر نہ ہونے کے متعلق علم ہوا تو یہ دوسرا علم

ہے جوان کو موت کے بعد حاصل ہوا۔ اس لئے ہر حالت میں ترقی بعد موت کے ہوتی ہے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ترک ادب کے بعد بھی سالک کے حال کا باقی رہنا مکر الٰہی ہے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی نسبت کو خلوت میں اول تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ نسبت نقشبندیہ محبوبیت کی نسبت ہے۔ اور محبوب کو جب خلوت میں بلاؤ گے تو اس کو حجاب ہوتا ہے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ اس نسبت کی لطافت اس درجہ ہے کہ اسکی طرف متوجہ ہونا بھی اُس کے ظہور کو مانع ہوتا ہے۔ چنانچہ حسینوں کی صورتوں میں بھی یہ بات ہے کہ جب اُن کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی ہے تو وہ شرمندہ ہو جاتے ہیں۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ہر چیز اپنے مخالف چیز سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس مخلوق کی طرف مشغول ہونا حق سبحانہٗ کی طرف مشغول ہونے کے مخالف ہے اور چونکہ مخالف کو اپنے مخالف سے کراہت ہوتی ہے اس لئے اگر جاننے والا شخص ہو تو وہ خلاف چیز سے موافق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ والے بازاروں میں اور مجمعوں میں جاتے ہیں۔ اور وہاں بیٹھتے ہیں تاکہ مخلوق کی ضدیت سے اور اُن کے کاموں کی کراہیت سے اُن کا دل خدائے پاک کی طرف متوجہ ہو جائے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لطیفۂ مدرکہ کی توجہ خدائے پاک کی طرف ہمیشہ قایم ہو جائے۔ تمہاری کوشش اس امر کی ہونی چاہیئے کہ یہ توجہ تم میں ہمیشہ باقی رہے تاکہ تمہارا شمار مقبلین میں ہو سکے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مردانِ غیب اُس نیک شخص کی صحبت اختیار کرتے ہیں جو کہ عزیمت پر عمل کرتا ہو اور رخصت سے پرہیز کرتا ہو اُن کی جماعت رخصت والوں سے علیحدہ رہتی ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ عزیمت پر عمل کا ہے۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ فناءِ مطلق کے معنی یہ ہیں کہ سالک اپنے افعال اور اوصاف کی نسبت کو بطریق ذوق آپ سے نفی کرے اور اُن کو فاعلِ حقیقی جل ذکرہ کے لیئے ثابت کرے۔ حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے اس قول کا کہ نفی اثبات

سے جنگ نہیں رکھتی ہے۔ مطلب یہی ہے۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً یہ کپڑا جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ وہ عاریتی ہے۔ اور مجھ کو اُس کے عاریتی ہونے کا علم نہیں ہے، اِس لئے مَیں اُس کو اپنی ملکیت جان کر اُس سے اپنا تعلق رکھتا ہوں اتنے میں مجھ کو اُس کے عاریتی ہونے کا علم ہوا۔ فوراً میرا تعلق اُس کپڑے سے منقطع ہو گیا۔ حالانکہ وہ میرا لباس ہے اور تمام صفات کو اسی کپڑے پر قیاس کرنا چاہیئے۔ تاکہ دل کا تعلق ماسوائے حق تعالےٰ سے منقطع اور آزاد ہو جائے درویشی یہی ہے مگر لوگوں نے اس کو بہت لمبا چوڑا سمجھ رکھا ہے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں وصل یہی ہے کہ دل خدائے پاک کیساتھ بر سبیل ذوق جمع ہو جائے اور جب یہ حالت ہمیشگی اختیار کرے تو اُس کو دوام وصل کہتے ہیں۔ انتہی یہی ہے ۔

اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرّہٗ کے اس ارشاد کا کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں۔ مطلب یہی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم واسطے سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس لئے ہم سے منقطع ہونا چاہیئے۔ اور مقصود حقیقی سے ملنا چاہیئے یہی وصل ہے ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں اگر ذکر کا ملکہ ایسا ہو جائے۔ کہ ہمیشہ دل حاضر رہے اور وہ اس حضور سے وابستہ ہو جائے تو اُس کا شمار ابرار میں ہوگا۔ اور حاضر مع اللہ کہ سکتے ہیں مگر واصل مع اللہ نہیں کہ سکتے۔ وصل اس وقت ہوگا۔ جب کہ اس حضور کی نسبت بھی اُس سے منتفی ہو جائے اور حق سبحانہٗ کو بذاتِ خود حاضر سمجھے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ انتہائی مرتبہ جہاں تک اولیاء اللہ کی رسائی ہوتی ہے یہ ہے کہ شاہد حقیقی میں غایت استغراق کی وجہ سے مشاہدہ اُن سے غائب ہو جائے ۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ تجلّی سے مراد کشف ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ پہلا کشف اعیانی یعنی چشم ظاہری سے یہ کشف آخرت میں ہوگا۔ دوسرا کشف یہ کہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے۔ کیونکہ محبّت کی خاصیت یہ ہے کہ غائب کو محسوس کی طرح بنا دیتی ہے۔ یہ تجلی ارباب کمال کے قدم کی دنیا میں انتہا ہے یعنی اس سے آگے

انہیں رسائی نہیں ہو سکتی ؂

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ہمت سے مراد دل کا اطمینان ہے کسی ایک امر پر اس طرح کہ اُس کے خلاف کچھ دل میں نہ گزرے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کافر شخص بھی ہمیشہ اپنے دل کو کسی امر پر اور اپنی ہمت کو کسی چیز پر مقرر کرے تو وہ کام ضرور پورا ہو جاتا ہے۔ اُس کے لئے ایمان اور عمل صالح کی بھی کچھ شرط نہیں ہے ارباب تجربہ کو چاہیئے کہ کبھی کبھی اپنے مریدوں کی ہمتوں کا امتحان لیتے رہیں اور معلوم کریں کہ اُن کی مناسبت حضرات اسماء کے کس مرتبہ تک پہنچی ہے اور اُن کی ہمت کی تاثیر کیسی ہے ؂

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ ابتداء جوانی میں ہم حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہٗ کے ساتھ ہرات میں تھے۔ ایک دفعہ ہم دونو تفریح کے لئے جا رہے تھے ہمارا گزر کشتی گیروں کے اکھاڑہ میں ہوا وہاں ہم نے اپنی قوت توجہات کا امتحان لیا۔ اور دو شخصوں میں سے ایک کے غالب ہونے پر ہم نے اپنی ہمتوں کو لگایا تو وہی شخص غالب ہوا پھر دوسرے شخص کے لئے خیال کیا گیا تو دوسرا غالب آیا۔ پھر پہلے کے لئے خیال کیا گیا تو وہ غالب آیا۔ اسی طرح چند مرتبہ امتحان خیال کیا گیا۔ اِس سے مقصود یہ معلوم کرنا تھا کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ تک پہنچی ہے تاکہ اُس پر اعتماد ہو سکے ؂

کرامت - حضرت خواجہ قدس سرہٗ چونکہ واقع میں ترویج شریعت اور تجدید ملت اور سلاطین کے ساتھ اختلاط رکھنے کے لئے مامور کئے گئے تھے۔ اِس لئے آپ سمرقند تشریف فرما ہوئے۔ تاکہ پادشاہ وقت سے ملاقات کریں۔ اُس زمانہ میں میرزا عبداللہ بن میرزا ابراہیم بن میرزا شاہ رُخ ولایت سمرقند کا پادشاہ تھا۔ میرزا عبداللہ کا ایک مصاحب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت رضؓ نے اُس سے کہا کہ اس ولایت میں آنے سے مقصود ہمارا تمہارے پادشاہ سے ملاقات کرنا ہے۔ اگر تم اُس کی ملاقات کا واسطہ ہو تو امر بزرگ اور ثواب کثیر کو حاصل کرو گے۔ اُس امیر نے بےادبی کے ساتھ جواب دیا کہ پادشاہ ہمارا بےپرواہ شخص ہے اُس سے ملاقات کرنا بہت مشکل ہے ماسوا اس کے درویشوں کو اِن کاموں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حضرت کو اس کلام سے غیرت پیدا ہوئی۔ اور فرمایا کہ ہم کو بادشاہوں کی ملاقات کا حکم دیا گیا ہے ہم اپنے آپ نہیں آئے

ہیں۔ اگر تمہارا بادشاہ پروا نہ کریگا تو ایسا بادشاہ بنایا جائیگا جو پروا کرے۔ جب وہ امیر چلا گیا۔ تو حضرت خواجہ قدس سرّہٗ نے اس کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھا اور پھر اپنے لعابِ دہن سے اُس کو مٹا دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور اُس کے امیروں سے نہیں چل سکتا ہے۔ یہ فرما کر اُسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی روانگی کے ایک ہفتہ کے بعد اس امیر کا انتقال ہو گیا۔ اور ایک ماہ کے بعد سلطان ابوسعید مرزا نے اطرافِ ترکستان سے ظہور کیا اور میرزا عبداللہ پر حملہ کر کے اُس کو قتل کر دیا ٭

کرامت کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ بہت لوگوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے۔ اور سلطان ابوسعید کا نام جس ٹکڑے پر لکھا تھا اس کو اپنی دستار میں رکھ لیا۔ اور فرمایا کہ یہ اُس شخص کا نام ہے جس کے ہم اور آپ اور اہل تاشقند اور سمرقند و خراسان رعایا ہونگے اُس زمانہ میں وہاں سلطان ابوسعید کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر چند روز کے بعد ہی سلطان ابوسعید مرزا کی شہرت ترکستان کی طرف سے بلند ہو گئی ٭

کرامت منقول ہے کہ سلطان ابوسعید نے خواب میں حضرت کو دیکھا تھا اور حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرّہٗ کے ارشاد سے حضرت خواجہ کا نام اُس کو معلوم ہوا اُس نے حضرت خواجہؒ کی صورت کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھا۔ جب بیدار ہوا تو اپنے مصاحبوں سے دریافت کیا کہ اس حلیہ کا کوئی درویش خواجہ عبیداللہ نامی اِس ملک میں ہے۔ لوگوں نے خبر دی کہ وہ درویش صاحب اس زمانہ میں تاشقند میں رہتے ہیں سلطان اُسی وقت سوار ہوا اور تاشقند پہنچا۔ حضرت خواجہ کو جب اُس کے آنے کی خبر پہنچی۔ تو فوراً جانب مقام فرکت روانہ ہو گئے۔ سلطان کو حضرت کے فرکت میں قیام فرمانے کی خبر پہنچی تو وہ بھی فرکت پہنچا جب بادشاہ حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا اور اُس کی نظر حضرت کے چہرۂ زیبا پر پڑی تو کہا خدا کی قسم یہ وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور نیازمندی بجا لایا۔ حضرت خواجہ قدس سرّہٗ نے اُس کے حال پر بہت کچھ توجہ فرمائی۔ اور اس کو اپنی طرف جذب فرمایا۔ بادشاہ نے آخر مجلس میں فتح کی دعا کے لئے التماس کی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ فتح کی دُعا ایک دفعہ ہوا کرتی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ کے ساتھ ایک بڑا لشکر جمع ہوا۔ اور بادشاہ

کے دل میں سمرقند کے فتح کا ارادہ پیدا ہؤا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور توجہ کے لئے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تم کس نیت سے جاتے ہو۔ اگر تمہاری نیت یہ ہے کہ روشن شریعت کی تقویت اور دین متین کو رواج دینے اور رعیت کے انتظام کرنے کی ہے تو تمہارا یہ سفر تمہارے لئے مبارک ہوگا اور فتح تمہاری ہوگی اُس نے عرض کیا کہ روشن کی تقویت میں جان و دل سے کوشش کرونگا۔ اور انتظامِ رعایا میں پوری محنت کرونگا حضرت نے فرمایا جب ایسا ہے تو شریعت کی پناہ میں جاؤ مراد حاصل ہوگی +

کرامت ۔ نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہؒ نے سلطان میرزا سعید سے فرمایا کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ شروع ہو۔ تو جب تک تمہاری پشت سے کوؤں کی ایک جماعت ظاہر نہ ہو تم دشمن پر حملہ نہ کرنا۔ پس جب دونو لشکروں میں مقابلہ شروع ہؤا تو میرزا عبداللہ کے لشکر نے گھوڑوں کو بڑھایا اور میرزا سلطان ابوسعید کے لشکر کے میسرہ کے قدم اکھاڑ دئیے۔ اور میسرہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ یکایک کوؤں کی ایک جماعت میرزا سلطان ابوسعید کے لشکر کے پیچھے سے ظاہر ہوئی۔ سلطان ابوسعید کے لشکر نے جب حضرت کی اُس بشارت کو دیکھا تو اُن کے دلوں میں قوت پیدا ہوئی اور یکبارگی میرزا عبداللہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ پہلے ہی حملہ میں میرزا عبداللہ کے لشکر کو شکست دیدی اور میرزا عبداللہ کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ اُسی وقت اُس کو پکڑ کر قتل کر دیا +

کرامت ۔ سلطان ابوسعید کے مصاحبوں میں سے ایک شخص میر حسن بہادر روایت کرتے ہیں کہ جب اُن کے سلطان اور میرزا عبداللہ میں مقابلہ شروع ہؤا۔ تو میں اس وقت وہاں موجود تھے۔ ہمارا کل لشکر اندازاً سات ہزار ہوگا۔ اور میرزا عبداللہ کی فوج بہت مسلح اور مکمل تھی۔ میرزا سلطان ابوسعید کو میرزا عبداللہ کا غلبہ اپنی فوج پر دیکھ کر بیقراری ہوئی۔ اور خوف اُس پر غالب ہؤا اور بطور جلدی کے کہا کہ اے حسن بہادر کیا دیکھتا ہے میں نے کہا کہ اے میرے بادشاہ اس وقت میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو اپنے سامنے چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ قسم خدا کی میں یہی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اے میرے بادشاہ اب مطمئن رہو۔ ہم دشمن پر ضرور فتح پائینگے۔ میری زبان سے یہ کلمہ نکل ہی رہا تھا کہ دشمن نے شکست پائی پس ہمارے لشکر نے اسی

کلمہ کو دُہرایا۔ اور دشمن پر سخت حملہ کیا۔ آدھی گھڑی یعنی دس منٹ میں میرزا عبداللہ کے لشکر نے شکست کھائی۔ اور وہ خود گرفتار ہو گیا۔ اور مارا گیا سمرقند فتح ہو گیا ؂

کرامت حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جس وقت میرزا عبداللہ مارا گیا مَیں اُس وقت تاشقند کی طرف متوجہ تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک فوج ہوا میں سے زمین پر اُتری۔ اور اُس نے میرزا عبداللہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ میرزا عبداللہ مارا گیا اور اُس کا کام تمام ہو گیا ؂

کرامت۔ ایک مرتبہ بابر ایک لاکھ جرار سوار ہمراہ لیکر سمرقند پر حملہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ میرزا سلطان ابوسعید حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ مجھ کو بابر کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کیا کروں مصاحبوں نے اس کو یہ رائے دی۔ کہ سمرقند سے بھاگ کر ترکستان چلے جاؤ۔ اور وہاں قلعہ بند ہو کر لڑو۔ اور سلطان نے اس رائے کو پسند کر کے اپنا کل سامان اونٹوں پر لدوا دیا۔ حضرت اُس کے ارادہ سے آگاہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ مَیں نے تمہاری اس مہم کو اپنے ذمے لیا ہے۔ اور بابر کی شکست میرے ذمہ ہے تم اطمینان رکھو میرزا نے کمال اعتقاد کے ساتھ اپنے چلے جانے کے ارادہ کو ملتوی کر دیا۔ اور سمرقند ہی میں ٹھیر گیا۔ جب میرزا بابر سمرقند کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور طرفین کی فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ میرزا خلیل جو میرزا بابر کا سپہ سالار تھا گرفتار ہوا کہ اُس سے زیادہ بہادر بابر کے لشکر میں اور کوئی شخص نہ تھا۔ میرزا بابر کے لوگوں کو جو سامانِ معیشت لانے کے لئے سمرقند چلے گئے تھے۔ میرزا ابوسعید کے علاقہ داروں نے ناک کان کاٹ کر نکال دیا۔ چند ہی روز میں وبائے عظیم بابر کے لشکر کے گھوڑوں میں پھیلی اور کثرت سے گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ آخر کار میرزا بابر کو صلح کرنی پڑی۔ حضرت مولانا قاسم نے جو حضرت خواجہ کے خاص مریدوں میں سے تھے باہر آ کر فریقین میں صلح کرا دی۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ جب میرزا بابر ملحدوں کے ایک گروہ کے ساتھ سمرقند کے محاصرہ کے لئے آیا۔ کہ رعایائے سمرقند کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرے۔ اہل سمرقند میں بہت سے صالحین اور غربا تھے۔ اس لئے ہم کو اُن پر رحم آیا۔ اور دو تین روز ہم نے اُن کی مصیبتوں کے ٹالنے میں صرف کئے کیونکہ مصائب کو ٹالنا اور دشمنوں کو دفع کرنا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔ میرزا بابر کہا کرتا تھا کہ ہم

اگرچہ سمرقند کو فتح نہ کرسکے لیکن ہم کو یہ معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت خواجہ عارف نہ تھے کیونکہ عارف میں ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اور حضرت نے ہمت سے ہم کو خراب کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بابر نے شاید اس کلام کے معنی نہیں سمجھے مطلب اس کا یہ ہے کہ عارف ایسی فنا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ کہ عارف اور اُس کے تمام اوصاف مٹ جاتے ہیں کہ نہ اُن کا نام باقی رہتا ہے اور نہ نشان۔ اور جو کچھ اُس سے صادر ہو وہ اس کا فعل نہیں ہے یہ آیت کریمہ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پس نہیں قتل کیا تم نے اُن کو لیکن اللہ نے قتل کیا اور تم نے اُن پر خاک مٹھی بھر کر نہیں ماری۔ جب کہ تم نے ماری تھی بلکہ وہ اللہ نے ماری تھی) اس معنی پر شاہد ہے اگر ایسا نہ ہو تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے باب میں مشکل جائیگی ہو جائیگی کیونکہ انہوں نے ایک عالم کو اپنی مضبوط قوت سے درہم و برہم کر دیا تھا جیسے حضرت نوح اور حضرت ہود علیہما السلام ٭

کرامت۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم پیری مریدی کرنا چاہتے تو اس زمانہ کے کسی پیر کو ایک آدمی بھی مریدی کے لئے نہ ملتا۔ لیکن ہم کو دوسرے کام کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی ظالموں کے شر سے حفاظت کریں اور شریعت قویہ کو ترویج دیں۔ اسی لئے ہم بادشاہوں پر مسلط ہوتے ہیں اور ان کو مسخر کرتے ہیں اور انہی ذرایع سے مسلمانوں کے مقاصد پورے ہوتے ہیں ٭

کرامت۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدائے پاک نے محض اپنی عنایت سے کرامت کی قوت عطائی ہے اگر ہم چاہیں تو ایک ہی خط میں بادشاہ خطا کو جو خدائی کا مدعی ہے ایسا بنادیں کہ ننگے پاؤں خس و خاشاک میں دوڑتا ہوا ہمارے آستانہ پر حاضر ہو جائے مگر باوجود اس قدرت کے ہم ہر وقت حکم الٰہی کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ جو چاہے وہ حکم دے گا۔ پورا ہو جائیگا اس مقام میں ادب ضروری ہے۔ اور ادب یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو خدائے پاک کا ارادہ بنائے۔ نہ یہ کہ اُس کے ارادے کو اپنا تابع کرے۔ حضرت کا ایسے تین بادشاہوں کی جو باہم مخالف تھے ایک معرکہ میں صلح کرا دینے کا دفعہ مشہور ہے ٭

کرامت۔ ایک بزرگ حضرت خواجہ قدس سرہ کے دوستوں میں سے نقل کرتے

ہیں کہ میرا ایک غلام سمرقند میں گم ہو گیا۔ میں چار ماہ تک سمرقند کے اطراف و اکناف میں اُس کی جستجو میں سرگرداں پھرتا رہا۔ مگر اُس کا پتہ نہ چلا۔ ایک دفعہ جنگل میں اس کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ حضرت اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نمودار ہوئے۔ میں نے حضرت کے گھوڑے کی باگ تھامی اور نیاز مندی کے ساتھ عرض حال کیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ہم دہقانی آدمی ہیں ہم ان باتوں کو کیا جانیں میں نے بہت زاری اور اصرار کیا۔ حضرت میری زاری و بکا کو دیکھ کر بہت مہربان ہوئے اور تھوڑی دیر سکوت کیا اس کے بعد فرمایا کہ اس سامنے والے گاؤں میں بھی تم نے اُس کی تلاش کی۔ میں نے عرض کیا کہ متعدد بار یہاں بھی گیا ہوں۔ اور محروم واپس آیا ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ پھر تلاش کرو۔ اب کے ضرور پاؤ گے۔ آپ نے یہ ارشاد فرما کر اپنا گھوڑا ایڑ دے کر دوڑایا۔ اور میں اُس گاؤں کو روانہ ہوا۔ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ میرا غلام گم گشتہ پانی کا بھرا ہوا برتن سامنے رکھے ہوئے متحیر کھڑا ہے۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی بے اختیار فریاد کی۔ اے غلام اتنی مدت تک تو کہاں رہا۔ اُس نے کہا کہ میں جب آپ کے گھر سے نکلا تو ایک شخص بہکا کر مجھ کو خوارزم لے گیا۔ اور دوسرے شخص کے ہاتھ مجھ کو فروخت کر دیا۔ میں اُس کی خدمت میں ہوں۔ آج اتفاقاً اُس کے گھر میں مہمان آیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ پانی برتن میں بھر لا۔ تاکہ کھانا تیار کراؤں میں پانی کا گھڑا بھر کر اُٹھا کر لے چلا تھا کہ اب میں اپنے آپ کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ میں حیرت و فکر میں ہوں کہ یہ معاملہ بیداری میں دیکھ رہا ہوں یا خواب میں +

کرامت حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہؒ نے مجھ سے مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے صورتوں اور لباس بشری کے بدلنے کا قصہ بیان فرمایا تھا۔ اُس زمانہ میں حضرت ایک بزرگ کی شکل میں میرے سامنے نمودار ہوئے۔ جس سے مجھ کو کمال درجہ محبت و الفت تھی۔ اور اُس کو دنیا سے انتقال کئے ہوئے تھوڑے دن گذر چکے تھے۔ میری نظر پڑتے ہی حضرت نے فوراً اُس شکل کو بدل دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ شاید وہ شکل میرے خیال میں تھی۔ مگر میں نے اپنے ہمراہیوں سے بھی سُنا کہ انہوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ حضرت کے صورتوں اور شکلوں کے بدلنے کے واقعات اکثر وقوع میں آئے ہیں۔ چنانچہ مولانا حاجی مزاریؒ اور حافظ اسمٰعیل رُدحیؒ جو مولانا سعدالدین قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ

کو مولانا سعدالدین کی صورت میں دیکھا ہے ۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا ایک خادم ایک مرتبہ سمرقند کو جا رہا تھا حضرت نے اُس سے فرمایا کہ سمرقند سے چند ڈبے صاف شہد کے ہمارے لئے لانا۔ وہ سمرقند سے کئی ڈبے شہد سے بھر کر اور اُن کے مُنہ پر مضبوط مُہر لگا کر سمرقند سے روانہ ہوا۔ اتفاقاً کسی کام کے لئے بازار میں ایک بزاز کی دکان پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھیر گیا۔ اور شہد کے ڈبوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اتنے میں ایک حسینہ عورت جو اُس بزاز کی آشنا تھی دکان پر آئی اور ایک طرف بیٹھ کر بزاز سے باتیں کرنے لگی۔ اُس خادم نے دو تین بار بنظرِ حرام سے اُس عورت کو دیکھا اور پھر نظر پھیر کر ڈبوں کو اُٹھا کر تاشقند کو روانہ ہو گیا۔ اور ڈبے لا کر حضرت کی خدمت میں پیش کئے حضرت ڈبوں کو دیکھتے ہی خشم آلود ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اِن ڈبوں سے شراب کی بو آرہی ہے۔ اے بدبخت میں نے تجھ کو شہد کے لانے کو کہا تھا۔ اور تو شراب لیکر آیا ہے اُس نے کہا کہ میں شہد ہی لیکر آیا ہوں۔ اِن میں شراب نہیں ہے۔ ڈبوں کو کھولنے کے لئے ارشاد ہوا جب کھول کر دیکھا گیا تو حقیقت میں شراب سے بھرے ہوئے تھے ۔

کرامت۔ ایک معتبر بزرگ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ہمراہی میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو روانہ ہوا۔ موسم سردی کا تھا۔ اور دن بہت چھوٹا۔ ہم نے رستہ میں عصر کی نماز پڑھی آفتاب زرد ہوا شام ہونے آئی۔ منزل تک پہنچنے کے لئے دو کوس باقی تھے۔ اور رستہ میں کوئی جگہ پناہ اور آرام کی نہ تھی۔ مجھ کو خیال ہوا کہ دن ختم ہو گیا اور رستہ خوفناک ہے۔ ہوا سرد اور فاصلہ زیادہ اب آگے کیسے گزرے گی۔ پھر مجھے مکرر یہی خیال گزرا۔ حضرت مُنہ پھیر کر میری طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ڈرو مت اور رستہ کی نسبت دل میں کوئی خیال نہ لاؤ ممکن ہے کہ آفتاب غروب ہونے نہ پائے کہ ہم منزل تک پہنچ جائیں۔ پس میں پلٹ پلٹ کر آفتاب کو دیکھتا جاتا تھا۔ اسی طرح اس کا کنارہ آسمان پر ٹھیرا ہوا تھا۔ اور غروب ہونے کے کوئی آثار نہ پائے جاتے تھے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس میں میخ لگا دی گئی ہے جس سے وہ ایک جگہ ٹھیرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ہم گاؤں کی آبادی میں پہنچ گئے اُس وقت آفتاب یک بہ یک ایسا غائب ہو گیا کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ تھا۔ اور غروب کے

بعد شفق کی جو سُرخی و سفیدی ہوا کرتی ہے وہ بھی بالکل نہ تھی۔ عالم میں دفعۃً ایسی تاریکی پھیل گئی کہ صورتوں اور رنگتوں کا نظر آنا ناممکن تھا۔ جس سے لوگوں پر ہیبت وحیرت چھا گئی۔ اور سب نے یقین کیا کہ حضرت خواجہ کا اس میں تصرف واقع ہوا۔ آخر کار بے تحاشا ہو کر سب نے حضرت سے اس کا راز دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی طریقت کے شعبدوں میں سے ایک شعبدہ ہے +

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمدؒ جو بڑے عالم اور عارف اور صاحب کرامات تھے۔ نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری پھوپھی نے چاہا کہ ایک ضعیفہ بی بی کی عیادت کے لئے جو آپ کی عزیزہ تھیں اور پڑوس میں رہتی تھیں جائیں۔ آپ نے اُن کو منع فرمایا۔ پھر دو تین روز بعد جب آپ مقام فراغت کو تشریف لیگئے پھر پھوپی صاحبہ نے اُس کی عیادت کیلئے گھر سے نکلنا چاہا کیا دیکھتی ہیں کہ آپ سوار ہو کر ظاہر ہوئے اور کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ عیادت کیلئے جاتی ہو واپس ہو جاؤ۔ نہیں تو جانتی ہو کہ تم بھی بیمار ہو جاؤ گی اور تم کو کسی کی عیادت نہیں کرنی چاہئے۔ مجبوراً وہ واپس ہو گئیں۔ اور گھر میں قدم رکھتے ہی بیمار ہوئیں۔ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر فریش ہو گئیں جب آپ فراغت سے واپس تشریف لائے تو پھوپی صاحبہ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بیمار کے پوچھنے کے لئے جانے اور بیمار ہونے کی کیا ضرورت ہے +

کرامت۔ حضرت خواجہ محمدؒ قدس سرہٗ کی پھوپی صاحبہ نقل کرتی ہیں کہ جب حضرت خواجہ پر قبض کی کیفیت طاری ہوتی تو آپ گھڑی گھڑی گھر سے باہر جاتے اور باہر سے اندر آتے۔ اور جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو تبدیل صورت کے قاعدے سے نئی صورت میں تشریف لاتے اگر بالفرض دس مرتبہ بھی آتے تو ہر بار نئی صورت میں تشریف لاتے۔ چنانچہ مکان میں رہنے والی بوڑھی عورتیں غیر آدمی کی شکل کی وجہ سے غلطی میں پڑ کر شور کرنے لگتیں۔ آپ اس صورت کو چھوڑ کر ہنس پڑتے اور کیفیت قبض جاتی رہتی تھی +

کرامت۔ دو درویش بہت دُور سے حضرت خواجہ کی ملاقات کے شوق میں آپ کی خانقاہ میں آئے۔ خادموں سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ ہیں خدام نے کہا

کہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے ہیں یہ سُنکر وہ اپنے آنے پر پشیمان اور وقت کے ضائع ہونے سے پریشان ہوئے۔ اور کہا کہ عجب شیخ ہیں جو سلاطین کے دربار میں جاتے ہیں۔ حالانکہ بہت بُرا ہے۔ وہ فقیر جو امراء کے دروازہ پر ہو۔ اتفاقاً دو چور بادشاہی مجلس سے بھاگ گئے تھے۔ اور سپاہی اُن کی تلاش میں گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ ان دونوں درویشوں کو بجائے چوروں کے پکڑ کر دربار بادشاہ میں لے گئے۔ اور کہا کہ یہ وہی چور ہیں جو جیل سے بھاگ گئے تھے۔ اب اُن کے بارے میں جو حکم ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ شریعت غرّا کے احکام کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ حضرت خواجہ پہلوئے سلطان میں تشریف فرما تھے۔ اِس واقعہ کو دیکھ کر مُسکرائے اور کہا کہ یہ دونو درویش ہیں اور ہماری ملاقات کے لئے دُور دراز سے آئے ہیں اس کے بعد حضرت خواجہ اُٹھے اور دونوں درویشوں کو ہمراہ لیکر اپنے مسکن پر تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم دربار شاہی میں اس لئے گئے تھے کہ ہاتھ کاٹے جانے سے تم کو بچائیں اور امیروں کے دروازہ پر وہ درویش بُرا معلوم ہوتا ہے جو طمع کی وجہ سے دولتمندوں کے پاس جاتا ہو۔ وہ درویش بُرا نہیں ہے جو خلق اللہ کے مظالم رفع کرنے اور شرع متین کو رواج دینے کے لئے جاتا ہو۔ اس واقعہ سے اُنہوں نے اپنی بدگمانی کی توبہ کی اور حضرت کے مخلصین اور معتقدین میں داخل ہوئے ۔

کرامت ایک عالم حضرت کے فضائل و کمالات کا شہرہ سُنکر حضرت کی ملاقات کے ارادہ سے سمرقند روانہ ہوا اور شہر میں داخل ہُوا۔ اور شہر کے رستوں میں اونٹوں کی قصار پُر از غلہ جاتے ہوئے دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ اتنا بہت سا غلہ کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا ہے۔ عالم کے دل میں خطرہ گزرا کہ فقیری کو اس دُنیاداری سے کیا نسبت یہاں سے واپس ہو جانا چاہئے۔ پھر اُس نے سوچا کہ اتنی مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ ایک بار تو خود اُن سے مل لوں۔ اور آپکی خانقاہ میں آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ اس وقت زنانہ مکان میں تھے۔ اِس اثناء میں اُس کو غنودگی ہو گئی اور اُس میں اُس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ایک قرضدار اُس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور اپنے ساتھ اس کو دوزخ میں لیجانا چاہتا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ آئے اور قرضدار سے دریافت فرمایا کہ اِس کے

ذمہ تیرا کتنا قرضہ ہے۔ اُس نے مقدار بتلائی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ اپنا بقایا مجھ سے لے لے۔ اور اِس بیچارے کو چھوڑ دے۔ پھر آپ نے اُس کا مطالبہ ادا کر دیا۔ اور اُس کو چھوڑا لیا۔ اِس کے بعد اس کی آنکھ کھُل گئی۔ اور آپ اندر سے باہر تشریف لے آئے۔ اور مسکرا کر فرمایا کہ اتنی دولت ہم نے اسی لئے جمع کی ہے۔ کہ تم کو اور تمہارے مماثل لوگوں کو قرضداروں سے چھڑائیں +

اُس صاحبِ تکمیل و کمال کی وفات ۳۰۔ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ ہجری شب شنبہ میں ہوئی۔ اور محلہ خواجہ کفشیر میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد امجاد نے آپ کے مزار شریف پر عالیشان عمارت تعمیر کی ہے +

کرامت۔ جب حضرت قدس سرہٗ کا نفس شریف منقطع ہؤا تو اُس وقت چونکہ رات زیادہ گزر چکی تھی کثرت سے شمع روشن کئے گئے تھے۔ جن سے مکان روشن ہو گیا تھا۔ اِسی حال میں دیکھا گیا کہ حضرت کے دونو ابروؤں کے بیچ سے ایک نور چمکدار بجلی کی طرح پھیلا اور اُس کی شعاعیں شمع پر پڑیں اور کل شمعوں کی روشنی سلب ہو گئی۔ جو لوگ اُس گھر میں اُس وقت موجود تھے اُنہوں نے اُس کا مشاہدہ کیا +

حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ کے حالات

آپکا انتساب اس طریقۂ عالیہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے ہے اور آپ اُن کے اکمل اور عالیشان خلیفہ ہیں۔ وخش خاء معجمہ ساکن اور شین منقوطہ کے ساتھ ایک گاؤں کا نام ہے جو متعلقاتِ حصار سے ہے۔ اور اس گاؤں کو وخشوارھی کہتے ہیں۔ آپ اقربائے مولانا یعقوب چرخی سے ہیں۔ بلکہ اُن کے نور سے ہیں۔ بعض ثقات سے سُنا گیا ہے۔ کہ حضرت مولانا محمد زاہد نے ذکر کی تلقین اور طریقہ کی تعلیم بعض اصحاب کبار مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے حاصل کی تھی۔ گوشۂ تنہائی اور گمنامی میں اپنے وقت کو آپ تازہ کرتے رہے۔ اور ریاضات اور مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ اس کے بعد آپ خواجہ احرار قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے جسکی تفصیل آگے کی جائے گی +

بخدمتہ الاکابر حضرت خواجہ خاوند محمود سلمہ اللہ تعالےٰ وابقاہٗ نے ایک روز فقیر

مؤلف سے کہا کہ مولانا مرید خواجہ محمد یوسف قدس سرہٗ کے ہیں۔ اور وہ مرید خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے تھے۔ اگر مولانا کو خواجہ احرار قدس سرہٗ سے انتساب ہوتا۔ تو مصنف رشحات مولانا جامی قدس سرہٗ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ اتفاقاً حاجی ضیاءالدین سمرقندی خلیفہ حضرت خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ جو بعد خلافت پانے کے کشمیر میں سکونت رکھتے ہیں۔ اس مجلس میں موجود تھے۔ اپنی جگہ سے اُٹھے اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ حضرت خواجہ خاوند محمود اس معاملہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ میں مولانا خواجہ امکنگی قدس سرہٗ کا مرید ہوں اور برسوں اُنکی خدمت میں رہا ہوں۔ اور اُن کی وفات کے بعد حضرت خواجہ محمودؒ کی خدمت میں آیا ہوں۔ اور حضرت محمد باقی قدس سرہٗ میرے سامنے مولانا خواجگی کی خدمت میں آئے۔ اور مولانا محمد زاہدؒ کی خلافت حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے بلا شک و شبہ کے محقق و مقرر ہے۔ اس کا واقع اس طرح ہے کہ جب حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے ارشاد کا آوازہ مولانا محمد زاہدؒ کے گوش ہوش میں پہنچا تو آپ حصار سے سمرقند کی طرف روانہ ہوئے اور سمرقند پہنچنے کے بعد محلہ وانسرا میں جو دلپسند اور بہت سرسبز مقام ہے اُترے اور حضرت احرار کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کپڑے پہنے۔ محلہ وانسرا میں اور حضرت خواجہ کی جائے سکونت کے مابین تین کوس کا فاصلہ ہے۔ اتفاقاً حضرت خواجہ پر ظاہر ہوا کہ مولانا زاہد کمالات اور مقامات عالیات سے موصوف ہیں۔ اور اس میں ہماری ملاقات کے لئے آتے ہیں آپکے دل میں گذرا کہ مولانا کے استقبال کے لئے نکلیں ٹھیک دوپہر اور سخت گرمی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو لائیں۔ پس حضرت اُس پر سوار ہو گئے۔ اور تمام مریدین آپکے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ اس لئے اونٹ کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کہ جہاں کو چاہے چلے۔ جب حضرت محلہ وانسرا میں پہنچے جہاں کہ مولانا اُترے ہوئے تھے۔ اونٹ خود بخود رُک گیا۔ اور حضرت خواجہ اونٹ سے اُترے مولانا کو حضرت خواجہ کے تشریف لانے کی خبر ہوئی تو وہ بے اختیار دوڑے آئے اور حضرت کا استقبال کیا اور حضرت کے پیروں کو بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ مولانا کے ساتھ اُسی مقام پر خلوت کی۔ اور مولانا نے اپنے واردات اور معاملات و مقامات کو حضرت

کے سامنے پیش کیا اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہؒ نے مولانا کا التماس قبول کیا اور جو کچھ بتلانا تھا بتلا دیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت مولانا کو عطا فرمائی۔ اس پر بعض اصحاب حضرت خواجہ کے جو اس وقت وہاں موجود تھے آتش غیرت میں جلنے لگے کہ مولانا محمد زاہد کو حضرتؒ نے پہلی ہی صحبت میں خلافت دے دی۔ حالانکہ ہم برسوں سے حضرت کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر حضرتؒ نے ہمارے حال پر یہ التفات نہیں فرمائی۔ حضرت خواجہؒ نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ مولانا زاہد چراغ اور تیل۔ بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے۔ ہم نے اُس کو روشن کر کے اُن کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد حاجی مذکور نے مجھ سے کہا کہ یہ بات مشہور ہے کہ صاحب رشحات نے دو عالی قدر حکایتوں کو چھوڑ دیا ہے +

اولاً مولانا محمد زاہدؒ کا انتساب حضرت خواجہ احرار کے ساتھ بطریق مذکورہ بالا کہ اُس سے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی کرامت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اور مولانا محمد زاہدؒ کے درجات کی بلندی کا +

ثانیاً یہ کہ ایک روز حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کسی راستہ سے تشریف لیجا رہے تھے۔ اور آپ کے حالات اس وقت متلوّن تھے۔ اور سکر آپ پر غالب تھا۔ اُسی حالت میں آفتاب قریب غروب کے ہو گیا۔ اور کسی ہمراہی کی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ حضرت خواجہؒ سے نماز عصر ادا کرنے کے لئے عرض کرے۔ غروب آفتاب کے بعد حضرت خواجہ کا سکر کم ہوا اور آپ ہوش میں آئے دیکھا کہ آفتاب غروب ہوا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ اُس وقت آپ آفتاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے آفتاب ہمارے لئے پھر نکل آ۔ آفتاب اُسی وقت نکل آیا اور حضرتؒ نے نماز عصر ادا کی نماز سے فراغت پانے کے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔ اور عالم میں تاریکی پھیل گئی +

واضح ہو کہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے رشحات میں حضرت خواجہ احرارؒ کے تمام مریدوں اور خلفا کے ذکر کا التزام نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ آپ کے اصحاب کے ذکر میں ایک فصل قرار دے کر لکھا ہے کہ تیسری فصل آنحضرت قدس سرہٗ کی اولاد اور اہل اصحاب کی اُن کرامتوں اور مقامات کے بیان میں ہے۔ جو لوگوں نے اپنی چشم دید بیان کی ہیں مع مختصر حالات۔ اور دوسرے بزرگوں کے مریدوں کے ذکر کا بھی التزام نہیں فرمایا ہے

مقصود بالذات رشحات کا یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو دیکھا ہے اور حضرت کے کسی ارشاد کو اور آپ کی کسی کرامت کو نقل کیا ہے اُن کو نام بنام کتاب میں ذکر کر دیا جائے۔ نیز اُن لوگوں کا تذکرہ جن کی خود حضرت خواجہؒ نے اپنے ہمعصر بزرگوں میں سے تعریف کی ہو۔ رشحات کی بنا حضرت خواجہ کے احوال اور اقوال پر ہے۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے علیحدگی کے بعد بھی ایک مدت تک زندہ رہے اور کتاب رشحات کے مسودے حضرت خواجہؒ کے حیات میں آپ کی صحبت کے زمانہ میں تیار کئے گئے تھے۔ اور سولہ برس کے بعد وہ صاف کئے گئے۔ بہت سی باتیں نسیان کی وجہ سے سپردِ قلم نہ کی جا سکیں۔ اور چونکہ مولانا محمد زاہد علیہ الرحمۃ کی ملازمت حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں باوجودیکہ بہت تھوڑی دیر کے لئے ہوئی تھی اور وہ بھی اِس زمانہ میں کہ مصنفِ رشحات علیہ الرحمۃ وہاں موجود نہ تھے۔ اِس لئے اُن کو جناب خواجہ سے جناب مولانا کی کرامات اور اشرافات کی سماعت کا اتفاق نہ ہو سکا۔ بلکہ اُن کی مولانا سے ملاقات بھی نہ ہو سکی۔ اور نہ اُن کو مولانا کی حضرت خواجہؒ سے ملاقات کی خبر مل سکی۔ اِس لئے اُن پر مولانا کا ذکر ترک کرنے سے کوئی قصور عاید نہیں ہوتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے رشحات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب الطاف الٰہی کی برکتوں اور اُس کی نامحدود مہربانیوں سے اور آخر ماہ ذیقعدہ ۸۸۹ھ ہجری میں فقیر کو حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ کی بوسہ ہی کا اتفاق ہوا۔ اور پھر دوبارہ ابتداءِ ربیع الثانی ۸۹۳ھ ہجری میں اُس آستانۂ پاک کے قدوم کی پابوسی کا شرف نصیب ہوا۔ تو آپ کے فیضان اور افادہ کی مجلسوں اور مخلصوں میں حضرات خواجگان نقشبندیہ علیہ الرحمۃ کے بعض فضائل اور شمائل اور مناقب اور حالات کے سننے کا شرف حاصل ہوا۔ کہ اکثر بیان میں آتے رہتے تھے۔ انہی حالات کو میں نے تحریر کی لڑی میں پرونا شروع کیا۔ پھر ایک حوادث زمانہ کے بُرے اثرات اور طرح طرح کے بلاؤں کی فکرات کی وجہ سے اُس کعبۂ عزت اور اقبال کے قرب و ہمسایگی سے محروم رہا۔ ایک مدت کے بعد مجھ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اُن انفاسِ متبرکہ سے جو ارشادات زمانۂ سعادت فرجام میں سُنے تھے ایک جگہ جمع کر دوں۔ مگر اس کی توفیق نہ ہو سکی یہاں تک کہ سولہ سال گزر گئے۔ ۹۰۹ھ ہجری میں از سرِ نو یہ ارادہ تازہ ہوا۔ اور اُن حالات کے جمع کرنے

اور ترتیب دینے کے لئے طبیعت آمادہ ہوئی۔ اور کام کا آغاز ہوا ۔

کرامت ۔ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو سلطان محمود میرزا کی بابت یہ خبر پہنچی ۔ کہ اُس نے اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے محاصرۂ سمرقند کا ارادہ کیا ہے ۔ تو آپ نے میرزا سلطان محمود کو یہ رقعہ تحریر فرمایا :-

رقعہ اس عرضداشت کے ذریعہ یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو بلدہ محفوظہ کے نام سے یاد فرمایا ہے ۔ لہٰذا آپ کا فتح سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں ہے ۔ اور جب خدائے پاک نے اس کا حکم نہیں دیا ۔ نہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کوئی ایسی ہدایت وارد ہوئی ۔ تو پھر آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اُٹھانا کس حد تک آپ کے لئے مناسب ہے ۔ یہ فقیر آپ کی خیرخواہی کے لئے کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض معروض کر چکا ہے ۔ مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا ۔ لوگوں کی باتوں میں آکر آپ کا اس ملک کی فتح کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے ۔ حالانکہ میں آپ کی خدمت میں خیرخواہی کی عرض کرتا ہوں اور لوگ جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسانیت سے معلوم ہے کہ سمرقند میں بہت سے بزرگانِ دین اور فقرا و مساکین ہیں ۔ اُن کو اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کے دل کو صدمہ پہنچے ۔ اور دردمند دل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپ کو بخوبی معلوم ہے ۔ خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دلوں کو ضرور اس سے تکلیف ہوگی آپ اس ارادہ سے باز آئیں اور ڈریں ۔ اور فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض للّٰہیت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں ۔ تاکہ خدائے تعالےٰ راضی رہے ۔ پھر ایک دل اور متفق ہو کر ان کاموں کو جو ادھورے پڑے ہوں پورا کرو ۔ دنیا میں اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی بعض بندے ہیں جن پر وہ اپنی بہت کچھ عنایت رکھتا ہے ۔ اور ان کی عدول حکمی اور لڑائی کے ارادہ کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے ۔ چنانچہ صحاح کی حدیث میں اس کی کی تفصیل مذکور ہے

به پیش چشم چو خاکسترم میاگستاخ
که هست در تگ او آتشے و دریائے

ترجمہ ۔ لوگوں کی نظر میں اگرچہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادہ گستاخی کو دور رکھ کہ اس راکھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے ؎

اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے امیر مزید سے جو سلطان محمود کے دربار کا امیر کبیر تھا کہلا بھیجا کہ جنگ اور مخالفت کے طریقہ سے باز آؤ۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہزاروں آدمی عبدالخالق کے ایک تابعدار سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اگر کرینگے تو مغلوب ہونگے خاندان نقشبند کا خانوادہ بڑے تصرف کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ انکی خاطر شریف کی بموجب پورا کر دیتا ہے۔ اور خانوادۂ مذکور کسی کا مطیع نہیں ہے ؎

میرزا سلطان محمود باوجود اس نامہ و پیام کے اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ اور سمرقند کے محاصرہ کے لئے متوجہ اور فوج بیکران اور لشکر بے عدد ہمراہ لیکر روانہ ہوا علاوہ چغتائی فوج کے چودہ ہزار ترک ہمرکاب تھے۔ بیچارہ میرزا سلطان احمد مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔ اور فرار کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت میں بیقرار اور مضطر ہو حاضر ہوا۔ کہ بھاگ جانے کی اجازت چاہی۔ آپ اُس وقت شہر کے مدرسہ میں تھے۔ فرمایا کہ اگر تم بھاگو گے تو سب شہر والے قید ہو جاینگے۔ پس تم ٹھیرو اور اپنے دل کو مضبوط کرو۔ میں تمہارا کفیل و ذمہ وار ہوتا ہوں۔ بعدہٗ آپ نے مرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرہ میں جس کا ایک ہی دروازہ تھا۔ لے جا کر بٹھا دیا۔ اور خود اس حجرہ کی دہلیز پر تشریف فرما ہے۔ اور حکم دیا کہ ایک سانڈنی ہر دم تیار رہے۔ کہ اُس پر کجاوہ بندھا ہوا اور چند روز کا توشہ اُس میں رکھا ہوا ہو۔ چنانچہ اس کو تیار کر کے سلطان احمد کے حجرہ کے رُوبرُو حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرزا سلطان محمود سمرقند کو فتح کر لے اور جس دروازہ پر جنگ ہو رہی ہے۔ وہ اُس میں داخل ہو جائے۔ تو تم اس اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے خاص لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازہ سے نکل جانا۔ آپ نے اس طرح سے میرزا سلطان احمد کو تسکین دی ؎

اس کے بعد آپ نے مولانا سید حسن اور مولانا سید قاسم اور میر عبدالاول اور مولانا جعفر قدس اللہ اسرارہم کو جو آپ کے بڑے بڑے مرید تھے طلب کر کے حکم دیا کہ جلد جاؤ اور اُس کے دروازہ پر جہاں کہ سلطان محمود مصروف جنگ ہے ٹھیرو اور خدا کی طرف مشغول ہو جاؤ۔ اور جب وہ بھاگ جائے تو تم ہمارے پاس آؤ اور اگر بالفرض

اُس کا لشکر شکست نہ کھائے۔ تو ہمارے پاس تمہارے لئے رہنا نہیں ہے وہ چاروں بزرگ اُس دروازہ کے بُرج پر چڑھے۔ اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے ۞

وہ کہتے ہیں کہ ہم مراقبہ میں اپنے آپ کو نہیں پاتے تھے۔ جو کچھ تھے حضرت خواجہ ہی تھے۔ اور ایسا نظر آتا تھا کہ تمام عالم پر حضرت خواجہ کا وجود چھایا ہوا ہے۔ اس اثنا میں مولانا زاہد قدس سرہٗ کو سلطان محمود کے سمرقند پر حملہ کرنے اور حضرت خواجہ کے خط کو قبول نہ کرنے اور اپنے بھائی اور سلطان احمد سے جنگ کرنے کی خبر ملی تو مولانا پر اس خبر کے سننے سے غیرت طاری ہوئی۔ اور اس کی ہزیمت کے لئے آپ متوجہ ہوئے اثناء مشغولی میں مولانا پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت خواجہ کی تیغ باطن نے میرزا سلطان محمود کو مقہور اور مغلوب کر دیا۔ اور شکست دے دی۔ مولانا سے یہ مشاہدہ بے اختیار ظاہر ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس کی خبر حاکم وخش کو جو سلطان محمود کا دوست تھا پہنچی۔ وہ یہ سُنکر مولانا پر بے حد بگڑا۔ اور بے انتہا عتاب کیا۔ اور ایک خط میں مولانا کی شکایت لکھ کر سلطان محمود کے پاس روانہ کی۔ تقدیر سے قاصد کا اس خط کو لیکر پہنچنا۔ اور میرزا سلطان محمود کا شکست کھانا ایک ہی وقت میں واقع ہوا ۞

کہتے ہیں کہ میرزا سلطان محمود اور میرزا سلطان احمد کی فوجوں میں صبح سے دوپہر تک جنگ ترقی پر رہی۔ اور قریب تھا کہ سلطان محمود کا لشکر غالب ہو جائے اور سلطان احمد کی فوج بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ ناگاہ قبچاق کی طرف سے ایک آندھی ہولناک اٹھی اور اُس میں سلطان محمود کا لشکرگاہ اس طرح سے پھنس گیا کہ کسی شخص کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ رہی۔ اِس آندھی نے گھوڑوں اور آدمیوں کو اُٹھا کر پھینک دیا۔ اور پیادوں اور سواروں کو زمین پر پٹک دیا۔ خیموں اور سراپردے اور شامیانوں کو اکھاڑ کر اوپر لے گئی۔ اور زمین پر پھینک دیا۔ الحاصل ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور قیامت قایم ہو گئی ۞

اِس حالت میں سلطان محمود امیروں اور ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلند دیوار کے پشتہ کے نیچے ایک بڑے تالاب کے کنارے کھڑا ہوا تھا۔ کہ زمین تڑخی اور اُس کا ایک ٹکڑا بہت بڑا پھٹا اور اس تالاب کا کنارہ ٹوٹ کر گرا جس سے ایک آواز نہایت مہیب پیدا ہوئی۔ اور قریب چار سو سواروں اور گھوڑوں کے جو اُس کی

آڑ میں کھڑے تھے دبک ہلاک ہوگئے۔ اور ادھر اُس کی آواز کی دہشت سے ترکوں کے گھوڑے بھڑک کر جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ آراستہ لشکر میں یکبارگی پھوٹ پڑگئی۔ اور لشکری ہوہو کر بھاگ نکلے! اور خوف اور رُعب سلطان محمود اور لشکریوں اور اُس کے تمام وزیروں پر چھا گیا۔ اُس نے مع تمام اُمرا کے سرنگوں و ذلیل ہوکر گھوڑوں کو بڑھایا۔ اور جتنی جلدی ہوسکا شہر سے بھاگ گیا۔ اور میرزا سلطان احمد کا لشکر اور شہر کے لوگ اُن کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور تقریباً پانچ کوس تک اُن کا تعاقب کیا۔ اور گھوڑے اور قیدی پکڑ لائے۔ اور بہت کچھ سامانِ غنیمت اور ہتھیار لوٹ لائے۔ اُس وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے کلام کا اثر اور حضرت کے چاروں مریدوں کی قوتِ مراقبہ اور مولانا محمد زاہد کے کشف کی سچائی پوری طرح سے ظاہر ہوگئی ٭

حضرت مولانا قدس سرہٗ کی وفات بتاریخ غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ ہجری موضع وخش میں واقع ہوئی۔ وہیں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرکے برکت حاصل کرتے ہیں ٭

واضح ہو کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے فرزندان کامل و مکمل اور صاحب کمال و تکمیل حد سے زیادہ ہیں جن کا انحصار اور شمار کرنا اس کتاب میں ناممکن ہے۔ اُن کے مختصر حالات رشحات کی فصل سوم میں مذکور ہیں۔ جس میں حضرت کی اولاد اور اصحاب کاملین کے کرامات اور مقامات کا خود اُن سے مشاہدہ کرکے بیان کیا گیا ہے۔ اور ہر نقل کے دوران میں ناقل کا مجملاً حال بھی ذکر کیا گیا ہے ٭

حضرت مولانا درویش قدس سرہٗ

آپ کو اپنے ماموں مولانا محمد زاہد قدس سرہٗ سے خلافت ہے۔ اس دارِ فانی سے اُن کے انتقال فرمانے کے بعد آپ اُن کے مستقل نائب ہوئے۔ آپ بڑے پرہیزگار اور متقی تھے۔ اور عزیمت اور احتیاط پر عمل فرماتے تھے۔ اور آپ کی نسبت نہایت صحیح اور محفوظ تھی۔ اور اپنے زمانہ میں مرجع طالبان تھے۔ کرامات ظاہرا اور تصرفات روشن رکھتے تھے۔ اور طریق گمنامی اور حالات کے چھپانے کا بڑا التزام فرماتے تھے۔ اور اسی چھپانے کے لئے بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اِس طائفہ عالیہ کے بزرگوں نے علم ظاہری کے پڑھنے پڑھانے کے مشغلہ کو طریقہ تعلیم اطفال کو باطن کی پوشیدگی کے لئے بہترین پردہ قرار دیا ہے۔ آپ اپنی عمر اسی پردہ میں چھپے رہتے تھے۔ کہ کسی کو آپ کے حال اور کمال سے آگاہی نہ ہونے پائے۔

قدسیہ ایک روز ایک درویش کا جو ترک تھا۔ آپ کے شہر میں گزر ہوا اُس نے کہا کہ یہاں سے ایک مردِ خدا کی بُو آتی ہے اور مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔

قدسیہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی فرزند عزیز مولانا درویش محمد قدس سرہٗ سے مروی ہے کہ ہمارے والد بزرگوار کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپکے رُو برُو ایک درویش نے شیخ نور الدین خوافی قدس سرہ کے کمالات کا جو شیخ حاجی مینوشانی قدس سرہٗ کے اکمل خلیفہ تھے۔ ذکر کیا اُنھوں نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند یہ شیخ بہت بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ اِن حدود سے گزر ہوگا تو مَیں بھی اِن کی صحبت شریف میں پہنچونگا چنانچہ آپ کے اس ارشاد سے چند روز کے بعد شیخ نور الدین مذکور کا اطراف بخشہ میں گزر ہوا۔ ہمارے والد علیہ الرحمۃ نے جب شیخ کے آنے کی خبر سُنی۔ تو فرمایا کہ آج دہی اور ملائی زیادہ تیار کرو۔ کل ہم شیخ کی ملاقات کیلئے جائینگے۔ اسیطرح کیا گیا۔ آپ صبح کے وقت اُنہیں کپڑوں کے ساتھ جو آپکے بدن پر تھے، اُٹھے۔ اور اُن تیار کرائی ہوئی چیزوں کو ساتھ لیکر شیخ کی ملاقات کیلئے روانہ ہوئے۔ مَیں بھی اُس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب ہم پہنچے۔ تو اُسوقت جناب شیخ ٹوپی اور کرتہ پہنے ہوئے بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے والد ماجد کو دیکھتے ہی وہ اُٹھے اور سخت معانقہ کیا۔ اور بہت دیر تک متغیر رہے۔ پھر اپنی دستار اور عبا طلب کرکے پہنکر اور ادب کے ساتھ دوزانو مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ میرے والد ماجد اُن کے مراقب رہنے تک بیٹھے رہے۔ پھر والد نے جانے کی اجازت چاہی۔ شیخ نے چند قدم تک پہنچا کر والد کو رخصت کیا۔ اس کے بعد شیخ مذکور مراقب رہے۔ اور لوگوں سے پوچھا کہ طالبانِ طریقت کی اِن بزرگ کے پاس بہت کچھ آمد و رفت ہوا کرتی ہوگی لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی شیخ نہیں ہیں۔ بلکہ ایک مُلّا ہیں۔ اور لڑکوں کو تعلیم قرآن دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ سُنکر شیخ نور الدین مذکور نے فرمایا کہ یہاں کے لوگ عجیب نابینا اور

مردہ دل ہیں۔ ایسے درویش کامل و مکمل سے فائدہ و فیض حاصل نہیں کرتے۔

جب شیخ کا یہ کلام مشہور ہوا تو ہر طرف سے طالبانِ طریقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے اور کمالات کی تحصیل کرنے لگے۔ مگر آپ ہمیشہ اپنی گوشہ نشینی اور پوشیدگی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔ اور خلق اللہ کی کثرت آمد و رفت سے دل تنگ ہوتے تھے۔

کرامت۔ بعض معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے کہ شیخ حسین خوارزمی کردی قدس سرہ اپنے وقت کے مقتدا تھے۔ جہاں کہیں وہ تشریف لیجاتے تھے وہاں کے مشائخین کی اُن کے تصرفات کے سامنے کوئی ہستی نہ رہتی تھی۔ جو درویش اُن سے ملاقات کرتے۔ وہ اُس کی نسبت کو سلب کر لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مولانا درویش محمد کے شہر میں بھی اُن کا گزر ہوا۔ تو وہاں کے مشائخ اُن کی ملاقات کے لئے گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم کو بھی شیخ حسین کی ملاقات کے لئے چلنا چاہئے۔ یہ فرما کر مولانا نے شیخ مذکور کی نسبت اپنے باطن میں اندر کے اندر سلب فرمالی۔ اِدھر شیخ حسین قدس سرہ اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر حیران اور پریشان ہوئے۔ اور بے قرار و بے طاقت ہوگئے۔ جب حضرت مولانا شیخ کی ملاقات کیلئے سوار ہوئے تو اُس وقت شیخ نے اپنے باطن میں نسبت کی بو پائی۔ جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی بو پہنچی تھی۔ جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص مصر سے روانہ ہوا تھا۔ شیخ اونٹ پر بیٹھ کر نسبت کی بو کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ جس قدر شیخ مولانا سے قریب ہوتے جاتے تھے۔ اُسی قدر اپنی گم شدہ نسبت کی بو کو زیادہ پاتے تھے۔ جب اثنائے راہ میں شیخ اور مولانا میں باہم ملاقات ہوئی۔ تو وہ بو بھی وہیں منقطع ہوگئی اور اُسی وقت شیخ نے جانا کہ میری نسبت کو مولانا نے اپنے تصرف سے سلب کر لیا تھا۔ پس شیخ نے نہایت انکسار اور بے حد تواضع کی۔ اور بہت مسکینی اور عاجزی سے کہا کہ مجھ کو یہ علم نہ تھا۔ کہ یہ اقلیم آپ کے زیرِ حکومت ہے۔ اب میں یہاں سے چلا جاتا ہوں مولانا کو شیخ کے اس عجز و انکسار اور نیازمندی کے اظہار اور گریہ و زاری پر رحم آگیا اور اُسی وقت شیخ کی سلب شدہ نسبت کو واپس دے دیا۔ چنانچہ شیخ نے اُسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا۔ اور اس کو غنیمت سمجھ کر اُسی سواری پر واپس ہوئے اور اپنے قیام گاہ پر پہنچکر اپنے وطن کو واپس ہوگئے۔

حضرت مولانا درویش محمدؒ کی تاریخ وفات ۱۹ محرم الحرام سنہ ۹۷۰ ہجری میں بروز پنجشنبہ ہے۔ مزار شریف قریہ اسفرار میں ہے۔ جو شہر سبز کا مشہور موضع ہے آپ کے مزار شریف کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور تبرک حاصل کرتے ہیں ◆

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ

آپ کا طریقت میں انتساب اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہما سے ہے۔ انہیں سے اس رشتہ کے کمالات آپ نے حاصل فرمائے۔ اور مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ اور تیس برس تک اپنے والد کے مسند مشیخت پر جلوہ افروز رہے آنے جانے والے مہمانوں کی خدمت آپ اپنی ذات سے کیا کرتے تھے۔ حالانکہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے مبارک ہاتھوں میں رعشہ تھا۔ خود مہمانوں کے پاس دسترخوان بچھاتے تھے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ مہمانوں کی سواری اور اُن کے گھوڑے اور سامان اور نوکروں چاکروں کی بھی خود ہی خبرگیری فرماتے۔ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ کے اصل طریقہ کی پابندی کرتے تھے۔ اور اس طریقہ میں نئی پیدا کی ہوئی باتوں سے جیسے کہ صبح کے وقت ذکر جہری کرنا جس طرح کروہ بیدیان کیا کرتے تھے آپ اس سے پرہیز کرتے تھے آپ کے وقت میں طالبان طریقت کی بڑی رجوعات آپ ہی کی طرف تھی۔ طالبان طریقت کے گروہ کے گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور علما و فضلا اور اُمرا و فقرا افادہ و فیض حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں جوق در جوق دوڑے چلے آتے تھے۔ آپ کے خوارق و کرامات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔ قلوب کے تصفیہ اور بصیرت کے انجلا اور طالبوں کے بطون میں تصرف کرنے میں آپ بڑا کمال رکھتے تھے۔ ظاہر میں بھی شان عظیم اور دولت آپ کو حاصل تھی۔ ملوک اور سلاطین آپ کے آستانہ کی خاک کو سرمۂ چشم بناتے تھے۔ اور آپ کے حکم کے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے ◆

کرامت۔ عبداللہ خاں والئے توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ استادہ ہے۔ اور اس میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں ایک بزرگ بارگاہ کے دروازہ پر عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں اور خلائق کے معروضات اور درخواستیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی حضور میں پہنچا رہے ہیں اور اُن کا جواب

آپ کے پاس سے لا کر دیتے ہیں ؂

چنانچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تلوار اُن کے ذریعہ سے بھیجی۔ اور اُنہوں نے اُس تلوار کو میری کمر میں باندھ دیا۔ اور میرے حال پر بہت کچھ مہربانی کی اور الطاف فرمائے۔ اس کے بعد بادشاہ کی آنکھ کھُل گئی۔ اور اُس نے اُس بزرگ کے حُلیہ کو ذہن میں محفوظ کر لیا۔ اور اُس بزرگ کی تلاش اور تحقیقات میں مصروف رہا۔ ہر چند کہ اپنے مقربوں اور درباریوں سے اُس بزرگ کا حُلیہ بیان کر کے اُن کی نسبت دریافت کرتا تھا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ کا ایک مصاحب مولانا خواجگی قدس سرّہٗ کی خدمت میں آیا تھا۔ اُس نے وہاں سے جا کر بادشاہ سے کہا کہ اس حُلیہ کے بزرگ جن کو آپ نے بیان کیا ہے حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرّہٗ ہیں۔ بادشاہ اِس خبر کو سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور آپ کا نام اور مقام اور طرز و اطوار تفصیل کے ساتھ دریافت کئے۔ اُس نے پورے پورے سب باتوں کے جواب دیئے پھر بادشاہ نے حضرت قدس سرہٗ کے ملک کا ارادہ کیا۔ اور اُس مخزن اسرار کے دیدار فیض انوار سے مشرف ہوا۔ تو دیکھا کہ آپ کا حُلیہ بعینہٖ وُہی ہے۔ جو خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نہایت تواضع اور نیازمندی بجالایا۔ اور نذرانہ قبول کرنے کیلئے التماس کیا۔ مولانا نے نذرانہ قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ فقر کی حلاوت نامرادی اور قناعت میں ہے بادشاہ نے کہا کہ بموجب مضمون آیہ شریفہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور حاکموں کی عمل فرمایئے اور جو کچھ مَیں حضرت کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اُس کو قبول کیجئے۔ یہ سُنکر آپ نے اُن تحفوں اور نذور کو مجبوراً قبول فرمایا۔ اِس کے بعد خانِ مذکور روزانہ صبح کے وقت نہایت نیازمندی اور انکساری کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ؂

کرامت ۔ سُنا گیا ہے کہ پیر محمد خاں نے پچاس ہزار سواروں کے ساتھ باقی محمد خاں پر جس کے پاس کل چودہ ہزار پیادے اور سوار تھے۔ حملہ کیا باقی محمد خاں نے حضرت مولانا خواجگی قدس سرّہٗ سے امداد کے لئے عرض کیا آپ خود پیر محمد خاں کے پاس تشریف لیگئے اور اُس کو نصیحت فرمائی کہ تو اِس ارادے سے باز آ۔ مسلمانوں کو آپس میں

جنگ کرنا ناجائز ہے۔ چونکہ فوج اور خزانہ کا اُس کے دماغ میں غرور بھرا ہؤا تھا۔ اُس نے حضرت کے ارشاد کو قبول نہ کیا۔ آپ خشم آلود ہو کر واپس آ گئے۔ اور باقی محمد خاں سے فرمایا کہ اے فرزند فوج کی کمی کا کوئی خیال نہ کرو۔ اور شیر دلیر کی طرح دشمن پر حملہ کرو۔ ملک ماوراء النہر کی سلطنت تجھ کو مبارک ہو۔ یہ فرما کر دستِ شفقت اُس کی پشت پر رکھا۔ اور اپنے قرص مبارک کو اس کی کمر میں باندھ دیا۔ باقی محمد خاں آپ سے عالیکر روانہ ہؤا اور جناب مولانا اُس کے جاتے ہی درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور شہر کے کنارہ ایک پرانی مسجد میں قبلہ رُو مراقب اور متوجہ ہو کر بیٹھے۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر پوچھتے تھے کہ کیا خبر ہے۔ اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ باقی محمد خاں نے فتح پائی۔ اور پیر محمد خاں مارا گیا۔ اُس وقت جناب مولانا مراقبہ سے اُٹھے اور اپنے قیام گاہ کو تشریف لائے ؛

کرامت ۔ ایک درویش مولانا کے مریدوں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت مولانا کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ اور میں بہت سے خادموں کے ساتھ حضرت قدس سرہٗ کے ہمرکاب تھا۔ میرے پاؤں ننگے تھے اتفاقاً میرے پاؤں میں ایک کانٹا چُبھا۔ جس کی تکلیف سے مَیں بیقرار ہو گیا۔ اور مجھ کو خیال آیا کہ اگر حضرت مجھ کو جُوتا عنایت فرماتے تو کیا اچھا ہوتا۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ اس خیال سے آگاہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے برادر جب تک پیر میں کانٹا نہیں چبھتا ہے پھُول ہاتھ نہیں آتا ہے؛

کرامت ۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کے بڑے بڑے مریدوں سے سُنا گیا ہے کہ تین طالب علم جیسے کہ اُن کی عادت ہوتی ہے مختلف ارادوں کے ساتھ حضرت مولانا کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں قسم کا کھانا کھلائیں تو بیشک آپ صاحب کرامت ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر فلاں قسم کا میوہ مجھ کو عطا کریں تو آپ صاحبِ عظمت ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں تو صاحب خوارق ہیں مولانا نے پہلے دو طالب علموں کو اُن کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا۔ اور تیسرے سے کہا کہ درویشوں نے جو کچھ کمالات اور حالات حاصل کئے ہیں وہ صاحب شریعت علیہ السلام کی اتباع سے کئے ہیں۔ لہٰذا درویشوں سے کوئی کام خلافِ شریعت صادر نہیں ہو سکتا۔ اِس کے بعد تینوں طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امر مباح کی

نیت سے بھی اس جماعت کے پاس نہیں آنا چاہئے۔ بسا اوقات درویش ان کاموں کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔ اور آنے والے آدمی اعتقاد سے برگشتہ ہو جاتے ہیں اور فقرا کی صحبت کے برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جماعت فقرا کے نزدیک کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس قوم کے پاس محض للّہیت کی نیت سے آنا چاہئے تا کہ اُن سے فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

کرامت۔ جناب مولانا قدس سرہ نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک خط ہمارے حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کو جو حضرت مولانا کے خلیفۂ اکمل تھے۔ لکھا تھا۔ جس میں آپ نے بعد اظہار اشفاق و اشتیاق یہ دو شعر لکھے تھے ؎

زجاں تا زماں مرگ یاد آمدم | ندانم کنوں تا چہ پیش آمدم
جدائی مبادا مرا از خدائی | دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ۔ مجھ کو ہر گھڑی موت یاد آتی ہے نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھ کو صرف وصل خدا سے ہے۔ اور جو کچھ پیش آتا ہے پیش آئے۔

اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ کی وفات کی خبر حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کو پہنچی۔

آپ کی عمر نوے سال کی تھی کہ ۱۰۰۸ھ ہجری میں رحلت فرما ہوئے۔ آپ کا مولد و مرقد قریۂ ابکنہ ہے جو اطراف سمرقند میں ایک گاؤں ہے۔ آپ کے مزار مبارک کی زیارت کی جاتی ہے۔ اور اُس سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ

کے حالات

اس طریقہ شریفہ میں آپ کا انتساب حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ سے ہے آپ کی تربیت روحانیت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ سے ہوئی۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ کی کتاب کا ہم مطالعہ کر رہے تھے۔ کہ ہم پر ایک تجلّی کی گئی۔ اور ہم کو ہم سے بھلا دیا گیا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالحق والدین کی روحانیت متبرکہ کی کشش ذکر کی تلقین اور القاء جذبات سے ہم کو نوازتی

رہی۔ پس ہم نے ہمت کی آستین کو ہر طرف سے چڑھا لیا۔ اور طلب کا دامن جھٹکر اہل اللہ کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔ اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کی۔

نیز آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کی رُوح مبارک سے بھی ہوئی ہے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے شیر مادر تک سے بھی مجھ سے دریغ نہیں فرمایا۔

ہمارے حضرت اِمام ربّانی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں قائم مقام اکابر اولیا کے اور سجادہ نشین بزرگان نقشبندیہ کے اَلْوَاصِلُ اِلٰی نِهَايَةِ النِّهَايَةِ اَلْبَالِغُ اِلٰی اَقْصٰی دَرَجَاتِ الْوِلَايَةِ قُطْبُ دَائِرَةِ دَارِ الْخَلَائِقِ۔ اَلْكَاشِفُ اَسْرَارِ اَهْلِ الْحَقَائِقِ۔ اَلْفَرْدُ الْكَامِلُ فِی الْمُحَبَّةِ الذَّاتِيَّةِ الْمُحَقِّقُ الْجَامِعُ لِكَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مُسْتَنَدِ اَهْلِ الْاِرْشَادِ وَالْهِدَايَةِ۔ زُبْدَةُ الْعَارِفِيْنَ۔ قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِيْنَ نہایت النہایت یعنی ابتدائی مقامات معرفت تک واصل اور آخری مراتب ولایت تک فائض دائرہ دار الخلائق کے قطب، اسرار اہل حقائق کے کاشف، محبتِ ذاتیہ میں فردِ کامل، کمالات محمدیہ کے محقق جامع اصحاب ارشاد وہدایت کے شیخ مستند طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ کے مرشد۔ عارفوں کا خلاصہ محققین کے بزرگ

مثنوی

شرح او حیف است با اہلِ جہاں ہمچو رازِ عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تا رہ برند پیش ازاں کز فوتِ او حسرت خورند

(ترجمہ) آپ کے اوصاف کی تفصیل مخلوق پر ظاہر کرنے کے بجائے رازِ عشق کے مانند اُس کا مخفی رکھنا بہتر ہے۔ مگر میں آپ کے حالات مخلوق کی رہنمائی کے لئے کچھ بیان کرتا ہوں۔ تاکہ اُن کو حسرت باقی نہ رہ جائے۔

ہمارے شیخ اور امام ہمارے جائے پناہ اور قبلہ حقائق کے واضح عارف اکمل شیخ محمد باقی اللہ تعالےٰ آپ کو باقی اور سلامت رکھے۔

آپ ابتداءِ حال میں تعلیم پانے سے پہلے بغیر اس کے کہ کسی شیخ ظاہر کے حضور میں حاضر ہوں۔ اوّل خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی ملاقات سے مشرف ہوئے

اور اُن کے مقام جذبہ تک پہنچے۔ اور اُس میں استہلاک اور اضمحلال یعنی فناء تام حاصل کی۔ اور ایک قسم کی بقا اور شہود اور کثرت میں وحدت پیدا کی۔ آپ کا باطنی نور نہایت النہایہ میں جس سے مقام قطبیت متعلق ہے۔ پُر اور منور ہوا۔ چنانچہ اُسی نور سے بعد اجازت شیخ ظاہر شہود وحدت وکثرت کے ساتھ آپ سلوک کے طالبوں کو ارشاد وہدایت فرماتے تھے۔ آپ نے مقام ارشاد و تکمیل میں ایک شان عظیم پیدا کی ہے۔ آپ کی ایک صحبت میں طالبوں کو اتنے فوائد حاصل ہوئے تھے جو سالہا سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے بھی کسی کو نہ حاصل ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے مقام دوازدہ اقطاب سے پورا حصہ حاصل فرمایا تھا۔

نیز بطریقہ خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپ متوجہ مقامات فوق ہوئے۔ اور اُس سلوک فوقانی کو حاصل کر کے عام کر دیا۔ اور آپ اس راہ سے اس اسم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس اسم الٰہی تک پہنچکر درجات تقویٰ اور شہادت اور صدیقیت میں ترقی کر کے اسی راستہ سے غیب ذات تک واصل ہوئے۔ اور نقشہ نہایت النہایت میں پہنچکر مستہلک ہو کر سعادت عظمےٰ سے مشرف ہوئے۔

حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی ہے۔ جو کہ عالم باعمل صاحب جذب وحال تھے اور کابل میں آ کر شادی کی تھی۔ اور حضرت خواجہ کابل ہی میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت خواجہ اپنے نانے صاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی تک جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے نانا تھے پہنچتے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ آپ پر زمانہ طفولیت ہی سے تجرید تفرید اور شوق وخلوت کے آثار غالب تھے۔ اور آپ اس طریقہ عزیزان نقشبندیہ کے مطابق مغلوب الحال تھے۔ چنانچہ آپ ہمیشہ گوشہ خلوت میں صحبت خلق سے علیحدہ سر بزانو مراقب ہو کر تمام دن متوجہ الی اللہ رہتے تھے۔ اور سارا سارا دن اسی عالم مدہوشی میں گذار دیتے تھے۔ اور ہوش میں نہ آتے تھے۔ اور جب آپ عالم شباب کو پہنچے تو حصول علم کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور مولانا صادق حلوائی علیہ الرحمۃ سے جو اکابر علما سے تھے تلمذ اختیار کیا۔ اور ان کے ساتھ کابل سے ماوراء النہر تشریف لیگئے۔ تھوڑی مدت میں علو فطرت کی وجہ سے آپکے ہمعصر لوگوں میں آپ کو پورا امتیاز حاصل ہو گیا۔ اور فضائل علمی کے پورے مراتب کی تکمیل ہو گئی۔

آپ کی علمیت کی حالت یہ تھی کہ آپ کے احباب مشکل سے مشکل کتاب اور دقیق سے دقیق سبق کو جو کسی فن کا ہوتا۔ آپ کے پاس لاتے اور آپ سے اس کے اشکال کا حل کرتے۔ تو آپ فوراً وضاحت کے ساتھ اُس کو سمجھا دیتے۔ علومِ متعارفہ کی تحصیل سے فراغت پانے کے بعد سلوک راہ کی ابتدا فرمائی ⁂

زمانۂ طالب علمی میں بھی آپ اولیائے وقت کی صحبت میں حاضر ہو کر اُن سے اکتساب کمالاتِ باطنی فرماتے تھے۔ اُسی زمانہ میں اتفاق سے ہندوستان میں آپ کا گذر ہؤا۔ راہِ حق کی طلب میں سالکوں اور مجذوبوں کی اس درجہ کوشش فرماتے تھے کہ جس کی قوّتِ بشری متحمّل نہیں ہو سکتی۔ شہر لاہور میں برسات کے موسم میں دلدل کا راستہ چلنا بہت مشکل ہے۔ مگر آپ باوجود نزاکت بدنی کے صاحبدلوں کی تلاش میں مسافت قطع فرماتے رہتے تھے۔ اور بیابانوں اور قبرستانوں اور ویرانوں اور باغوں میں خدائے تعالےٰ اور اُس کے دوستوں کی طلب میں پھرا کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے پاک دل والوں سے ملاقات کی اور اُن سے کمالات کا کسب فرمایا۔ سفر ماوراء النہر اور بلخ و بدخشان میں اس سلسلہ کے بزرگ اور دوسرے سلسلوں کے اولیاء اللہ کی آپ نے ملاقات فرمائی۔ اور اُن کے فوائد و برکات سے مستفید ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے اتنی ریاضتیں جس قدر کہ اور اولیاء اللہ نے کی ہیں نہیں کیں۔ لیکن وہ انتظار اور بیقراری اور بے تابی برداشت کی ہے۔ جو بہت سی ریاضتوں اور سختیوں پر شامل تھی۔ اُس زمانہ میں ہماری والدہ ماجدہ ہماری دِنوں کی بیقراری اور راتوں کی بیداری کی کثرت اور ہماری ناتوانی و کمزوری کے غلبہ کو دیکھ کر بہت شکستہ دل اور رنجیدہ ہوتی تھیں۔ اور نہایت گریہ و زاری کے ساتھ از روئے عجز و نیاز بارگاہ بے نیاز میں عرض کرتی تھیں کہ خداوندا میرے فرزند کی مراد کو جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے۔ اور لذاتِ جوانی سے ہاتھ دھو لئے ہیں۔ پُورا کر دے۔ اور نہیں تو مجھ کو زندہ مت رکھ۔ کیونکہ میں اسکی اس ناکامی اور بے آرامی کے دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتی ہوں۔ اکثر اوقات رات اور سحر کے درمیان آپ ایسی ہی دعائیں بارگاہ قاضی الحاجات میں کیا کرتی تھیں۔ پس آپ کی اس دعا اور مناجات سے یہ مراتب مجھ کو نصیب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو

ہماری طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے، آپ کا ارشادِ پاک یہاں تک ختم ہوا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ اُسی بشارت سے جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق فرمائی تھی کہ "میرا یہ لڑکا سردار ہے"۔ مشرف ہوئے ہیں۔ اور حضرت امام علیہ السلام کے ساتھ اسی نقطہ میں اسی مناسبت کی وجہ سے استہلاک رکھتے ہیں۔ اور اُس نقطہ میں ایک قسم کی بقا جو قطب مدار کی ماہیت کی بقا ہے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ بھی اسی قسم کی بقا اس مقام میں رکھتے ہیں۔ آپ نے بھی پیدا کی ہے۔ جس راستہ سے کہ حضرت خواجہ غیب ذات تک گئے ہیں۔ اس راستہ سے بہت کم اولیاء اللہ واصل ہوئے ہیں۔ اصل اس مطلب عالی تک پہنچنا بعض اکابر الاکابر کے ساتھ مخصوص ہے۔ خصوصاً جب تک کہ محبوب نہ ہو اس راستہ سے غیب تک نہیں جا سکتا۔ یا محبوب کامل و مکمل نے اُس میں تصرف کیا ہو۔ تو وہ بھی واصل ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے اس راستہ سے چلنا ممکن نہیں ہے۔ ہاں افراد کے رستہ سے اس مرتبہ عالی تک واصل ہوتے ہیں۔ یا غیب کے راستہ سے مگر راہ سلوک سے توجہات کر کے اپنی کوشش سے اس مقام تک پہنچنا بہت دشوار ہے۔ بلکہ محال معلوم ہوتا ہے۔ مگر محبوب المراد کے لئے وصول ہے۔ کیونکہ جذبات کی کششیں اس کو کھینچکر اُس کے مقصد تک پہنچاتے ہیں (۶)

طُوبٰی لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُھَا

ترجمہ ۶۔ مبارک ہو نصیبہ والوں کو اُن کی نعمتیں فقط

جس سفر میں کہ آپ نے مولانا کہ شیر غانی سے ملاقات فرمائی۔ اور وہاں سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کو واقعہ میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ کہ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ کے پاس جاؤ اور خود حضرت مولانا امکنگی بھی ایک واقعہ میں آپ پر ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے فرزند ہماری آنکھیں تمہاری انتظار میں لگی ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اُس وقت یہ شعر فرمایا ؎

من گذشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ زکمیں عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

ترجمہ) میں غم کی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ کہ معشوق نے چھپ کر مجھ پر نظر کی۔ اور میں راہ میں بیٹھ گیا۔

فقیر مؤلف نے حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ سے سُنا ہے کہ حضرت خواجہ کو دو مشکل مسئلے اس راستہ کے پیش آئے تھے۔ جو کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو آپ نے واقعہ میں فرماتے ہوئے دیکھا کہ جو شخص ان دو مسئلوں کو حل کردیگا۔ وہی تمہارا پیر ظاہری ہے اس بنا پر آپ جس بزرگ کی خبر سنتے اُس کی ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ اکثر مشائخین ہندوستان سے اسی وجہ سے ملاقات ہوئی۔ لیکن اس اشکال کا حل کسی ارباب کمال سے نہ ہوسکا۔ اس لئے آپ بلخ اور بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں تمام بزرگوں سے ملاقات فرمائی۔ جب مولانا کہ شیر غانی سے حضرت قدس سرہ کی ملاقات ہوئی تو مولانا سے دونو مسئلوں کو دریافت فرمایا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ دونو باتیں انتہا میں حاصل ہوتی ہیں۔ اور اُن کے جواب میں آپ نے کچھ لب کشائی نہ فرمائی۔ آخر کار مولانا خواجگی امکنگی کی خدمت میں جب آپ پہنچے۔ تو انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ بیعت کریں۔ اور اُن دونو مسائل کو بغیر آپ کی استدعا کے انہوں نے حل کردیا۔ حضرت خواجہ نے طلب خداوندی جل شانہ میں اپنی سیاحت کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔ کہ آپ نے بیعت توبہ حضرت خواجہ عُبید قدس سرہ سے کی۔ لیکن رجوع کا خیال اور شرک کا عزم باطن میں مخفی تھا۔ آپ مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے اور وہ مولانا خواجگی وعبیدیؒ کے خلیفہ تھے۔ چونکہ استقامت کی توفیق پیدا نہیں ہوئی اس لئے دوبارہ حضرت بندگان افتخار شیخ قدس سرہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت شیخ مذکور سمرقند میں تشریف فرما تھے اور خانوادۂ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کے اکابر سے تھے۔ اگرچہ حضرت توبہ کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ اور فرمایا کہ تم ابھی جوان ہو لیکن چونکہ فقیر کا ارادہ یقینی تھا۔ اس لئے حضرت نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خدا استقامت دے اس بزرگوار کے ارشاد کے مطابق یہ عزیمت پھر فسخ ہوگئی۔ اور عجیب غریب خرابیاں پیدا ہوئیں۔ سہ بارہ پھر بلا فقیر کے ارادہ اور اختیار کے بندگی حضرت امیر عبد اللہ بلخی قدس سرہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ تجدید ظاہر ہوئی۔ اور اس مرتبہ کی توبہ جو مصافحہ کے ساتھ بھی بامعنی نصیب ہوئی اُمید کہ اس کے برکات قیامت تک باقی رہینگے۔ القصہ کچھ مدت تک یہ توبہ نگہداشت کے حدود میں رہی۔ مگر اس پر بھی اسم المضل کی تاثیر غالب آگئی۔ آخر کار ہدایت صمدیت سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں صورت توبہ

منعقد ہوئی۔ اور طریقۂ اولیا میں داخلی ظہور میں آئی۔ بمصداق اس کے کہ اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ ڈوبتے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ میں ہر طرف ہاتھ مارتا تھا۔ آخر کار بعض مخدوموں نے فرمایا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو ذکر متصل ہو کر پہنچتا ہے۔ وہ نتیجہ مند ہوتا ہے۔ اس کی طلب تھی۔ اسی مخدوم سے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ اخذ کیا۔ اور تقریباً دو سال تک اس مخدوم کے سلسلہ کا ذکر اور مراقبہ اور اوراد کی پابندی کی گئی۔ ہم نے سنا تھا کہ جب تک سالک چالیس برس تک میدان لَا اِلٰہَ کو قطع نہ کرے منزل اِلَّا اللّٰہ تک نہ پہنچ سکیگا۔ ہماری سادہ لوحی یہی خیال دلاتی تھی کہ ذکر الٰہی میں عمر گذرنے کو غنیمت سمجھنا۔ اور اسی عبادت پر قناعت کرنا چاہیئے۔ اگرچہ اس زمانہ میں دوسرے سلوک طے کرنے کے لئے اشارات غیبیہ ظاہر ہوتے تھے۔ اور مضبوط قدم کو جگہ سے اکھیڑ دیتے تھے۔ لیکن سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگواروں کے دستِ کرم سے زمین میں تخم وَفِیْہَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ پیدا ہوتا رہا۔ انشاء اللہ تعالےٰ آخر کار دستِ کرم اس تخم کو نہر مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ سے سیراب کریگا۔ اس اثناء میں کشمیر کا سفر ہوا اور حضرت بابا لالی قدس سرہ کی صحبت حاصل ہوئی۔ ان کی نظر کی برکت سے کامیابی حاصل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ ان مقدس نظروں کی برکت سے فتح باب میسر ہوا چونکہ حضرت شیخ بابا لالی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خلفا میں سے تھے سالک کی استعداد کی بموجب فیضان الٰہی ان بزرگوں کے سلسلہ سے پہنچنا شروع ہوا حضرت شیخ کی رحلت کے بعد وہی فیضان ارواح پاک حضرات خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کا جاری رہا۔ اور خوابوں میں یہ بزرگ آتے رہے۔ اور ہدایتیں فرماتے رہے۔ ان کی ان توجہات سے نسبت میں قوت پیدا ہوگئی۔ اور دائرہ غیب ہویت مستحکم ہوا اور راستہ روشن اور صاف ہوگیا۔ ایک قسم کی جمعیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرات خواجگان کی عنایت کی کشش نے پھر مجھ کو حقائق پناہ ارشاد دستگاہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ کی خدمت میں کھینچا۔ اور دوبارہ بڑی خواہش اور رغبت سے آپ سے بیعت کی۔ اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مصافحہ کیا۔ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ حاصل کیا۔ اور آپ کی نیازمندی اور ارواح طیبہ حضرت خواجہ خواجگان

خواجہ نقشبند اور آپ کے خلفاء کی طفیل سے یہ فقیر اس سلسلہ عالیہ کے درویشوں میں سے ہوا ۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اے خدا مجھ کو مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر مار اور جماعتِ مساکین کے ساتھ میرا حشر کر اور سلام اُس شخص پر ہو۔ جس نے ہدایت کی پیروی کی ، آپ کے ارشادات ختم ہوئے ۔

قدسیہ ۔ بعض اصحاب حضرت خواجہ قدس سرہ سے سُنا گیا ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ نے ملازمتِ مولانا خواجگی قدس سرہ کا ارادہ کیا اور ایکنہ ایک منزل کے فاصلہ پر رہ گیا ۔ تو حضرت مولانا پر مکشوف ہوا کہ خواجہ محمد باقی قدس سرہ ہمارے پاس آرہے ہیں ۔ آپ اُن کے استقبال کے لئے نکلے ۔ اثناء راہ میں ملاقات ہوئی مولانا نے آپ پر بہت شفقت اور مہربانیاں فرمائیں ۔ اور آپ کو اپنے قیام گاہ پر لے گئے اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خواجہ کے لئے جاڑے کا انتظام کرو ۔ آپ نے عرض کیا کہ میں جاڑے کا انتظام اپنے ساتھ رکھتا ہوں حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ تم ہر چیز رکھتے ہو ۔ چراغ مہیا کر کے اور روغن فتیلہ تیار کر کے لائے ہو بلکہ روشن کر کے ۔ حضرت نے آپ کو تین رات دن تک اپنے پاس رکھا اور اس مدت میں آپ بالکل خلوت میں مشغول رہے ۔ جو احوال اور مقامات کہ حضرت خواجہ کو حاصل تھے اُن کو آپ نے سُنا اور بہت پسند فرمایا اور دوسرے فوائد سے نوازش کی اس کے بعد خلافت سے مشرف کیا اور ہندوستان جانے کی اجازت فرمائی ۔ حضرت نے انکسار اور تواضع سے عذر کیا ۔ مولانا نے فرمایا کہ استخارہ کرو استخارہ میں بھی اہل ہند کی ہدایت اور ارشاد کی آپ کو بشارت ملی ۔

کہتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ کے بعض اصحابِ قدیم کو جب اس کی خبر ملی کہ حضرت خواجہ کو دو تین دن کی مدت میں خلافت دیکر ملکِ ہندوستان کی اجازت عطا فرمائی گئی ہے ۔ تو غیرت سے جلنے لگے ۔ حضرت مولانا کو جب اس کی خبر ملی تو فرمایا کہ اے دوستو تم نہیں جانتے ہو کہ یہ جوان کام پورا کر کے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے ۔ اُس نے ہمارے پاس صرف اپنے حالات کی تصحیح کی ہے ۔ پس جو شخص ایسا تیار ہو کر آئیگا

وہ اسی طرح جلدی سے رخصت کیا جائیگا۔ اُس سے ملک ہندوستان میں پوری رونق ظاہر ہوگی۔ اور بلند ہمت طالب اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچینگے ے

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند زیں قندِ فارسی کہ بہ بنگالہ مے رود

القصہ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ جناب مولانا سے رخصت ہوکر پہلی منزل پر اُترے تو حضرت مولانا آپکی تلاش میں اُس منزل پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر قیامت کے دن تم کو درجۂ قرب عطا کریں تو تم میری شفاعت کرنا۔ حضرت خواجہ نے تواضع کرکے عرض کیا کہ یہ خواہش تو اس فقیر کی ہے حضرت نے فرمایا کہ اچھا دونو طرف سے یہی معاہدہ ہوجانا چاہیئے۔ چنانچہ طرفین سے یہ وعدہ قرار پاگیا۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ کو رخصت کیا۔ اور خود امکنہ واپس تشریف لے آئے +

حضرت خواجہ قدس سرہٗ ہندوستان آئے۔ ایک سال تک لاہور میں مقیم رہے۔ اکثر علما اور فضلا آنجناب کے معتقد اور اس طائفہ عالیہ کے کمالات سے بہرہ ور ہوئے اِس کے بعد اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں کی بشارت کے موافق دہلی شریف میں (اللہ تعالےٰ اُس کو آفتوں سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ یہ مقام مجمع مزاراتِ بابرکات اولیاء اللہ ہے) تشریف فرما ہوئے۔ اور قلعہ فیروزی میں جو کنارۂ دریائے جمنا کے واقع ہے مقیم ہوئے۔ اور پنج وقتہ نماز کے لئے مسجد فیروزی میں تشریف لاتے تھے۔ اس زمانہ میں اکثر اوقات نماز عشا کے بعد آپ مراقب رہتے۔ اور ایک ہی مراقبہ میں صبح کر دیتے تھے۔ نماز پنجوقتہ سے فراغت پانے کے بعد جب آپ جائے قیام پر تشریف لاتے تو اپنے مکان کے دروازہ پر تھوڑی دیر ٹھیر جاتے تھے۔ اور تمام اصحاب آپکے دست بستہ سر جھکائے ہوئے حلقہ کرکے نہایت ادب اور تواضع کے ساتھ آپ کے حضور میں کھڑے رہتے۔ اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھے اور آنجناب بھی کسی کی طرف نظر نہ کرتے۔ اور سربمراقبہ یا نظر بر قدم کھڑے رہتے تھے۔ اگر اتفاقاً آپ کی نظر کسی پر یا کسی کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو وہ فوراً بے ہوش اور بے خبر ہوجاتے اور بے اختیار نعرے مارتے تھے۔ اور مرغِ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے تھے۔ ایک شور شہر میں برپا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ دہلی کے بازاری اس شور کو سنکر تماشا دیکھنے کیلئے

آجاتے تھے۔ اور تماشائی بھی صوفیوں کی طرح بے اختیار ہوکر زمین پر تڑپنے لگتے تھے
آپ کی شہرت تمام شہروں میں پھیلی اور جہاں جہاں طالبانِ صادق تھے وہ اس آفتاب
عالمتاب کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ دہلی اور اطراف و اکناف کے مشائخ وقت
باوجود خلافت اور شیخیت اور سجادہ نشینی کے جاہ و حشمت کو ترک کرکے نیازمندی کے
ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اُس آستان عرش نشان کی خاک کو سُرمۂ
بصر بنانے لگے۔

آنجناب کا طریقہ شریفہ گمنامی اور گوشہ نشینی اور ستر احوال اور انکساری
اور قصورِ دید کا تھا۔ ضرورت کے سوا آپ گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اور باوجود اس کے
آنے جانے والوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے ملاقات فرماتے تھے۔ اور مسلمانوں کی
حاجتیں پوری کرنے میں سعی اور سادات اور علما کی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش فرماتے
تھے۔ اگر کوئی طالب طلبِ حق سُبحانہٗ میں آنجناب کی خدمت میں آتا تو عذر فرماتے اور
اپنے کو انکسار سے اس کام کے لائق نہ ہونا ظاہر کرتے تھے۔ طالبانِ صادق آپ کے
اِس انکار کو کسرِ نفسی پر محمول کرکے آپ کی علوِ منزلت اور بلندیٔ مرتبہ کی دلیل سمجھتے
تھے۔ آپ جب طالبوں کے طلب کی مضبوطی کو دیکھتے تو اُن کو اپنے آغوشِ عنایت
اور سایۂ تربیت میں لے لیتے۔ اور جس کو آپ قبول فرماتے پہلے اُس کو توبہ کیلئے
حکم دیتے اگر اس کے عشق اور محبت میں زیادتی پاتے تو اُس کو اپنی صورت کو دل میں
بطور رابطہ اور نگہداشت رکھنے کے لئے ارشاد فرماتے۔ اور اس راستہ کی بہت سی
کشائشیں اس پر کھول دیتے۔ اکثر طالبوں کو آپ ذکرِ قلبی بتلاتے تھے۔ بعضوں کو ذکر لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اور بعضوں کو اسم اَللّٰهُ کا ذکر جاری کراتے تھے۔ بہت سے طالب صرف
آپ کے دیدار سے آپ کی نسبت حاصل کر لیتے تھے۔ اور جس پر آپ اپنی ہمت اور
توجہ منعطف فرماتے اُسی وقت اُس کا قلب ذکرِ الٰہی سے معمور ہو جاتا تھا۔ اور بعضوں کو
اُسی وقت عالمِ مثال یا عالمِ ارواح یا عالمِ معانی منکشف ہو جاتا تھا۔ اور یہ حال
مدتوں تک قائم رہتا تھا۔ بعض لوگ آپ کی توجہ کے وقت مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے
لگتے تھے۔ اور بعض بےخود ہو جاتے تھے۔ اور پھر آپ کی توجہ سے ہوش اور افاقہ
میں آتے تھے۔ یہ مقولہ کہ "شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے"، گویا آپ کی شان پاک میں

واقع ہوا تھا۔ آپ کی یہ عنائتیں عام طور سے ہوتی تھیں ؛

آپ کی مہربانی عام مخلوق پر اس طرح تھی کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط ہوا آپ اُس زمانہ میں وہاں مقیم تھے۔ چند روز تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جب آپ کے پاس کھانا لاتے تو آپ فرماتے کہ یہ بات انصاف سے دُور ہے کہ لوگ گلی کوچوں میں بھوک سے جان دیں اور ہم کھانا کھائیں۔ پس جو کچھ کھانا ہوتا تھا وہ سب آپ بھوکوں کو بھیج دیتے اور خود قوتِ روحانی پر بموجب حدیث شریف اَبِیتُ عِندَ رَبِّی اَکُلُ وَاَشرَبُ میں اپنے خدا کے پاس رات کو رہتا ہوں وہیں کھاتا پیتا ہوں، بسر فرماتے تھے ؛

جب آپ لاہور سے دہلی روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک عاجز و درماندہ شخص پر آپ کی نظر پڑی۔ آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور گھوڑا اُس کو سوار ہونے کے لئے دے دیا۔ اور خود پیدل منزلیں طے کیں۔ تمام راستے آپ نے چادر اوڑھ لی۔ تاکہ کوئی شخص آپ کے اس کارِ خیر سے واقف نہ ہو۔ جب منزل کے قریب پہنچ گئے۔ تو پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ تاکہ یہ کارِ ثواب پردۂ خفا میں رہے ؛

اسی طرح جانوروں پر بھی آپ کی شفقت رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ موسمِ سرما میں نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے تھے۔ ایک بلی آکر آپ کے لحاف میں سو گئی۔ آپ صبح تک جاڑے کی سخت تکلیف برداشت کرتے رہے۔ اور اُس بلی کو بیدار کرنے پر راضی نہ ہوئے ؛

اگر آپ کسی سے کوئی خلافِ شریعت کام دیکھتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صراحت اور سختی سے نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ نسبتاً یا کنایۃً یا مثلاً اُس کو متنبہ فرماتے تھے۔ آپ اکثر اوقات فرماتے کہ جو شخص اس صحبت میں آیا ہے وہ خود بخود ناجائز کاموں کو چھوڑ کر جائز کاموں کی طرف رجوع کریگا۔ آپ کی مجلس بہشت آئین میں کسی کو امر و نہی اور غیبت و اعتراض کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا تو آپ اُس کو روکنے کے لئے فوراً اس کی تعریف شروع کر دیتے تھے ؛

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعض دولتمند مخلص آپ کی خدمت میں زر و سیم روانہ کرتے تھے تاکہ آپ اپنی مرضی سے فقرا اور مساکین کو تقسیم فرمائیں۔ آپ باوجود تجرید و تفرید

و بے تعلقی و آزادی کے خلق اللہ پر شفقت کی وجہ سے اپنی ذات بابرکات سے متوجہ ہو کر اہل تقوےٰ و صلاح کو پہنچاتے تھے۔ اگر وہ زر و سیم مستحقین کو کافی نہ ہوتا تو آپ اپنے پاس سے باقی ماندہ مستحقین کو عطا فرماتے تھے۔ اور مریدوں کو ہمیشہ تمسکنی اور بُردباری اور دیدِ قصور کی تاکید فرماتے تھے۔ اور ان امور کو عرفان کی دلیل فرماتی تھے اگر آپ کے مخلص مریدوں سے ان امور کے خلاف کچھ ظاہر ہوتا تو آپ اُن کو تربیتِ جلالی سے ہدایت فرماتے۔ اور نہایت تاکید اور شدت کے ساتھ ان کو نصیحت فرماتے تھے ۔

اسبابِ دنیا سے آپ کا زُہد اور استغنا اس درجہ تھا کہ آپ کی محفل جنت آئین میں کوئی دنیاوی ذکر نہ ہونے پاتا تھا۔ اور اُن کاموں میں کبھی کوئی تدبیر آپ اپنے لئے اور اپنے درویشوں کیلئے نہ کرتے تھے۔ اور درویشوں اور اپنے لوگوں کے لئے سوائے فقر اور مسکینی اور فاقہ و قناعت و زہد کے اور کچھ نہیں چاہتے تھے۔ بعض دولتمند اور متموّل معتقد اشخاص التماس کرتے کہ آستانہ عرش نشان کے فقرا کا کفاف معیّن فرمائیں۔ مگر آنجناب اُن لوگوں کے لئے جو حضرت کے ساتھ نسبت معنوی کو درست کر چکے تھے۔ ہرگز راضی نہ ہوتے اور فرماتے کہ اُن کو چاہیئے کہ اپنی زندگی میں ہماری طرح توکل و قناعت و زہد و ریاضت میں مشغول رہیں۔ اور فرماتے تھے کہ جس شخص کو ہمارے ذریعہ سے مالی امداد پہنچے تو اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم کو اُس کے ساتھ دینی محبت میں کمی ہے ۔

حضرت قدس سرہٗ کے زہد کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ آپ نے سفر حجاز کا ارادہ مصمم فرمایا خانخاناں نے جو ایک امیر معظم اور خانخاناں محترم تھا۔ اس خبر کو سُن کر ایک لاکھ روپیہ آپ کے اور آپ کے ہمراہی درویشوں کے زادِ راہ کے لئے بھیجا اور عرض کرایا کہ اس قلیل مقدار کو قبول فرما کر مجھ پر احسان رکھیئے۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ حج کرنا ہمارے لئے اتنا ضروری کام نہیں ہے کہ اتنی رقم مسلمانوں کی ہم اپنے صرف میں کر کے ضائع کر دیں ۔

آپ کے لباس اور طعام اور اقامت میں اس درجہ بے قیدی تھی کہ اگر غیر مرغوب اور ناپسند کھانے کتنے دنوں تک آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ ہرگز یہ نہ فرماتے کہ اس کے

سوا کچھ اور لاؤ۔ اسی طرح اگر بہت دنوں کپڑے آپکے بدن پر رہجاتے اور میلے ہو جاتے تو ہرگز دوسرے کپڑے لانے کے لئے نہ فرماتے تھے۔ ایسے ہی آپ کی جائے قیام کتنی ہی تنگ و تاریک کیوں نہ ہو جاتی یا خس و خاشاک سے پُر یا شکستہ نہ ہو جاتی۔ آپ چونکہ دریائے رضا و تسلیم میں مستغرق تھے۔ اِس لئے اس کی تعلیم و توسیع اور صفائی کے لئے ہرگز ارشاد نہ فرماتے تھے۔ باوجود اِس سستی اور ضعفِ بدن کے جو اکثر آپ کو رہتا تھا ہمیشہ آپ باوضو اور کثرتِ عبادت میں پوری طرح سے مشغولیت رکھتے تھے۔

آخر احوال میں نمازِ عشا کے بعد اپنے حجرہ شریف میں تشریف لیجا کر تھوڑی دیر مراقب رہتے تھے۔ جب ضعفِ اعضا کا آپ پر غلبہ ہوتا تو مراقبہ سے اُٹھ کر نیا وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جب اعضا درد کرنے لگتے تو از سرِ نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر کے مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور پوری رات اسی طرح ختم کر کے صبح کر دیتے تھے۔

لقمۂ طعام میں آپ کی احتیاط اس درجہ تھی کہ پاک جگہ سے قرضِ حسنہ لیتے اور اس میں سے آپ کے لئے اور آپ کے درویشوں کے لئے کھانا پکتا تھا۔ فتوحاتِ غیبیہ کو بموجب حکم نَحۡنُ لَا نَرُدُّ الۡهَدَايَة اکثر رد نہیں کرتے تھے۔ اور اُس سے اِس قرض کو ادا کرتے تھے۔ اور تاکید فرماتے تھے کہ پکانے والا باوضو ہو اور پخت کے وقت میں حضور اور جمعیت میں مشغول رہے۔ اور اثناءِ پخت میں کلامِ دنیاوی میں مصروف نہ ہو۔ فرماتے تھے کہ جو لقمہ بے حضوری اور بلا احتیاط سے پکایا جاتے۔ اُس کے کھانے سے وُھواں اُٹھتا ہے۔ جو فیوضات کے رستوں کو بند کر دیتا ہے۔ اور ارواحِ طیبہ جو فیض کے ذریعے ہیں ایسے قلب والے کے مقابل نہیں ہوتیں اور مریدوں کو اس کی احتیاط کی بہت ترغیب دیتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ جو عورتوں میں نہایت عارفہ اور پاکدامن تھیں چونکہ آنحضرت کی اِس احتیاط سے واقف تھیں اس لئے باوجود بہت سی خادماؤں کی موجود رہنے کے آپ خود تنور میں روٹی لگاتی تھیں۔ اور سالن بھی خود ہی پکاتی تھیں۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ تمام امور میں عزیمت پر عمل فرماتے تھے۔ چونکہ الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنے کے لئے احادیث صحیحہ میں حکم وارد ہوا ہے اور

اور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں بلا اس کے نماز درست نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے آپ بعض اوقات سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھتے تھے۔ اِس اثنا میں حضرت امام اعظم ابی حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ اپنی شان میں وہ قصیدہ فصیح اور اشعارِ بلیغ پڑھ رہے ہیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اتنے ہزار اولیاء اللہ میرے مذہب میں گذرے ہیں۔ اِس خواب کے بعد سے آپ نے سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ترک فرما دیا۔ باوجود اِس کمال و تکمیل کے آپ ہمیشہ اپنی نایافت کا اظہار فرماتے تھے عین دریائے وصال میں ہمیشہ خشک لب اور تشنہ رہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ رُباعی

در راہ خدا جملہ ادب باید بود تا جان باقی است در طلب باید بود

دریا دریا اگر بکامت ریزند کم باید خورد خشک لب باید بود

(ترجمہ) خدا کی راہ میں ادب اختیار کرنا چاہیئے جب تک جان باقی ہے طلب میں خدا کی رہے دریا کے دریا اگر حلق میں ڈال دئے جائیں۔ وہ کم سمجھنے چاہیئں۔ اور طلبِ حق میں خشک لب رہنا چاہیئے ؛

حضرت خواجہ قدس سرہ کی تصانیف لطیفہ اور مکاتیب شریفہ بہت ہیں اِس کتاب "حضرات القدس" میں اُن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے ؛

مکتوب۔ اکابرِ طریقۂ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالٰے اسرارہم نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریق دوام آگاہی کا ہے اور اُس میں عزیمت کی پراگندگی کا فتور خلل انداز نہ ہونا چاہیئے۔ خواہ لباسِ ذکر میں ہو۔ خواہ صورتِ توجہ میں خواہ رابطہ کے توسط میں الغرض جس طرح سے ہو مقصود حضور مع اللہ ہے۔ جب حضور کی یہ کیفیت ہو جائے کہ وجودِ غیر کا شعور اِس حضور کا مزاحم نہ ہو۔ تو اُس کو وجودِ عدم کہتے ہیں۔ جب یہ کیفیت بیان ملکہ کا ملکہ ہو جائے تو اُس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ اور جب صفتِ حضور کو بھی سالک اپنے سے نہ دیکھے تو وہ فناء حقیقی سے مشرف ہو گیا۔ اس وقت لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی ثابت ہوتے ہیں۔ اس مقام میں نہ ارواح ہیں اور نہ اجسام۔ شہود بجانب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ اور جب وجود حقانی اپنے لباس میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مجموعۂ صفات کا حضور اپنے میں پاتا ہے۔ تو اُس وقت اَلْاَعْیَانُ مَا شَمَّتْ رَائِحَۃَ الْوُجُوْدِ کا راز آشکار اور سالک زبانِ حال سے یوں نغمہ سرا ہوتا ہے۔ رُباعی

تا حق بدو چشم سر نه بینم ہر دم | از پائے طلب نے نہ نشینم ہر دم
گویند کہ حق بچشم سر نتواں دید | آں ایشاں اند و من چنینم ہر دم

ترجمہ - جب تک کہ حق کو سر کی دونوں آنکھوں سے ہر وقت نہ دیکھوں خدا کی طلب جاری رکھونگا. لوگ کہتے ہیں کہ سر کی آنکھ سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے اُن کا وہی کہنا ہے اور میرا یہی کہنا ہے ؛

بعض اکابر نے راہِ سلوک میں تجلیاتِ عزّوجل کی تین قسمیں بیان کی ہیں :-

پہلی قسم تجلی صوری جس کو مبتدیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے ؛

دوسری قسم تجلّی معنوی جس کو متوسطین کی طرف منسوب کیا گیا ہے ؛

تیسری قسم تجلّی ذاتی - منتہیوں کے لئے رکھا گیا ہے ؛

اِسی طرح سے بعض اکابر نے چار قسمیں کی ہیں - کہ قسم اوّل کی دو قسمیں تجلّی صوری اور تجلّی نوری - ہمارے اکابر کے طریق میں اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے - پس وہ اتحاد اور حلول و تشبیہ کے مہلکہ سے فارغ ہیں - الحاصل ظہورِ وجود عدم میں بہت باریک اسرار ہیں ، انتہاء سلوک کو پہنچنے کے بعد اُن میں سے بعض اسرار منکشف ہوتے ہیں ، اور سالک تجلّی صوری و نوری و معنوی کو اس مقامِ شہود میں مندرج پاتا ہے - چونکہ اکابر طریق نے اپنی کتابوں میں اس کی تصریح نہیں کی ہے اس لئے ہم بھی انکی متابعت میں قلم کو اس کی تحریر سے روکتے ہیں ؛

واضح ہو کہ حضرتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ اوجِ اطلاق سے تنزّل کر کے لباسِ ارواح میں تجلّی ہوا ، اور ارواح کو انتہائی لطافت سے یہ قوت عطا فرمائی کہ جس چیز کی طرف متوجہ ہو اُس کو اپنے میں لے لے اور اس کے رنگ کو قبول کرے - پس روح اور نوری امتزاج کی وجہ سے خود کو اُس سے الگ نہیں پہچانتی - جس طرح کہ عوام الناس پیکرِ ہیولائی سے الگ نہیں کرتے ہیں - نیز اُس پاک ذات نے ہر مخلوق میں تمام مخلوقات کو درج فرمایا ہے - جب یہ مقدمے معلوم ہو گئے تو اب واضح ہو کہ جب تک رُوح اپنی گرفتاری میں مقید رہتی ہے نہیں چاہتی کہ قید و تعلق کے لباس کو اوتارے - اور وطنِ اصلی کی طرف چلی جائے ؛

بعضے آزادگان کہ حکم رنج کار کھتے ہیں - بحیثیت وضع اصلی کے اطلاق سے

مناسبت رکھتے ہیں۔ اور بحیثیت تلفظ اور تخیّل کے مقید کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں
مگر اپنے کو اس کا مونس بناتے ہیں۔ خواہ جلدی ہو سکے یا دیر سے بمناسبت استعداد تاکہ
اُس جانب متوجہ ہو سکے اور چونکہ روح کا رشتہ تعلق بدنِ عنصری سے مضبوط ہے۔
اِس لئے مرشدین قلب صنوبری کی طرف جو اس کا رکن اعظم ہے توجہ کرنے کے لئے
حکم دیتے ہیں۔ پس سالک اِس شاہراہ میں داخل ہوتا ہے یہاں تک کہ مشاغل بیرونی
منہدم ہونے لگتے ہیں۔ اور حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ اور قوت لامسہ جو صوتِ بدنی
کا مدار علیہ ہے اختیار سے کر جاتی ہے اور چونکہ روح کی معیت بدن کے ساتھ ثابت ہے
اِس لئے بدن کا وجود حقیقی جو صفتِ حیات کا پرتو ہے تجلّی کرتا ہے۔ اور چونکہ ظاہر وجود
کا تلبس احکامِ حقائقِ الٰہی کے ساتھ تعددِ وجودی کا موجب نہیں ہے اس لئے حقیقت
منکشف اور فنا حاصل ہو جاتی ہے۔ یہی تجلّی معنوی ہے اور اسی پر بقا مترتب ہوتی ہے
اور مقام بِی یُبْصِرُ وَبِی یَسْمَعُ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا کمال یہ ہے۔ رُباعی

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست تا کرد مرا تہی و پُر کرد از دوست
اجزاءِ وجودم ہمگی دوست گرفت نامیست زمن برمن باقی ہمہ اوست

ترجمہ: عشق حق تعالےٰ میری رگ و پوست میں سرایت کر گیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو خودی سے
خالی کر کے دوست سے پُر کر دیا ہے، میرے وجود کا ہر ایک جزو دوست نے اپنا
کر لیا۔ اب میرا نام ہی نام رہ گیا اور بالکل وہی وہ ہے ؛

اور چونکہ اَلْکُلُّ یَنْدَرِجُ اِلَی الْکُلِّ کل کل میں داخل ہوتا ہے، اِس لئے حالتِ شعور
میں اپنے اختیار سے اس مقام میں تجلّی نوری سے جو صوتِ بے رنگ بے کیف بے جزو
بے شکل ہے مشرف ہو سکتی ہے کیونکہ اس منزل کے بعد یہ مقام آتا ہے منزل وجود عدم
کے دقائق یہ تھے۔ لیکن وجودِ فنا پس وہ مقام لَا یَعْرِفُ اللّٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ثابت ہوتا ہے
اور اس فنا کو فناءِ اتم کہتے ہیں ؛

جناب ارشاد مآب مخدومی قبلہ گاہی مولانا خواجگی سلمہ اللہ تعالےٰ وابقاہٗ
فناءِ اتم کے اشارہ کے وقت یہ بیت پڑھا کرتے ہیں۔ بیت

مدح و ذمّت گر تفاوت میکند بتگری باشی کہ اوبت میکند

ترجمہ: تعریف اور برائی میں جس کو فرق معلوم ہوتا ہو وہ بُت بنانے والا خود پرست ہے ؛

اور فرماتے تھے کہ مدح و ذم کی تاثیر جناب حق سبحانہٗ میں سالک کے متوجہ ہونے اور ماسوا سے شکستگی اختیار کرنے میں مزاحم نہ ہو۔ تو اُس حالت کو فنا و اتم کہتے ہیں اس تقریر سے خواجۂ بزرگوار کے اس مشہور قول کا مطلب کہ وجودِ عدم وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے۔ مگر وجود فنا ہرگز عود نہیں کرتا بالکل حل ہو گیا ۔

مکتوب ۔ فرماتے ہیں کہ یاد کرد کا مطلب زبان سے ذکر خدا کرنا اور باز گشت یہ کہنا کہ اے خدا میرا مقصود تو ہی ہے ۔ اور نگہداشت دل کو خطرات سے نگاہ رکھنا اور یاد داشت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی حضوری کا غلبۂ حبِ ذاتی کے ساتھ ۔

مکتوب ۔ نیز آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یاد کرد ذکرِ حق کرنا حضوری دل کے ساتھ اور باز گشت تفرید یعنی سب سے یکسوئی ہونا اور اخلاص خدا کے ساتھ ہونا اور نگہداشت نسبت کی حفاظت کرنا جس طرح سے ہو سکے اور یاد داشت باقی باللہ ہونا اور کیفیت سُکر سے حالتِ صحو میں آنا ۔ فقط ۔

مکتوب ۔ نیز آپ لکھتے ہیں ۔ کہ یاد کرد حفظِ آگاہی میں کوشش کرنا اور یاد داشت محفوظ ہو جانا اُس آگاہی کا جس کو حضور بے غیبت بھی کہتے ہیں ۔ کہ اُس میں نسبتِ آگاہی کا تواتر بلا کسی کوشش نگہداشت آگاہی کے حاصل ہو جاتا ہے اور جب نسبت آگاہی کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے تو سالک غیبت کے خلل سے محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو حضور بے غیبت کہتے ہیں ۔ نگہداشت نسبت یاد داشت کی بقدر امکان ظہور صفات نفسانیہ اور توجہات مختلفہ سے جو حجاب و غفلت کی مورث ہیں ۔ حفاظت کرنا ۔ باز گشت یعنی سعی اور کوشش کی طرف رجوع کرنا جب کہ نور کم ہو جائے ۔ اور بیٹھ جائے اور یاد داشت وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ اور یاد کر تو اپنے پروردگار کو جب تو اُس کو بھول جائے ۔

مکتوب ۔ نیز آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یاد کرد حضور و شہود ہے ۔ اور باز گشت اپنے عدم اصلی کی طرف رجوع کرنا غلبۂ نور حضوری سے یاد حق سبحانہٗ تعالیٰ کی صفتِ حضوری کو دیکھنے سے اور نگہداشت یعنی اس مقام کی حفاظت کرنا اور اُس کو اپنے دل میں تازہ کرتے رہنا اور یاد داشت اس فنا میں سالک کا متمکن ہو جانا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ۔ خدایا تو ہم کو بھی یہ روزی نصیب کر ۔

مکتوب۔ نیز آپ تحریر فرماتے ہیں کہ توبہ گناہ سے باز آنے کو کہتے ہیں چونکہ ہر ایک حجاب گناہ ہے پس کمالِ توبہ خلق سے منقطع ہونے میں ہے۔ جو خدا سے ملنے کو مُستلزم ہے ۔

اور زُہد یہ ہے کہ آدمی رغبت کے کاموں سے باز آئے۔ اور چونکہ رغبت متاعِ دنیوی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لیئے کمالِ زُہد نامرادی میں ہے جو مرادِ حقیقی سے پیوستہ ہے۔ مصرعہ چو پیوندہا بگسلی واصلی

ترجمہ اگر دنیا سے تعلق شکستہ کر لوگے تو خدا سے واصل ہو جاؤ گے ۔

اور توکّل خدا پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور کمالِ توکّل اس میں ہے۔ کہ عالم پر نظر نہ رہے۔ جو شہودِ حق مطلق کی فرع ہے ۔

قناعت فضول چیزوں سے نکل جانے اور بقدرِ حاجت پر اکتفا کرنے اور کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں میں اسراف سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں اس کا کمال یہ ہے کہ ہستی حق سبحانہٗ تعالےٰ پر اکتفا کریں۔ اور اُس کی خالص محبت سے آرام پائیں ۔

عُزلت خلق کے میل جول سے کنارہ کشی کو کہتے ہیں۔ اس کا کمال یہ ہے۔ کہ رویتِ خلق سے نکل جائیں ۔

ذکر یعنی ماسوائے خدائے جل وعلا کی یاد سے باز آنے اور ماسوا کو بھول جانے کو کہتے ہیں۔ اور کمالِ ذکر کا یہ ہے۔ کہ اپنی بھی یاد باقی نہ رہے۔ اور ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْمُذْکُوْر کا راز اُسپر ظاہر ہو جائے ۔

توجہ تمام خواہشوں سے نکل جانے اور پورے طور پر حق سُبحانہٗ کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں ۔

صبر لذاتِ نفس سے نکل جانے اور مرغوب و محبوب شیا سے باز رہنے کو کہتے ہیں ۔

مراقبہ اپنے فعل و قدرت اور اپنے اوصاف و احوال سے منقطع ہو کر فیضانِ الٰہی کے منتظر ہونے اور حق جل ذکرہ کے دریائے محبت میں ڈوب جانے کو کہتے ہیں ۔

رضا اپنے نفس کی مرضیات سے باز آنے اور رضاء الٰہی میں داخل ہو جانے اور احکامِ ازلیہ کو تسلیم کرنے اور سرِ ذاتِ ابدیہ کے تفویض کرنے کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص کہ معصیت میں پھنس گیا ہے۔ یا دنیا کی رغبت میں گرفتار ہے یا سبب کی طرف

دیکھ رہا ہے۔ یا بقدر ضروری معاش پر اکتفا نہیں کرتا ہے۔ یا خلق سے میل جول رکھتا ہے یا اُس کے اوقات ذکر الٰہی سے معمور نہیں ہیں۔ یا خدا سے غیرِ خدا کو چاہتا ہے۔ یا نفس کے ساتھ مقامِ مجاہدہ میں نہیں ہے۔ یا اپنی ذات اور اپنے افعال پر نظر رکھتا ہے یا اپنی قوت اور طاقت پر تکیہ کرتا ہے۔ یا احکامِ ازلیہ آلہیہ کے خود کو حوالہ نہیں کرتا ہے۔ تو وہ شخص یقیناً سلوک میں ناقص ہے +

مخفی نہ رہے کہ بعض منتہی درویش جو کہ اپنی خواہشوں اور اپنی مرضیات سے نکل چکے ہیں اور تھوڑی پر اکتفا نہیں کرتے اور مخلوق کے اختلاط سے پرہیز نہیں کرتے اور مجاہدہ میں مشغول نہیں ہیں۔ اُس کی کوئی خاص اندرونی وجہ اور نیت ہوتی ہے جو اُنہیں کو معلوم رہتی ہے +

اکابر خانوادہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں کہ جس کو اس رستہ کا درد دامنگیر ہو۔ تو اس کو چاہیئے کہ توبۂ نصوح کے بعد بقدرِ طاقت زہد و توکل و قناعت و عزلت و صبر سب مقامات مذکورہ پورے کر کے ذکر الٰہی میں اپنے اوقات کو مصروف رکھے۔ اِس کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ اہتمام ذکر اور توجہ کا کرے جس کو بازگشت کہتے ہیں +

اکابرِ طریق قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ ہمارے طریق کا ذکر جذبہ کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جذبہ کی مدد سے تمام مقامات سہولت اور استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقت توجہ اور مراقبہ مذکورہ سے جو کہ یادداشت کی وجہوں میں سے ایک وجہ ہے سالک میں رضا کی صفت نسبتِ جذبہ کی تقویت اور اُس کے کمال سے بآسانی ظاہر ہو جاتی ہے +

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ایک رسالہ آیتِ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور آیت کریمہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ جو نہایت مختصر اور ضروریاتِ سلوک پر حاوی ہے۔ بجنسہٖ اس کو نقل کیا جاتا ہے:-

رسالہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ

پاک ہے وہ خدا جو اپنے فیض سے اشیا کو ظہور کے میدان میں لایا اور صفتِ

وشیون کو اُس ظہور کے پردہ میں تنگنائے خفا و بطون سے نکال کر اپنے کو ان اعتبارات کے مراتب میں اپنی نظر میں جلوہ گر کیا۔ اس کے تنگنائے وحدت میں دوئی کا نشان نہیں ہے۔ وہ مطلق ہے۔ مگر دائرہ اطلاق سے باہر ہے۔ پھر من و تو کا اطلاق اُس پر کیسے کر سکتے ہیں۔ کہ جب ہو بالا عمیٰ ہے

بس بے رنگست یارِ دلخواہ اے دل ۔۔۔ قانع نشوی برنگ ناگاہ اے دل

اصل ہمہ رنگہا ازاں بے رنگیست ۔۔۔ مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃً مِّنَ اللّٰہِ اے دل

ترجمہ۔ بالکل بے رنگ ہے یارِ دلخواہ اے دل کسی رنگ پر قناعت مت کر۔ تمام رنگوں کی اصل وہی ہے بے رنگی ہے خدا کے رنگ سے زیادہ اچھا کونسا رنگ ہوگا۔

ایسا قادر کہ جس نے ایک کافِ کُن سے خواب عدم کے سوئے ہوؤں کو بیدار کردیا۔ وہ شوق سے بے تاب ہو کر نکلے خدا نے اپنے وجود کا آئینہ اُن کے برابر رکھا اُنھوں نے سادہ لوحی سے اپنے عکس کو اُس میں دیکھا۔ اور بے قرار ہو کر وجود میں آگئے پس یکایک صدائے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ گوشِ سر میں پہنچی۔ اُس وقت سمجھے کہ معیت بلا دوئی کے نہیں ہو سکتی۔ اور حیرت سامنے آئی۔ جمال عکس وجودِ حق کی بشارت دے رہا ہے۔ اور نغمہ صحبت عدم کا اشارہ کر رہا ہے۔ پس وجود اور عدم آپس میں مل گئے اور خود کو فراموش کردیا اور مقصود کی تلاش کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا۔ آیت کریمہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی بشارت درمیان میں آئی۔ اور وَهُوَ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کا مطلب سمجھے کہ ہم خود ہی اپنے حجاب ہیں۔ اس لئے خودی کو خود سے اُٹھا دینا چاہیئے۔ اس وقت بُرد کے وقت ارادت کی انگلی دامن مقصود پر پہنچی۔ اور عروق کے رستوں نسیم بہار پھیلی اور دوست کی خوشبو دل کے پردوں میں پہنچی۔ بیچارہ عارف عاجز ہو گیا۔ پس کرشمہ معشوقی آیا اور پردہ نقاب درمیان سے اُٹھا دیا۔ اور لِمَنِ الْمُلْكُ کا آواز بلند ہوا۔ چونکہ کوئی نیاز درمیان میں نہ تھا۔ اس لئے مقصود روپوش ہو گیا۔ اور صدائے وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ اُس کے گوشِ جان میں پہنچی۔ مخمورِ مصبوحی نے سر اٹھایا اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا غلغلہ درمیان میں لایا۔ لیکن وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ کے معنی اس کی جان میں بیقراری پیدا کرتے رہے ہے۔ ایک طرف سے آواز دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ اور دوسری طرف سے

قولِ وَجِّهِكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کام میں اضطراب پیدا کرتی رہی۔ عنایت اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ نے پردہ حجاب کو کہ جو وجود کو لازم ہے عینک بنایا۔ اور اس کو آنکھوں کے سامنے رکھا۔ صورت قَابَ قَوْسَيْنِ ظہور میں۔ اِس کلام کی کوئی حد نہیں ہو سکتی اس لئے مَیں اپنے مقصود سے رہا جاتا ہوں۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اللہ تعالےٰ اپنے بہتر ین خلق حضرت محمد مصطفےٰ اور اُن کی آل اور اصحاب سب پر اپنی رحمت اور سلام نازل فرمائے +

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ چند کلمے آیت کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور ایت کریمہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی تفسیر میں بموجب اشارہ بعض ارواح طیبہ کے لکھے گئے ہیں۔ کہ اُن ارواح کے صراحت کرنے سے کاتب رسالہ بوجہ خجالت کے عاجز ہے اور زبان اس کے برخلاف معذور

؎ خورشید ندیدہ چشم خفاش پیش از من و تست این سخن فاش

ترجمہ۔ چمگادڑ کی آنکھ نے آفتاب کو نہیں دیکھا۔ میرے اور آپ کے سب کے رُو برُو ظاہر ہے۔ مگر ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

؎ اگر پادشہ بر درِ پیرہ زن بیاید تو لے خواجہ سبلت مکن

ترجمہ۔ اگر بادشاہ کسی بڑھیا کے گھر آجائے۔ تو کسی سردار کو غصہ کرنے کا کیا حق ہے +

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا دَائِمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَ مَعَكُمْ خدا ہی کے واسطے ہمیشہ بہت بہت تعریفیں ہیں فرمایا اللہ تبارک و تعالےٰ نے وَهُوَ مَعَكُمْ حق تبارک و تعالیٰ کی ذات غیب کی معیت کا سر اشیاء کے ساتھ نہایت خفا اور بطون میں ہے۔ اور حقیقت اُس کے دریافت کی موقوف ہے اوپر پانے تنزیہ مطلق اور اس کے اطلاق صرفہ کے اور صور علمیہ میں اُس کے تنزلات اور ان صورتوں کے درمیان عدم اور وجود کے برزخ ہونے کے کیونکہ یہ مقام منزل علم کے مخصوصات میں سے ہے۔ بیت

از تو اے بیرنگ این چندین صور ہم مشبہ ہم منزہ خیر و شر

ترجمہ۔ اے ذات بے رنگ تیری ہی یہ سب صورتیں ہیں۔ سب سے ملتی جلتی نیک اور بد

اور سب سے پاک ۔

اور اسی طرح اس امر کے پہچاننے پر بھی موقوف ہے۔ کہ صور علمیہ کو حضرت ظاہر کے ساتھ ایک نسبت مجہول الکیفیت پیدا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مقدس ذات اِن صورتوں کے لباس میں آئی۔ اور یہ صورتیں اس کے اسما اور صفات کا آئینہ ہوئیں اور اس کے اسماء صفات اس کے عین ہیں۔ پس وہ تمہارے ساتھ ہے۔ علم میں اور عین میں روح ہو یا مثال یا حس۔ لیکن خانۂ علم کی معیت ایسی ہے جیسے کہ اعمال کی معیت صُور جنانیہ اور تصوّر اشجار کے ساتھ مذہب محققین پر کہ ان کے نزدیک تصور اور اشجار کا موطن بالذات عمل کے ساتھ ایک کہا جاتا ہے۔ جس طرح کہ عمل ایک مقام پر عرض ہے اور دوسرے موطن میں جوہر اُس کی ذات کا مرتبہ منزہ ہے تعین اور تمیز اور اشارہ اور عبارت سے اور دوسرے مرتبہ میں ان امُور کے قابل ہے اور معیت خانۂ عین کی ایسی ہے جیسے کہ معیت نقطہ جوالہ کی دائرۂ موہومہ خارجی کے ساتھ پس جس طرح کہ نقطہ کی دائرہ کے ساتھ ایک نسبت واقع ہے۔ جو دائرہ کے خارج میں ظاہر ہونے کا ذریعہ اور نقطہ کے لباسی دائرہ میں نمود کا سبب ہوئی ہے۔ اسی طرح ذاتِ حق سبحانہٗ اور اُس کے عین مطلق کو اُس کی قدرت کاملہ سے تنزلات علمیہ کے ساتھ ایک نسبت واقع ہوئی ہے جو ان تنزلات کے خارج میں ظہور اور باعتبار اسما اور صفات کے اُن تنزلات میں ذات حق کے ظاہر ہونے کا سبب ہوئی ۔

اس موقع کے مطابق ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ مثلاً عالمِ مثال میں صورِ علمیہ دودھ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہیں۔ پس اگر اہل کشف کی نظرِ کشفی یعنی اُس کی نظر بصیرت کشف کے وقت دودھ کی صورتِ مثالی کے ساتھ ایک ارتباط خاص پیدا کرے کہ دُوئی مٹ جانے کے بعد جب کہ وہ دُودھ کی صفات علمیہ پر اور اُس کی غذائیت اور روحانیت اور شیرینی اور دہنیت پر پڑتی ہے تو وہ دودھ کو بعینہٖ اُن صفتوں کے ہم صورت پاتی ہے تو بالضرور دودھ کی یہ صورتِ مثالی عالم ارواح میں بھی ظاہر ہو گی اور ارواح اور علم اپنی اپنی صفتوں کے اعتبار سے دودھ میں سرایت کرینگے۔ اور دودھ کی وہ صفتیں جو عالم ارواح میں ظاہر ہوئیں دودھ کی صفاتِ علمیہ کا آئینہ بنجائینگی۔ بسبب متحد ہونے کے بصر خیالی اور بصیرت قلبی کے۔ دُرِّنا عیٰ ہے

از صفاتِ مے و لطافت آں | در ہم آمیخت رنگ جام مدام
همہ جام است نیست گوئی مے | یا مدام است نیست گوئی جام

ترجمہ۔ شراب کی صفت اور اُس کی پاکیزگی کی وجہ جام اور شراب کا ایک ہی رنگ معلوم ہو رہا ہے۔ سب جام ہی جام دکھائی دے رہا ہے۔ شراب نہیں معلوم ہوتی ہے یا سب شراب ہی شراب ہے۔ جام نہیں معلوم ہوتا ہے ❊

سبحان اللہ جس جس قدر ظہور زیادہ ہے اُسی اُسی قدر خفا زیادہ ہے۔ یہ مثال نسبت پہلی مثال کے زیادہ روشن اور صاف ہے۔ پس اس کو سمجھا جس نے کہ سمجھا اور جس نے ذائقہ نہیں چکھا وہ اُسے معلوم نہیں کر سکتا ہے ❊

الحاصل حضرت احب جل شانہٗ بلا توہم حلول اور دوئی کے اور بلا شائبہ چونی و چگونگی کے ہر جگہ سب کے ساتھ ہے۔ ساقی کوثر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ ہر چیز کے ساتھ ہے بلا مقارنت کے اور ہر شے کا عین ہے۔ بلا مزائمت کے اگر دوئی ہوتی تو مفارقت کا ہونا ضروری تھا۔ اور اگر اتحادِ محض ہوتا تو غیریت حاصل نہ ہوتی اور اگر خیال محض ہوتا جیسا کہ حکمائے جسمانیہ کا مقولہ ہے تو معیت درست نہ ہوتی۔ اور علیحدگی ممکن ہوتی۔ اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ اسی منزل کی بات ہے ❊

مریدان وجہ مطلق اور مشتاقانِ صفتِ ہویت کہتے ہیں کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جانا گیا وہ سب غیر ہے۔ اِس لئے کلمۂ لا سے اس کی نفی کرنا چاہئے۔ کسی شخص نے عارف باللہ مولانا رومی قدس سرہٗ سے پوچھا کہ حق جل و علا کیا ہے۔ اور عشق کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جو کسی طرح سے ادراک میں نہ آسکے۔ وہ حق ہے۔ اور عشق یہ ہے کہ کسی طرح بغیر اُس کے آرام نہ مل سکے۔ وہ ایک تعلق بے نہایت ہے۔ اور درد لا علاج ہے

دُور بینان بارگاہِ الست | بیش ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

ترجمہ۔ درگاہِ حق تعالےٰ کے دُور بینوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کیا ہے۔ کہ خدا کی ذات موجود ہے۔ حقیقت میں اُس بارگاہ کی یافت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ ایک فوق حاصل ہوتا ہے۔ بے شک وہ سب کے ساتھ ہے اور سب اشیا اُس کے وجود سے موجود ہیں۔ اور بے اُس کے سب ہیچ۔ پس تم جدھر متوجہ ہو اُدھر خدا کی ذات ہے

اگر تم چاہتے ہو کہ اس معنی کی حقیقت تم پر جلوہ گر ہو جائے تو یہ مثال فرض کرو۔ کہ آئینہ کا ایک جوہر ہے۔ جو کچھ آئینہ کی صفتیں مترتب ہو سکتی ہیں۔ یعنی صفائی اور اُس کی گولائی وغیرہ وہی سب صفات اُس جوہر کی ذات پر ہی مترتب ہونگے۔ اور اس کی ذات مثلاً اِس نمایندگی صورت کا باعث بغیر زیادتی صقالت کے ہوگی پس اس کی ذات خارج میں اِن صفات کا عین ہوئی۔ اسی طرح یہ فرض کرو کہ خیال میں ہر ایک کی اِن صفاتِ مذکورہ میں سے ایک ایک صورتِ مثالی ہے۔ جیسے کہ دودھ کی صورتِ علمی۔ اس کے بعد یہ فرض کرو کہ تمہاری یہ خیالی صورتیں اُس جوہر میں منعکس ہوئی ہیں یعنی اِن صورتوں کو اُس جوہر کے ساتھ ایک نسبت مجہول الکیفیت پیدا ہوئی جو اس صورت کی نمایندگی کا سبب ہوئی ہے۔ اب تم اِن صورتوں میں سے جس صورت کی طرف متوجہ ہوگے وہاں وہ جوہر موجود ہے۔ اور گویا حقیقت میں اُس جوہر کی طرف ہی تم متوجہ ہوئے ہو۔ وہ جوہر ان صورتوں کے ساتھ ہے۔ اور جہاں یہ صورت ہو وہیں وہ بھی ہے۔ لیکن وہ جوہر صورتوں سے منزہ ہے اور خارج میں وجودِ خارجی کی بو بھی اِن صورتوں کے مشام میں نہیں پہنچی ہے۔ اِس کا فائدہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ بقدر ان صور کے اُس جوہر کی صفات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ اور جدھر تم متوجہ ہوتے ہو۔ وہ اُن صفات کی طرف بلکہ صاحبِ صفات کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ پس اگر تم ہزار سال پرواز کرتے رہو۔ اور ہزاروں مرتبہ چلّہ میں بیٹھو مگر جب تک کہ جذباتِ الوہیت کا کوئی جذبہ تم پر ظاہر نہ ہو جائے اور عالمِ اجسام اور ارواح کی صورتیں تمہاری نظر سے نہ مٹ جائیں اور محبتِ ذاتی جو ایک مخفی راز ہے جلوہ گر نہ ہو۔ اور نسبتِ مجہول الکیفیت جو ادراک کی مقوم اور صحبتِ ذاتی کو قوت دینے والی چیز ہے۔ جس کو ادراکِ بسیط کے سوا اور کسی لفظ میں ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک تم ذاتِ حق کے جویندہ نہیں ہو سکتے۔ پھر اُس کا شہود کہاں ہو سکتا ہے۔ اِس لئے تم پر لازم ہے کہ ایسے درویش کی صحبت اختیار کرو جو اپنے سے فانی ہو کر محبت ذات حق میں باقی ہو گیا ہو۔ اور اُس کے صفحۂ وجود میں سوائے محبوب اور محبت اور مشاہدۂ محبوب کے کچھ نہ رہا ہو۔ اور حقیقتِ فنائی اللہ تک پہنچ گیا ہو۔ تو اُس کا دیدار بموجب حدیث اِذَا رَاؤا ذُکِرَ اللّٰہ ذکر کا فائدہ بخشتا ہے

اور اُس کی صحبت بموجب حدیث ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ تعالیٰ صحبتِ حق کا نتیجہ دیتی ہے۔ ایسا درویش اَلْحَکِیْمُ کا مظہر ہے۔ جو کچھ وہ فرمائے حکمت سے خالی نہ ہو گا۔ اگرچہ اس کی وجہ تم پر ظاہر نہ ہو۔ مگر اُس کے ارشاد کی متابعت میں جان سے کوشش کرو ممکن ہے کہ قبولِ الٰہی اس کے دریچہ باطن سے ظاہر ہو۔ اور تم سعادتِ ابدیہ حاصل کرو۔ اگر وہ درویش مظہر اسم اَلرَّحِیْم یا اَلْکَرِیْم مقدمہ اسم اَلْقَدِیْرُ کا ہوئے اور وہ تمہارے کام میں تصرف کرے۔ تو اُس غیبت میں تم نورِ ہدایت سے روشن ہو جاؤ گے۔ اور ممکن ہے کہ باعتبار استعداد کے معنی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اُسی غیبت میں تمہاری چشمِ بصیرت کو کھول دے۔ اگر اتفاقاً تمہاری استعداد کم ہو تو طریقۂ وقوفِ عددی اس برزخ دانا یعنی مرشدِ کامل سے حاصل کرو۔ اور اسی نورِ ہدایت کی تقویت کرو۔ اور متابعتِ شریعت اور رعایت آدابِ طریقت اور اکلِ حلال اور صدقِ مقال۔ اور نا اہلوں کی صحبتوں سے پرہیز کر کے اپنی بنیاد کو مضبوط کرو۔ اور اُس غیبت کو مضبوط رکھو۔ اور اُس کو آگاہی اور تجلیِ ذاتی کی صفت کے ساتھ اِس طرح متصف سمجھو کہ تم یکایک قرصِ آفتاب سے متصل ہو گئے ہو۔ اور اُس کی شعاعوں میں تمہارا نورِ بصر و بصیرت گم ہو گیا۔ اور مٹ گیا۔ الحاصل تمہارے باطن کو اس حالت کے تکرار ظہور سے ایک قوت پیدا ہو گی۔ اس سے اگرچہ نورِ بصر ناپید ہو جائیگا۔ مگر نورِ بصیرت بحال رہیگا۔ اس وقت پہچان لو گے کہ یہ حالت غلبۂ نورِ خورشید کی ہے۔ مگر یہ جانو گے کہ یہ نور کس طرف سے نکلا۔ اور تم کو اُس سے نسبت قریبہ ہے یا کیا۔ مگر جب رطوباتِ عنصریہ خشک ہو جائیں اور طبیعت کی حرارت ٹوٹ جائے۔ اُس وقت اُس کی قوت پیدا کر لو گے۔ کہ جس سے چشمِ بصیرت کو اچھی طرح کھول سکو گے اور قرصِ خورشید سے اپنا قرب پا سکو گے۔ لیکن اُس نور کی سطوت میں اپنے کو مدہوش کر دو گے۔ اگر اُس مقام میں رہ گئے۔ تو تم محجب ہو۔ اور اگر تم کو عارف یا موحد بنانا چاہینگے تو جس وقت کہ تم اُس نور کے غلبہ میں مدہوش ہو گے۔ ایک خورشید کا نور تمہارے دریچۂ بصیرت سے ظاہر ہو کر تم پر غلبہ کرے گا۔ تو ایسی بینائی پاؤ گے کہ اُس خورشید کو پہچان سکو گے جو بلا آسمان کے ہے۔ اور تم قطعاً درمیان میں نہ ہو گے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا

ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ✦

اور اگر تم لطیف الاستعداد ہو۔ مگر بحکم وقت یا حجاب لطیف کے سبب سے غیبت اوّل میں تم پر راستہ روشن نہ ہو جائے۔ تو لازم ہے کہ ایسی توجہ حاصل کریں کہ بے تکلف غیبت ذات پر نظر رہے۔ اور جب تک ہو سکے اِس توجہ کو محفوظ رکھیں اور فراغ خاطر اور جمعیت دل اور طہارت کامل کے ساتھ شب و روز اس توجہ کی تقویت اور تربیت کرتے رہیں جس طریقہ سے کہ اکابر سلسلہ عالیہ قدس اللہ اسرارہم نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمایا ہے۔ اور اگر تم کو اُس درویش سے صحبت پیدا ہو گئی ہو کہ اُسکی غیاب میں بھی اُس کی صورت کا تصوّر قائم رہے۔ اور طریقہ رابطہ حاصل ہو جائے۔ تو نُورٌ علیٰ نور ہے۔ پس طریقہ رابطہ کی مشق اختیار کرو۔ لیکن باہوش رہو کہ تم سے کوئی امر ایسا سرزد نہ ہو کہ تمہاری طرف سے اُس کی خاطر مبارک میں نفرت پیدا ہو جائے ✦

نیز تم کو چاہیئے کہ سوائے اُس کی ذات کے اور کوئی مراد تمہارے دل میں نہ رہے تاکہ مقصد کی انتہا کو پہنچ سکو۔ الحاصل اس طریقہ کے سلوک کا مدار جانبین کے ارتباط پر ہے۔ دل صورت کو نی کو لیتا ہے جس طرح سے کہ روئی آئینہ آفتاب نما سے تقابل کے وقت حرارت کسب کرتا ہے۔ اور نقوش کے حجاب اور صورتیں جلجاتی ہیں اور برزخیت کے راستہ سے تمہاری آنکھ اُس کو جہت علو میں پالیتی ہے۔ محبت کی آگ شعلہ مارتی ہے۔ اور خرمن ہستی جلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اب تمہاری اور اس درویش کی مثال روئی اور آئینہ آفتاب نما کی سی ہے یہ طریقہ درحقیقت حضرت صدیق اکبرؓ کا طریقہ ہے۔ کیونکہ آپ کا کمالِ نسبت حبی حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ اور آپ اسی راستہ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے۔ اور صاحب رشحات نے ہمارے خواجہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے وہ اِسی نسبت حُبّی کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ اُن کا طریقہ اس نسبت حُبّی کی نگہداشت ہے ✦

قدسیہ۔ تجلّی ذاتی عبارت ہے ظہورِ ذات سے بصورت اُس اسم کے جو کہ مبدءِ تعین صاحبِ تجلّی ہے۔ اور مشاہدہ جمالِ مطلق سے کہ مقام فنا فی اللہ میں ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تجلّی ذاتی کے اور بھی معنی ہیں۔ اور وہ یہ کہ وہ عبارت ہے روح کے انجذاب سے طرف جمالِ ہستیِ حقیقی کے (جو کہ ذات کی حیثیتوں میں سے ایک حیثیت ہے) ایسی کیفیت کے ساتھ کہ اِس انجذاب کا شعور بھی باقی نہ رہے۔ جیسا کہ ایک خاص چہرہ کی طرف توجہ کرنے والوں کو ہوتا ہے"۔

اور تجلّی ذاتی عبارت ہے مشاہدہ جمالِ ذات سے اسم مذکور کے پردہ میں جبکہ سالکانِ طریق تربیت کی نظر اس اسم پر منتہی ہو۔

اور اِس جمال کا مطلق کہنا تعینات سے پاک ہونے کے لحاظ سے ہے۔ اور تعین سے مراد معقولاتِ ثانویہ ہیں۔ نہ امرِ مشکل اور اس کے مماثل مامور ع

فیض ناگاہ رسد بر دلِ آگاہ

ترجمہ ع فیض ناگاہ آتا ہے مگر دلِ آگاہ پر

قدسیہ۔ دوام مراقبہ بہت بڑی دولت ہے۔ جو کہ دلوں میں مقبولیت کا سبب ہوتی ہے۔ اور دلوں کی مقبولیت خدا کی مقبولیت ہے۔ پس جب یہ بات ہے تو چند روز آپ کو اپنے مقصود کی طرف سالک کو رجوع کرنا لازم ہے۔

اِس طریق میں اوراد اور اذکار مختلف نہیں ہیں۔ کہ اُن سے فراغت پانے کے بعد دوسرے کاموں کی طرف مشغول ہوئیں۔ اِن کا ورد ہوش در دم ہے۔

حضرت خجستہ فرجامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ کا قول ہے کہ پہلے چراغ روشن کرنا چاہیئے اُس کے بعد مطالعہ میں مشغولی ے

دلا تا کے دراری دل در و بند ۔۔۔۔ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

ترجمہ ے اپنے دوست میں دل لگاؤ۔ اور سب لوگوں سے آنکھ بند کر لو۔

قدسیہ۔ کشفِ قبور کا کچھ اعتبار نہ کریں۔ کیونکہ صورتوں کے انکشاف میں غلطی اور لغزش ہو جاتی ہے حضور مع اللہ کے ظہور اور اس کے دوام کی کوشش کریں۔ اگرچہ آئینۂ عالم صاف ہو گیا ہو۔ اور نورانیت کے معنی بھی نظر سے ساقط ہو گئے ہوں مگر طلب اور سعی میں رہو۔ کیونکہ جذبۂ خواجگان اور اُن کا حضور ایک دوسری چیز ہے۔ اُس

مقام میں ماسوا کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ کبھی بالکلیہ اور اکثر بالاصالۃ ایک توجہ ہوتی ہے شش جہت سے اور آگاہی کا اقرار گاہ اس وجہ سے فوق کی طرف ہوتا ہے کہ عرش مجید کی جہت عالم وہم میں فوق کی طرف قایم ہوتی ہے۔ اور کبھی یہ توجہ تمام جہات کو لے لیتی ہے۔ اور وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ کے معنی ظاہر ہو جاتے ہیں اگر معنوی صورتیں اور اُن کی شکلیں محو نہ ہو گئی ہوں۔ اور صرف سراب خیال کی طرح ساقط اعتبار ہو گئی ہوں۔ تو اُس وقت دریافت صورِ خیالیہ میں هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ آتا ہے۔ اور اگر اس توجہ کے غلبہ کے وقت تمام جہات یا اکثر میں صورتیں اور شکلیں بالکل محو ہو جائیں اور صفائی کامل ظاہر ہو ۔ لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ دَيَّارٌ کا مطلب ظاہر ہوئے۔ تو باہوش رہنا چاہیئے۔ کیونکہ معنویہ لباس کا تعلق درمیان میں ہے کم سے کم صفت حیات و ہستی ضرور رہتی ہے ✣

اب اور ایک نکتہ معلوم کرو کہ بوقت ظہور معنی وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ کے ممکن ہے کہ کوئی لباس حائل ہو۔ یا پورے طور پر اُس کی نظر محبت مجرد ہو گئی ہو۔ مگر حقیقت مقصود دریافت اور ادراک میں نہیں آسکتی۔ یہاں عشق اور محبت ہے۔ اور تصفیہ سر کا ماسوا سے جب تک کہ حضور ذاتی اور وحدت صرفہ میں استغراق در استہلاک ظاہر نہ ہوئے۔ اس سلسلہ کے اکابر اس کو فنا نہیں کہتے ۔ ہم نے جو کہا تھا کہ ایک درجہ درمیان میں اور باقی ہے تو وہ یہی درجہ ہے ✣

قدسیہ۔ وَلایت (فتح واؤ کے ساتھ) اُس قرب کو کہتے ہیں جو بندہ کو حق سبحانہٗ تعالےٰ سے ہوتا ہے۔ وِلایت (کسرہ واؤ کے ساتھ) اُس کمال کو کہتے ہیں۔ جو خلق میں مقبولیت پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ اہل عالم اسی سے گرویدہ ہو جاتے ہیں اس کمال کا تعلق مکنونات سے ہے۔ کرامتیں اور تصرف اسی قسم میں داخل ہیں ✣

ایک شخص نے حاضرین سے سوال کیا۔ کہ برکات الٰہی جو مستعدوں کو پہنچتی ہیں اُن کا شمار کس قسم میں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ولایت بالفتح کا اثر ہوتا ہے۔ اثنائے بیان میں طالبوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے حضرت نے فرمایا کہ جب مرید کا آئینہ پیر کے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے مرید کے آئینہ پر بقدر مناسبت پرتو پڑتا ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ بعض کو ولایت ان دو قسموں سے ایک ہی حاصل ہوتی ہے اور

بعض کو دونوں میں کامل حصہ ملتا ہے یا کسی شخص کو ایک میں زیادہ اور دوسرے میں کم حصہ ملتا ہے +

مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم میں ہمیشہ وَلایت (بفتح) وِلایت (بالکسر) پر غالب رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس عالم کا کوئی مقتدا انتقال کر جائے۔ تو وِلایت (بالکسر) کو اپنے کسی مخلص کے حوالہ کر جاتا ہے۔ اور وَلایت (بفتح) کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کسی لغزش کی وجہ سے وِلایت (بکسر) ولی سے چھین لی جاتی ہے +

چنانچہ نفحات میں قصہ ابن الفارس میں پیر بقال کی نماز جنازہ کے امام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے +

قدسیہ! اولیا اللہ گناہِ کبیرہ سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر ان سے اتفاقاً کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ تو اس سبب سے یہ کہہ دینا کہ وہ ولایت سے خارج ہو گئے جہالت کی بات ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ یا اکثر کونسی منزل میں رہتے ہیں۔ اس حال میں اگر کبھی اُن سے کوئی لغزش بشریّت کی وجہ سے ہو جائے تو اس میں اُن کو معذور رکھنا چاہیئے +

قدسیہ۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص حضرت حق سبحانہٗ میں اقرب ہو یعنی اضمحلال اور استہلاک رکھتا ہو۔ مگر اکرم نہ ہو جیسے کہ کسی شخص نے مقامات طے کیئے ہوں اور بزرگی حاصل کی ہو۔ مگر استہلاک اور اضمحلال کا نتیجہ اس عالم میں نہ پایا ہو۔ تو وہ خدا کے پاس اکرم ہے۔ آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اُس پر ناطق ہے +

قدسیہ۔ جذب اور محبت کا طریق بے شک موصل ہے۔ اُس کا رُخ سوائے حق سبحانہٗ کے اور کسی طرف کو نہیں ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ اکثر اُن میں روح انور کی طرف رکھتے ہیں آخر بعضے تو انہیں انوار میں رہ جاتے ہیں اور یہ انجذاب اور محبت تمام افرادِ انسانی میں موجود ہے مگر چھپا ہوا رہتا ہے چنانچہ اکابر مشائخ سلسلہ نقشبندیہ قدس اسرارہم اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں +

قدسیہ۔ رویت بالبصر بعد موت کے ہوگی۔ کیونکہ رویت انکشافِ تام کا نام ہے اور جب تک رُوح اس بدن سے متعلق ہے انکشاف تام نہیں ہو سکتا۔ چاہے کتنی ہی بے تعلقی کیوں نہ ہو جائے۔ کم سے کم علاقہ حیات تو ضرور باقی رہیگا۔ جب تک صرافتِ اصلی نہ پیدا ہو تعلق خودی کا باقی ہے +

قدسیہ۔ اگر کوئی شخص نیتِ صحیح اور اعتقادِ درست سے راہِ حق سبحانہٗ میں داخل ہو۔ اور آدابِ شریعتِ غرّا بجالائے۔ اُس کو درویشوں کے اذواق اور مواجید اِس عالمِ دُنیا میں نہیں دیئے جاتے۔ البتہ موت کے بعد دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اُس کو اس عالم سے رخصت ہوتے وقت اِس دولت سے مشرف کر دیتے ہیں۔ احکامِ شریعت کی رعایت اور اخلاص اور توجہ بحق سبحانہٗ کی ہمیشگی بہت بڑی دولت ہے۔ کوئی ذوق اور وجدان اِس نعمت سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ مصرعہ

این اشتہ باش کو دگر ہیچ مباش

ترجمہ: چاہے آدمی کچھ حاصل نہ کرے مگر اُس کو ضرور حاصل کرے

قدسیہ۔ بندہ کا ذاتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ قرب اور اتصال اور تعلق کا اثر اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اُس کو خدا سے دائمی آگاہی اور آرام حاصل ہو جاتا ہے جو اُس کو فنا کی طرف کھینچتا ہے۔ جب یہ نسبت حاصل ہوگئی تو سالک اس کے حصول سے مرتبۂ ولایت سے مشرف ہوگیا۔ اور وہ کمالات جو حصولِ مقامات اور تجلیاتِ اسماء و صفات ہیں یا دوسرے طریقوں سے سالکوں کو بالتفصیل حاصل ہوتے ہیں۔ اور شئے ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ قرب و اتصال کی نسبت کا حصول مرتبۂ ولایتِ خاصہ تک پہنچاتا ہے اِس سلسلہ کے سالکوں کی سرحدِ فنا میں پہلے ہی داخل ہو جاتی ہے۔ اور مقامِ اندراجِ نہایت در بدایت جس کی طرف ہمارے اکابرِ سلسلہ نے اشارہ فرمایا ہے، حاصل ہو جاتا ہے ÷

قدسیہ۔ بزرگوں کی آمادگی تربیت و ارشادِ خلق کے لیئے تین سبب ہوتے ہیں۔ یا حق سبحانہٗ کی جانب سے اُن کو الہام ہوتا ہے۔ یا اُن کے پیر کا حکم یا مخلوق پر اُنکی شفقت۔ یعنی جب وہ مخلوق کو گمراہ دیکھتے ہیں۔ اور گمراہی کو مخلوق کے لیئے باعثِ عذاب وضرر جانتے ہیں۔ تو نہایت شفقت کی وجہ سے اُن سے عذاب کا دفعیہ چاہتے ہیں۔ پس شفقت کا مقتضا یہی ہے۔ کہ شریعت کی رواج دہی کو اپنے اوپر لازم کر لیں۔ اور خلق کو وعظ و نصیحت سے آداب کی حفاظت اور شریعت کے قائم رکھنے کی ہدایت کریں۔ جیسے کہ علمِ فقہ کا پڑھنا پڑھانا اور اُس پر اُن سے عمل کرانا۔ مگر اُن کو واصلِ حق کر دینا شفقت کی شرط نہیں ہے یہ بالائی شفقت ہے۔ اِس طریقہ کی تربیت کا ماحصل انجذابِ ایمانی ہے جس کی دعوت تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دیتے آئے ہیں ÷

قدسیہ ۔تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ اُن مکاشفات میں جن میں کہ خیال کو دخل ہوتا ہے۔ خطا ہو جاتی ہے۔ مگر اُن علوم یقینی میں جو اس ادراک پر وارد ہوتے ہیں خطا کو دخل نہیں ہوتا ہے۔ اور اُس میں خطا جو ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ کے علم میں اُن سے اپنی بعض مبادیات کو جو اس کے نزدیک یقینی طور پر مسلّم و مقرر ہیں اس میں ملا لیتا ہے ان کے ملنے سے اس میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے ورنہ خطا کو علمِ الہامی سے کیا علاقہ۔ چنانچہ علوم عقلیہ کے علما جو قوانین منطقی کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں۔ کبھی اُن کی فکر میں بھی بعض مقدماتِ مقررہ بیرونی کی مداخلت کی وجہ سے جس کو وہ منطقی خیال کرتے ہیں نتیجہ میں غلطی ہو جاتی ہے۔ ورنہ منطق وہ علم ہے کہ اس کی رعایت ذہن کو خطا سے محفوظ رکھتی ہے۔ اگر وہ قواعدِ منطق ہی کو بلا مداخلت مقدماتِ بیرونی استعمال کرتے تو ہرگز خطا نہ ہوتی +

اس موقعہ پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ متوجہانِ الی اللہ کو کشف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ کشف کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل دنیوی کشف۔ یہ کشف کسی کام نہیں آتا۔ دوسرا اخروی کشف۔ یہ کشف کتاب و سنت میں بالصراحت مذکور ہے۔ جو عمل کرنے کیلئے کافی ہے۔ کوئی کشف اس کی برابری نہیں کر سکتا +

قدسیہ ۔توحید حاصل کرنا چاہیئے ۔ اور توحید محققین متکلمین کی یہ ہے کہ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ سوائے خدائے پاک کے وجود میں کوئی موثر نہیں ہے۔ یعنی اپنی تمام قدرت کو حق کے حوالہ کرنا اور خود کو اس قدرت سے خالی پانا اگرچہ بعض متاخرین علما قدرتِ موثرہ کو بندہ کے لئے بھی فی الجملہ ثابت کرتے ہیں اور اُن کی توحید لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ ہے مگر مذاہب اصح وہی ہے کہ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ اور صوفیہ جس طرح کہ فعل و قدرت کو منسوب بحق رکھتے ہیں۔ بقیہ ساتوں صفاتِ الٰہیہ یعنی علم و سمع و بصر و حیات و ارادہ و کلام کو بھی حق کی طرف منسوب کرتے ہیں +

قدسیہ ۔اکثر محققین کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر ایمان تحقیقی لائے تو پھر اُن کا ایمان کبھی رد نہیں ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایمان لانے کے بعد مردود ہو گیا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا ایمان ایمانِ تحقیقی نہ تھا۔ بلکہ تقلیدی کی حد تک تھا۔ شافعیہ کے مقولہ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

تعالیٰ کا یہی مطلب بعض علما نے بیان کیا ہے +

قدسیہ۔ مراقبہ کی حقیقت انتظار ہے اور انتظار طلب میں صفائی مقصود ہوتی ہے اس حالت میں کہ طالب اسی قوت اور طاقت سے نکل گیا ہو اور خدائے جل شانہ کے لقا کا مشتاق اور اسی کی خواہش میں مستغرق ہو اور قوت کی دید کو کشش کا غبار ہے۔ اور حق تعالیٰ کا انتظار کرنا حق کی کشش ہے۔ ایسا مراقبہ سوائے منتہی یا قریب الانتہا شخص کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے ابو الجناب نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن دس اصلوں میں سے جن میں موت بالارادہ کو بیان کیا ہے اس مراقبہ کو نویں اصل قرار دیا ہے لیکن بتدی عاشق کو منتہی کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو اپنی طاقت اور قوت کی دید سے نکال کر انتظار میں رہنا چاہیئے وہ تمام مراقبات جو مطلوب کو مثالوں اور خیال کی شکل میں مقید کر کے پیش کرتے ہیں۔ اس مراقبہ سے کم درجہ کے ہیں ؎

ہر چہ پیش تو بیش ازاں رہ نیست ‌ ‌ ‌ ‌ عافیت فہم تست اللہ نیست

ترجمہ ؎ جو کچھ کہ تم دیکھ رہے ہو اور اس سے آگے کوئی راستہ نہیں وہ تمہاری سمجھ کی بموجب ہے وہ خدا نہیں ہے +

قدسیہ۔ عین الیقین ذات حق سبحانہ سے یہ مراد ہے۔ کہ ذات حق کا پردہ اسماء وصفات میں علم حضوری حاصل ہو جائے۔ اور حق الیقین سے یہ مراد ہے کہ یہ جان لیں کہ علم عین الیقین علم حضوری ہے۔ اور عالم عین معدوم ہے۔ تجلی صوری مقام کمال توحید میں پہنچنے سے پہلے داخل عین الیقین نہیں ہے۔ کیونکہ ادراک میں جو کچھ آ سکتا ہے وہ صورت سے زیادہ نہیں ہے۔ اس علم کے ساتھ کہ وہ صورت مدرکہ علم حق سبحانہٗ کی ہے اسی طرح تجلی معنوی بھی داخل توحید نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حاضر مدرکہ صورت علمیہ معلومات حق سبحانہٗ تعالیٰ سے ہے۔ لیکن مقام کمال توحید پر پہنچنے کے بعد تجلیات مذکورہ داخل عین الیقین اور داخل حق الیقین ہیں۔ بلکہ اس مقام میں سوائے تجلی ذاتی کے اور کوئی تجلی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں سوائے احدیت مجردہ کے اور کچھ نہیں رہا۔ اے موحد کامل صاحب ذوق یہ کچھ اسرار یعنی فرق تجلی ذاتی اور تجلی معنوی کے مابین ہم نے بیان کیا۔ اس سے آگاہ رہو اگرچہ تجلی معنوی بھی پردہ اسماء وصفات میں ہے۔ الحاصل جو چیز کہ ادراک میں آ سکتی ہے وہ تجلی اس کی طرف منسوب ہے۔ پس ان اسرار کو خوب سمجھو

قدسیہ۔ توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ بیہودہ ادبی ہے بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب مشروع یعنی کتابت وغیرہ فنون کو اختیار کریں

اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔ کیونکہ سبب مثل دروازہ کے ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسبّب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس اس حالت میں اگر کوئی شخص دروازہ کو بہ امید پر بند کرلے کہ اوپر سے اُس کا رزق آجائیگا۔ اُس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ بے ادبی کی۔ کیونکہ یہ دروازہ اسی کا بنایا ہوا تھا۔ پس کھلے ہوئے دروازہ کو بند نہیں کرنا چاہیئے اور خدا پر سونپ دینا چاہیئے۔ چاہے وہ دروازہ سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے۔ اُس کا اختیار ہے +

قدسیہ تمام مشائخین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کے طریقوں میں طریقہ علیہ احرار یہ نقشبندیہ زیادہ تر قریب اور اعلےٰ ہے اُن کی پہلی داخلی ادراک بسیط میں ہوتی ہے۔ جو جہتِ خلق پر جہت حق کے غلبہ اور تجلّی انوارِ ذات اور وجہ خاص کے ظہور کا مقام ہے اس کی ابتدائی حالت کو جو کہ ادراکاتِ مرکب کی مغلوبیت اور صبح سعادت کے آغاز کا ظہور ہے حضور اور آگاہی کہتے ہیں۔ اور جب غلباتِ کشش اور انجذاب اور ادراکات کے درمیان سے سالک رختِ ہستی اُٹھا لیتا ہے۔ بلکہ اُس کو صفتِ آگاہی کا بھی شعور باقی نہیں رہتا ہے۔ تو اس حالت کو فنا اور فناء الفنا کہتے ہیں۔ اس نسبت کے تواتر کو وجود عدم کہتے ہیں۔ بلکہ اس نسبت متواترہ کے ظہور کو ایک بڑے مرتبہ کی چیز خیال کیا جاتا ہے ؎

وصلِ عدم گر توانی کرد کار مردانِ مرد تانی کرد

ترجمہ ؎ وصلِ اعدام اگر تم کو حاصل ہو جائے۔ تو بڑی جوانمردی ہے +

اسی وجہ سے اس حالت کے ظہور کے وقت کہا جاتا ہے کہ وجود عدم جود فنا تک موصل ہو گیا۔ غالباً اس فنا میں صفات بشریت کی فنا مراد لیگئی ہے۔ پس جب حق سبحانہ محض اپنی عنایت سے ایسا نور عطا فرمائے جس کے پرتو میں اُس نور کا مطالعہ ہو سکے (کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری ایک پرتو اوصافِ ذاتِ الٰہی کا ہے) تو اُس وقت سالک فناءِ حقیقی سے مشرف ہو جائیگا۔ نہ اُس کا نام باقی رہیگا اور نہ نشان اُس وقت جو کچھ اُس کی طرف منسوب ہو۔ وہ سب اصل کی طرف پہنچے گا۔ یہ مقام مقام بقا باللہ ہے۔ اور اس وجود کو وجود فنا کہتے ہیں +

اکابرِ طریقت قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ وجود فنا وجود بشریت کی طرف

عود نہیں کر سکتا یعنی اس امر پر عادت اللہ جاری ہے کہ سالک فانی اپنے اوصاف کی طرف رد نہیں کیا جاتا۔ اسی منزل میں ناقصوں کی تکمیل حوالہ ہوتی ہے۔ اس کشف کو کشف غلبہ کہتے ہیں۔ اور تجلّیِ ذاتی اور شہودِ ذاتی اور یاد داشت کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ[1] کا حقیقی مطلب اسی مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور دیدارِ اخروی کو بھی اسی منزل میں ثابت کیا جاتا ہے۔ اور فرق احسان اور دید میں ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ صاحب جمال کا بوقت صبح اور بوقت اشراق مشاہدہ کرنے میں ہوتا ہے +

اکابر طریق قدس اللہ اسرارہم نے کہا ہے کہ اگرچہ انکشاف ذاتی بصیرت کی صفت ہے۔ بصر کی نہیں ہے۔ مگر چونکہ حق سبحانہٗ نے خبر دی ہے کہ ۳ پارہ چشم کو بھی اس دید میں دخل ہو گا۔ اس لیے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر حق تعالٰے یہ فرماتا کہ ہم اپنے دیدار میں تمہاری پیشانی کو دخل دینگے تو ہم اُس پر بھی ایمان لے آتے۔ مَا نَظَرْتُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ اَوْ قَبْلَهٗ اَوْ مَعَهٗ[2] کے شہود کا اس طائفہ کے اصول کی اطلاع یابی سے پہلے اور اس کی تصدیق سے قبل کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ اور اس شہود کو معائنہ نہیں کہتے ہیں۔ جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے۔ ان بزرگوں کی زیادہ تر کوشش کشفِ غلبہ میں ہوتی ہے۔ اس نسبت کے غلبات میں نسبتِ کثرتِ صفاتیہ بھی اُس کی نظر سے محو ہو جاتی ہے۔ وہ فعل اور صفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ اور عرصہ وجود میں سوائے ایک ذات بحت کے ان کی نظر میں اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ یہ مقام انبیا اور اولیا کی انتہا کا ہے۔ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَلَیْسَ وَرَاءَ الْعَبَّادَانِ قَرْیَةٌ۔ بے شک آپکے رب کی طرف انتہا ہے۔ اور عبادان سے آگے کوئی گاؤں نہیں ہے +

قدسیہ۔ قطع علائق سے مراد یہ ہے کہ دل دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں سے رہا ہو جائے۔ اور تمام احوال اور مشاہدات سے یکسوئی اور بے نیازی ہو جائے۔ اور کشش و قلق دائمی احدیت کی طرف پیدا ہو +

---

[1] اپنے خدا کی ایسی عبادت کر گویا کہ تو اُس کو دیکھ رہا ہے +

[2] جب کسی چیز کو میں دیکھتا ہوں اللہ تعالٰے اس میں یا اس سے پہلے یا اس کے بعد دیکھتا ہوں +

قدسیہ۔ حرکت قلبی جب موافق حرکت دوری کے ہو جائے تو سمع دل یا سمع خیال سے کلمۂ اللہ مسموع ہوتا ہے۔ اس سے مراد گوشت پارۂ صنوبری کا ذکر ہے۔ اس کو ذکر قلبی بھی کہتے ہیں۔ مگر یہ ذکر اعتبار سے باہر ہے۔ ذکر قلبی سے مراد جناب حق سبحانہٗ کی حضوری اور اُس کا شہود ہے۔ اور جب یہ بات حاصل ہو جائے اور دل اغیار کے خطروں سے رہائی پائے تو ذکر کو چھوڑ کر اس حالت کی محافظت کرنی چاہیئے۔ جب اس میں کمی پیدا ہو تو ذکر کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ شہود کی یہ دولت قائم ہو جائے۔ تو اُس وقت اِس دولت کے ساتھ ذکر کو جمع کرکے الطافِ بے نہایتِ الٰہی کا منتظر رہے اس کے بعد بیہ منازل ہے نہ قال ؛

کرامت۔ کہتے ہیں کہ ایک جوان خراسانی مدتوں سے مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کا مجاور رہا ہوا تھا۔ اور حضرت کی روحانیت سے ہمیشہ التماس کیا کرتا تھا۔ کہ مرشدِ کامل و مکمل کا پتہ بتلائیے۔ تاکہ وہ اس کی خدمت میں پہنچکر کسبِ کمال کرے۔ ایک رات حضرت قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ نے اس کو واقعہ میں فرمایا کہ ان دنوں ایک بزرگ سلسلہ نقشبندیہ کے شہر دہلی میں آئے ہوئے ہیں تم اُن کی خدمت میں جا۔ جب بیدار ہوا۔ تو حضرت کی خدمت میں آیا اور رات کے واقعہ کو آپ سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے جیسی آپکی عادت تھی۔ نہایت تواضع اور انکسار سے فرمایا کہ فقیر اپنے آپ کو اس ارشاد کا اہل نہیں سمجھتا ہے۔ وہ بزرگ کوئی اور ہونگے وہ شخص اپنے مکان کو واپس چلا گیا دوسری شب میں پھر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ اس پر ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ جس بزرگ کا ہم نے پتہ بتا دیا ہے۔ وہ وہی ہیں جن کی خدمت میں تم گئے تھے اور اُن کے انکسار کو تم نے دیکھا۔ پھر وہ شخص دوسرے روز حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا۔ اور واقعہ شب گذشتہ کو عرض کیا۔ اور التجا و نیازمندی بجالایا۔ اور کہا کہ میں اب آپ کے آستانہ سے نہیں اُٹھونگا۔ چاہے آپ قبول کریں یا نہ کریں ؎

تو خواہی آستیں افشاں خواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

آپ چاہے آستین لٹکائیں یا سمیٹ لیں۔ مکھی کسی طرح حلوائی کی دکان سے نہ جائیگی ؛
حضرت قدس سرہٗ کو اُس کی حالت پر رحم آیا اور اس کو قبول کی بشارت دی

اور وہ تھوڑی ہی مدت میں حضرت کی خدمت میں مرتبۂ کمال کو پہنچ گیا۔

کرامت - حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی اور کرامتوں میں سے ایک بہت بڑی کرامت یہ بھی ہے۔ کہ حضرت تین چار سال سے زیادہ ہدایت اور ارشاد میں مشغول نہیں ہوئے۔ مگر اس تھوڑی سی مدت میں بندگانِ خدا میں آپ نے ایسا تصرف کیا کہ اکثر مشائخ وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے تلقین پائی اور آپ کے انوار اور برکات تمام روئے زمین میں سرایت کر گئے کہ جہاں کہیں جو کوئی طالب خدا تھا وہ آپ کی خدمت میں دوڑا چلا آیا۔ اس تھوڑی مدت میں ہندوستان سمرقند ہوگیا۔ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ احراریہ جو ہندوستان میں عنقا کا وجود رکھتا تھا۔ پوری طور سے مشہور ہوگیا۔ اور پھیل گیا۔

چو بادہ الست کہ از نشہ اش جہاں مست ست
زمانہ مست و زمیں مست آسماں مست ست

ترجمہ - مثل شراب کی کہ اس کے نشہ سے جہان مست ہے زمانہ مست اور زمین مست اور آسمان مست ہے۔

حضرت خواجہ کی ابتداء تشریف آوری دہلی کے وقت وہاں کے بعض مشائخ بزرگ نے حضرت کے ظہور سے غیرت کھائی یا اور بہت کچھ توجہات کئے۔ آخر اس سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور نفع کے عوض نقصان پایا۔ مجبوراً حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور مخلصانِ حقیقی میں شامل ہوگئے۔

کرامت - خواجہ برہان الدین حسیدی قدس سرہ نے اکابر وقت سے نسبتیں اور اجازتیں حاصل کی تھیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حصول فیض کی درخواست کی۔ حضرت نے ان کو رابطہ کے لئے حکم دیا۔ وہ متعجب ہوئے کہ یہ حکم مبتدیوں کے لئے مناسب حال ہے۔ اگر حضرت کچھ مراقبہ عالی کے لئے حکم دیں تو مناسب ہے۔ مگر چونکہ حضرت خواجہ سے اعتقاد درست رکھتے تھے۔ اس لئے رابطہ میں مشغول ہوگئے۔ دو دن نہیں گذرے تھے کہ حضرت خواجہ کی صورت نے جس کو وہ محفوظ رکھتے تھے اور حضرت نے اس کا حکم دیا تھا۔ ان پر غالب ہوئی۔ اور نسبت عظیم نے ان پر غلبہ کیا یہاں تک کہ ان پر سکر اور مستی کا غلبہ اس درجہ ہوگیا کہ باوجود تمکین اور رسوخ کے

اور گرسنگی کے اس حال میں اختیار سے نکل گئے اور اُن کا ذکر زمین سے اوپر اچھلتا تھا اور اپنے آپ کو دیواروں اور درختوں سے دے دے مارتے تھے۔ حالانکہ جوانانِ قوی ہیکل آپ کو اس حالت میں سنبھالتے تھے مگر آپ اُن کے اختیار میں نہیں آتے تھے۔

کرامت۔ نقل ہے کہ ایک دن خطیب صاحب منبر پر تھے۔ اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ منبر کے سامنے تشریف فرما تھے اتفاقاً خطیب صاحب کی نگاہ آپ کے جمال مبارک پر پڑی۔ اسی وقت اُن کے اعضا میں لرزہ پڑ گیا اور اس حالت کا اُن پر ایسا غلبہ ہوا کہ طاقتِ گویائی کی باقی نہ رہی اور بے اختیار ہو کر منبر سے زمین پر گر پڑا۔

کرامت۔ ماہ رمضان المبارک میں ایک دفعہ سحر کے وقت ہمارے حضرت مجددالف ثانی قدس سرہ العزیز نے خادم کے ہاتھ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں فالودہ بھیجا۔ خادم نے سادہ لوحی سے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت خواجہ دروازہ پر تشریف فرما ہوئے اور فالوہ کا کٹورا خادم کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بابا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چونکہ تو ہمارے شیخ احمد کا خادم ہے اس لئے تو ہمارے ساتھ ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ محل میں تشریف لے گئے اور خادم واپس ہوا حضرت خواجہ کے دولتِ حضوری سے علیحدہ ہونے کے ساتھ اُس تصرف کی وجہ سے جو حضرت نے اثناءِ کلام میں اُس پر کیا تھا۔ ایک نسبت اُس پر غالب ہوئی اور رونا دفریاد و آہ و نعرہ و فغان کرتے ہوئے گرتے پڑتے ہمارے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔ وہ اسی مستی اور آشفتگی کی حالت میں کہتا تھا کہ میں ہر جگہ ہر چیز میں ایک نور بے رنگ بے نہایت دیکھتا ہوں جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ ہمارے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یقیناً حضرت خواجہ سے یہ حال مقابل ہوا ہے۔ کیونکہ اُس آفتاب عالمتاب کے تقابل سے اِس ذرہ ایک پرتو پڑا ہے دوسرے روز آپ نے شب کا قصہ حضرت خواجہ کی خدمت عرض کیا۔ حضرت نے مسکرا کر ٹال دیا۔

کرامت۔ سنا گیا ہے۔ کہ ایک فوجی افسر ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ملاقات کیلئے آیا۔ اُس کا نوکر اس کے گھوڑے کو لئے ہوئے دروازہ پر کھڑا تھا۔ کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ استنجے کے لئے باہر تشریف لائے اتفاقاً اُس ولایت پناہ کی نگاہ بیچارے سائیس پر پڑ گئی۔ بیخودی اور جذبہ اُس پر غالب ہوا اور گریہ و زاری شروع کی اور بے اختیار

خاک پر لوٹنے اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگا۔ آخر عصر سے شب کا ایک حصہ گذرنے تک اُس کی وہی حالت بے قراری رہی پھر اُس کا جنون بڑھا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور اُسی حالت میں جنگل کی طرف دوڑتا ہوا نہ معلوم کہ کہاں چلا گیا۔ اس کے بعد نہ اُس کا کہیں کچھ پتہ چلا اور نہ کسی نے اُس کی کچھ خبر دی +

کرامت۔ سیدی و سندی میر محمد نعمان سلمہ اللہ الرحمٰن اس مؤلف حقیر سے تذکرہ فرماتے تھے کہ اُن کی لڑکی کی ایک اناتھی اُنہوں نے اس کو ہر چند ہدایت کی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی مرید ہو جائے مگر وہ ہمیشہ انکار ہی کرتی رہی۔ ایک روز وہ کسی تقریب سے لڑکی کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لیگئی۔ اُنہوں نے اس عاجز کی لڑکی کو گود میں لے لیا۔ اور اس کے حال پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ اُس نے حضرت کی ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ مارا اور اُس کا ایک بال اُس کے ہاتھ میں آگیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میر محمد نعمان کی لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے۔ عجیب نظر دور بین تھی کہ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ نے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اور حضرت کا وہ موئے مبارک آج تک ہمارے گھر میں بطور یادگار رکھے باقی ہے ؎

مرا از زلفِ تو موئے بسند است　　فضولی مے کنم بوئے بسند است

ترجمہ۔ مجھ کو آپ کی زلف کا ایک بال کافی ہے۔ یہ بھی زیادہ سی بات ہے صرف اُسکی بُو ہی کافی ہے +

جب وہ انا گھر واپس آئی تو تھوڑی دیر کے بعد اُس پر بیخودی اور جذبات کے آثار نمودار ہونے شروع ہوگئے۔ بیتاب و بے قرار ہونے لگی۔ ہاتھ پاؤں مارتی تھی آخر کار بیخودی نے غلبہ کیا اور ایک چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی۔ اُس کے بائیں پہلو میں دل کی حرکت اس زور سے جاری ہوگئی کہ سب حاضرین بخوبی اس کا معائنہ کرتے تھے۔ ایک مدت کے بعد جب اس کو ہوش آیا۔ تو ہم نے اُس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا حالت گذری اور تو نے اس حال میں کیا دیکھا۔ اُس نے کہا کہ حضرت خواجہ وقتاً فوقتاً عجیب و غریب ہیبت ناک شکلوں میں نمودار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ میں بے ہوش ہوگئی۔ اس کے سوا اور میں کچھ نہیں جانتی ہاں یہ جانتی ہوں کہ میرا دل ذاکر ہوگیا ہے +

حضرت میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ہم نے اُس کا حال حضرت خواجہ سے عرض کیا

آپ نے تبسم فرمایا اور اُس کو طلب کر کے ذکر کی تعلیم دی۔ آج کل یہ عورت فیروز آباد دہلی میں صاحب حال عورتوں میں سے ہے ✦

کرامت ۔ حضرت میر صاحب موصوف نے فقیر سے یہ بھی بیان کیا کہ چند روز تک بعض واردات اور سوانح سُکریہ برخلاف شریعت حنفیہ مجھ پر غالب ہوئے میں نے ہر چند اپنی توجہ سے اُن کو دفع کرنا چاہا۔ مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ مجبوراً حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں مسجد میں پہنچا تو جماعت تیار تھی۔ مگر ابھی تکبیر تحریمہ نہیں باندھی گئی تھی۔ میں بھی صف کے ایک طرف کھڑا ہو گیا اور حضرت خواجہ صف کی دوسری طرف تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس قبلۂ حقیقی کے جمالِ مبارک پر نظر کر کے تحریمہ باندھوں۔ اتفاقاً میری نظر آپ پر اور آپ کی نظر مجھ پر ایک ساتھ پڑی پس حضرت کی نظر مبارک سے وہ حالت جس کے زائل ہونے کا میں ارادہ کر رہا تھا فوراً زائل ہو گئی ✦

کرامت ۔ حضرت میر صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مرضِ وفات میں حضرت کی تیمارداری اور خدمتگاری ایک رات باری باری مجھ کو بھی پہنچی اُسی رات کو حضرت نے ایک نظر مجھ پر ڈالی اور ایک توجہ کی کہ اس کے اثر سے مجھ پر یہ حال غالب ہوا کہ جو کام مجھ سے صادر ہوتا تھا اُس کی بابت یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ آیا یہ کام حق تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہر حرکت اور سکون اور قدم اٹھانے میں میرا یہی خیال قائم ہو گیا۔ اس کا راز جو مرضِ وفات میں حضرت نے مجھ کو بتایا تھا۔ یہ تھا کہ حضرت نے اپنے زمانۂ انتقال میں اپنے تسلیم اور رضا کے دریا بے پایاں سے ایک موج اور اُس محیط بیکران سے ایک قطرہ اس تشنہ جان کو پہنچا دیا تھا ✦

کرامت ۔ ایک روز ایک درویش صاحب حال و کشف نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ میں آج کل اپنے کام میں بندش اور اپنے باطن میں ظلمت دیکھتا ہوں معلوم نہیں کہ کس گناہ کے سبب سے مجھ سے مواخذہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اس بارہ میں توجہ فرمائی اور فرمایا کہ لقمۂ طعام میں احتیاط ترک ہو گئی ہے اُس نے عرض کیا کہ لقمہ وہی ہے جو ہمیشہ سے تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بخوبی تلاش اور جستجو کرو اس کے سوا اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ یقیناً اُس کے کسی جزو میں فتور واقع ہوا

ہے۔ جب اچھی طرح جستجو کی گئی تو معلوم ہوا کہ کھانا پکانے میں جو لکڑی دیگ کے نیچے جلائی جاتی ہے اُس میں بے احتیاطی ہو گئی تھی ؛

کرامت۔ ایک روز ایک درویش صاحب حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کی نماز باجماعت میں حاضر ہوئے موسم جاڑے کا تھا اور اُن کے پاس لحاف نہ تھا اِس لئے اُن کے دل میں خیال گذرا کہ اگر حضرت خواجہ مجھ کو لحاف عطا فرمائیں تو بہتر ہے۔ حضرت خواجہ نے سلام پھیرنے کے بعد فی الفور فرمایا کہ اس درویش کو لحاف دو۔ وہ درویش کہتا تھا کہ اس روز سے میں ہمیشہ خوف زدہ رہا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی خطرہ جس سے حضرت کو ملال پہنچے میرے دل میں گذرے۔ فی الحقیقت آنحضرت قدس سرّہٗ کا طریقہ بھی تھا کہ مجلس شریف میں اگر کوئی خطرہ گزرتا تو فوراً آپ کے باطن پر ظاہر ہو جاتا۔ آپ کا باطن لطیف مانند آئینہ کے تھا کہ سانس لینے کی گنجائش نہ تھی۔ اسی لئے حضرت خواجہ دو تو طرف اپنے مخلص احباب کو کھڑا کرتے تھے کیونکہ اگر کوئی بیگانہ آجاتا تو فوراً اُس کی غفلت اور نقصان یا اس کے خطرات حضرت کے آئینہ باطن میں منعکس ہو جاتے تھے ؛

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کے ایک ہم جلیس نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت خواجہ ہندوستان سے ماوراء النہر جانے سے پہلے لاہور میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے ایک مسجد میں تشریف لیگئے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اثنائے نماز فرض میں حضرت کے سینۂ بے کینہ سے ایک آواز نہایت مہیب ظاہر ہوئی جس سے سب نمازی متحیر ہوئے۔ حضرت خواجہ قدس سرّہٗ فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد نہایت عجلت کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے تاکہ یہ راز مخفی رہ جائے اِس کے بعد آپ نماز کیلئے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ بلکہ اپنی قیام گاہ پر دو تین محرمانِ راز کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے ؛

اُنہی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ مکان مذکورہ میں جو دو تین شخصوں کے ساتھ حضرت خواجہ نماز ادا فرماتے تھے میں بھی اُن میں تھا ایک روز اثنائے نماز میں میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کا مُنہ جس طرح قبلہ کی طرف تھا اُسی طرح ہماری طرف بھی ہے اور آپ ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ اِس حال کے دیکھنے سے میرے باطن میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ اور اُسی حالت میں میں نے نماز ختم کی اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا حضرت سے عرض کیا ارشاد فرمایا۔ کہ

اِن اسرار کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرو۔

قدسیہ ۔ ارباب بصیرت کے قلوب پر پوشیدہ ومخفی نہ رہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ سے ان عجیب وغریب کرامتوں کا ظاہر ہونا آنحضرت کے تکمیل کی دلیل ہے بسبب اتباع سنیہ مرضیہ نبویہ کے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کیونکہ آں سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے مروی ہے کہ اثنائے نماز میں سینۂ بے کینہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے جوش وخروش ایک میل تک مسموع ہوتا تھا۔

نیز روایت کرتے ہیں کہ حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ پشت سے بھی ایسا ہی ملاحظہ فرماتے تھے جس طرح کہ سامنے سے لیکن حضرت سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وقت یہی حال تھا اور حضرت خواجہ کو چونکہ اپنے وقت کے قطب تھے اور قطب کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ وہ قدم بقدم حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتا ہے۔ پس آپ کو ادائے فرض کے وقت جو مومن کی معراج ہے یہ حال حاصل ہوا۔ یہ امر مسلم ہے کہ تابع کامل کو متبوع کے تمام کمالات سے حصہ ملتا ہے۔

کرامت ۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے دست مبارک میں آئینہ لئے ہوئے تھے۔ اور ایک کو ازواج مطہرات سے فرمایا کہ آؤ ہم تم ملکر آئینہ میں دیکھیں وہ عفیفہ فرماتی ہیں کہ میں نے آئینہ میں آپ کو پیر سفید ریش دیکھا۔ مجھ پر خوف پیدا ہوا۔ اور میں لرزنے لگی۔ اور میں نے کہا کہ مجھے ایسی چیزیں نہ دکھایئے مجھ میں ان باتوں کے دیکھنے کی تاب طاقت نہیں ہے۔ آپ مسکرائے اور خود کو اپنی اصلی شکل میں کہ آپکی ریش مبارک سیاہ تھی دکھلایا۔

کرامت ۔ ایک عزیز اکابر وفضلاء کبیر السن میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں نمازِ جماعت میں حاضر ہوا۔ اس جماعت میں حضرت خواجہ قدس سرہ بھی تھے۔ پہلی صف میں جگہ باقی تھی مگر حضرت خواجہ کے پہلو میں درویشوں نے ادب کی وجہ سے کچھ جگہ خالی چھوڑ دی تھی۔ چونکہ مجھ کو حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے اعتقاد تھا اور آپ کو میں آپ کی کم سنی کے زمانہ میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے ادب کا خیال نہ ہوا اور میں اس باقی ماندہ جگہ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ اس کو عظمت کا دبدبہ مجھ پر غالب ہونا شروع ہوا۔ میں اپنے آپکو اس حالت سے بے اختیار ہو کر روکے ہا تھا

مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو نوبت یہ پہنچی کہ اگر میں ایک قدم پیچھے اور ہٹتا تو چبوترہ سے نیچے زمین پر گر پڑتا۔ آخر کار میں خبردار ہوا اور اس حال کے مشاہدہ سے آپ کے مخلصانِ حقیقی میں شامل ہوا +

کرامت۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میں بانجھ ہوں۔ اس لئے میرا شوہر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور بہت رنج اور بے قراری کا اظہار کیا۔ حضرت عصمت پناہ اس کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لائیں اور اُس کی خواہش بیان کی۔ اتفاقاً اُس وقت حضرت خواجہ معجون فلاسفہ نوش فرما رہے تھے۔ اور چھُری سے کچھ حصہ معجون کا آپ نے تناول فرما لیا تھا۔ اور کچھ اُس پر باقی تھا۔ فرمایا کہ بالفعل مادۂ الحیات حاضر ہے اِس کو کھالے اور اپنے شوہر کے ساتھ بسر کرے۔ امید ہے کہ حاملہ ہو جائیگی۔ ولی نعمت نے مادۂ الحیات کو آنحضرت کے ہاتھ سے لیکر اُس زنِ عقیمہ کو دیا۔ اُس نے درستی اعتقاد اور عقیدۂ کامل کے ساتھ اُس کو کھایا اور وہ رات اپنے شوہر کے ساتھ بسر کی۔ حضرت خواجہ کے نفس نفیس کی برکت سے وہ عقیمہ عورت اسی رات حاملہ ہو گئی۔ اور اُس کا شوہر دوسرے نکاح کے ارادہ سے باز آگیا +

کرامت۔ ایک دن حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کے گھوڑے کے سائیس کا لڑکا حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ میرے باپ کے پیٹ میں ایسا درد ہے کہ وہ قریب المرگ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس نے بے زبان (گھوڑے) کا حق لے لیا ہے۔ اگر وہ اُسے واپس دیدے تو اُس کو صحت ہو جائیگی۔ لڑکے نے اپنے باپ کے پاس جاکر حضرت خواجہ کا کلام نقل کیا۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہی ہے جو حضرت نے فرمائی ہیں نے کچھ روغن اور دانہ آج لے لیا تھا۔ اُس نے اُسے واپس دیا اُسی وقت اُسے صحت ہو گئی +

کرامت۔ سلسلہ چشتیہ کے ایک شیخ زادہ صاحب نے حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا تھا۔ اور وہ حضرت ہی کی خدمت میں بسر کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً اُن کو سخت بیماری عارض ہوئی جس سے قریب بہ ہلاکت ہو گئے اور لوگوں نے اُن کی زندگی سے ہاتھ دھو لئے۔ اور مایوس ہو گئے۔ بعض اصحابِ حقیقت نے

ان کی شدتِ مرض کی کیفیت حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ اُن کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اس طریقہ کو ترک کرکے اپنے بزرگوں کی نسبت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اپنے آبائی سلسلہ کو اختیار کرنا چاہیئے اُن کا یہ خیال ہم پر ظاہر ہوُا اور ہمارے دل کو رنج گزرا اور غیرت پیدا ہوئی۔ اِسی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوُا ہے۔ اُن سے کہو کہ اس خیال سے توبہ کریں تاکہ اِس ہلاکت سے رہائی پائیں۔ لوگوں نے یہ قصہ اُن سے بیان کیا اور اس سرگذشت سے خبر دی۔ اُنہوں نے کہا کہ واقعہ یہی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے مجھ کو خیال ہوُا تھا کہ طریقۂ حضرت خواجہ کو ترک کرکے نسبت آبائی اختیار کروں۔ پھر اُنھوں نے اس سے توبہ اور معذرت کی فوراً اُن کا مرض صحت سے مُبدل ہوگیا۔

کرامت۔ ایک روز آپ کا ایک مرید حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور اور عرض کیا کہ اُن کی بیوی سخت بیمار ہے اور حسِ حرکت سے عاجز ہوگئی ہے۔ زندگی کی امید باقی نہیں رہی۔ ہماری تمنا ہے حضرت اس کے حال پر توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم اپنے مکان میں جاؤ۔ اور ایک چادر اپنی بی بی کو اُڑھا دو۔ مرید صاحب مکان میں گئے اور ایک چادر اس بیمار عورت کو اُڑھا دی۔ حضرت خواجہ اُن کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور اس فرشِ بیمار کے پاس تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ اور دفعِ مرض کے لئے اُس پر توجہ کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کو صحت ہوگئی۔ پھر آپ باہر تشریف لے آئے۔ اور وہ صاحب حضرت کی متابعت کیلئے اپنے دروازہ تک باہر آئے۔ حضرت نے اُن کو رخصت فرمایا وہ اپنے گھر واپس آئے۔ تو دیکھا کہ اُن کی بیوی صحیح اور تندرست بیٹھی ہوئی ہے اور مرض کا کوئی اثر اس پر نہیں رہا۔

کرامت۔ ایک دفعہ حضرت کے ایک ہمسایہ پر نائب حاکم نے دستِ تظلم دراز کیا اور اُس کو گھر سے نکال دینا چاہا۔ یہ واقعہ حضرت خواجہ تک پہنچا۔ حضرت غضبناک ہوکر نکلے اور اس ظالم سے فرمایا کہ اس محلہ میں فقراء رہتے ہیں۔ جب تک ہو سکے درگذر کرو۔ وہ اس ظلم سے باز نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرات خواجگان بہت عزت مند ہیں۔ صرف تیری جان ہی نہیں بلکہ بہت سی جانیں برباد ہوجائینگی۔ دو تین روز نہ گذرے تھے۔ کہ وہ ظالم چوری کی علت میں گرفتار ہوُا۔ اور خویش اقربا کے ساتھ قتل کیا گیا۔

کرامت۔ جس زمانہ میں حقائق آگاہ خواجہ حسام الدین احمد ترک حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں مشغول بطریقت تھے۔ ابو الفضل نامی ایک لڑکا آپ سے قرابت دامادی کی رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ آپکے کاموں میں مزاحم ہوتا اور فقر سے غنا کی طرف آپ کو کھینچتا۔ خواجہ نے اس ابوجہل وقت دشمن دین احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا رسانی کو حضرت خواجہ سے عرض کیا اور اپنی دلتنگی کا اظہار کیا حضرت نے فرمایا کہ اطمینان رکھو اس ملحد دین کا کام چند روز میں برہم جائیگا۔ پس جس طرح کہ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ اور وہ انہیں دنوں میں مقتول اور مخذول ہوا۔ اسکی تاریخ قتل یہ کہی گئی ہے مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

ترجمہ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ کی تلوار نے باغی کا سر کاٹ لیا۔

کرامت۔ دہلی کے ایک عالم شیخ چاند بعمر ۵۰ سال نے ایک باکرہ لڑکی سے شادی کی کامل ایک سال تک وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔ اس ندامت اور ذلت کی وجہ سے اُن کا ارادہ تھا کہ دہلی سے چلے جائیں۔ اور ایسے گم ہو جائیں کہ کسی کو اُن کا پتہ نہ ملے۔ اُن کا یہ ارادہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی سمع شریف تک پہنچا۔ اور آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ ایک روز حضرت سوار ہو کر تشریف لیجا رہے تھے۔ اثناءِ راہ میں اُن سے ملاقات ہوئی چونکہ وہ عالم تھے اس لئے حضرت خواجہ ان کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اُتر گئے۔ انھوں نے بہت نیازمندی کی اور حضرت کے پیروں پر گر پڑے حضرت نے اُن کو اُٹھا کر بغل میں لے لیا۔ اور دو تین بار اپنا سینہ اُن کے سینہ سے ملا کر اپنے جسم سے ملا لیا۔ اس اثنا میں اُن کے کان میں آہستہ فرمایا کہ آج اپنی اہلیہ کے ساتھ بسر کرو۔ ضرور اُس پر قادر ہو گے۔ اُن مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب میں حضرت خواجہ کی خدمت سے جدا ہوا اُسی وقت سے اپنے اندر ایک عجیب قوت محسوس پائی جس کا بیان بے حیائی ہے۔ الحاصل اُس رات کو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بسر کی اور حضرت خواجہ کی توجہ اور آپکے اثر نفیس سے میں قادر ہوا۔ اور پھر اُس سے اولاد ہوئی۔

کرامت۔ ایک درویش نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مریدوں سے تھا ایک جماعت سے

کہا کہ حضرت خواجہ سے میرے حال پر خاص توجہ کرنے کے لئے عرض کرو۔ اُن صاحب نے اُس کی استدعا حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچایا حضرت نے فرمایا کہ اُس کا حصہ ہمارے پاس بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ اُن صاحب نے اُس درویش سے جو کچھ کہ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ بیان کر دیا۔ درویش نے اس ارشاد کو سُننے کے ساتھ ہی اپنا گریبان چاک کیا اور خاک سر پر ڈالی اور گریان و بریان فریاد کرتا ہوا نعرہ مارتا ہوا گرتا پڑتا آستانۂ عرش نشان پر پہنچا۔ بے طاقتی کی وجہ سے راستہ میں متعدد جگہ کیچڑ میں گرا دستار کہیں گری اور جوتے کہیں اسی طرح دیوانہ وار حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی مسجد میں پہنچا۔ جب اسکی نظر حضرت خواجہ پر پڑی تو نہایت اضطراب اور کمال پیچ و تاب کے ساتھ دوڑ کر دیوانہ کیطرح حضرت خواجہ کو بغل میں کھینچا۔ حضرت خواجہ اس سے اُسی وقت الگ ہوئے اور فرمایا کہ ہماری پیشانی پر نظر کر۔ اُس نے حضرت کی پیشانی مبارک پر نظر ڈالی اُسی وقت بیہوش ہوکر خاک پر گر پڑا۔ حضرت خواجہ اندر تشریف لیگئے۔ دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا تو لوگوں نے اُس سے اُس کی بے ہوشی کا راز دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی پیشانی انور میں مَیں نے جو کچھ دیکھا وہ بیان سے باہر ہے۔ اُس دیدار پر انوار کی تاب نہ ہوسکی۔ اور مَیں بے ہوش ہوگیا۔

کرامت ایک ضعیفہ کا جو حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے گھر کی ماماؤں میں سے تھی۔ تین چار سال لڑکا قلعۂ فیروز آباد کی دیوار پر سے گر پڑا۔ اُس دیوار کے نیچے پتھروں کا فرش تھا۔ اور اُس کی بلندی تقریباً چالیس گز تھی۔ لڑکے کی ناک اور کان کے سوراخوں سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ اور سانس منقطع ہوگیا۔ اُس کی ماں کو گریہ و زاری اور بے تابی اور بیقراری کی حالت میں سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نظر نہ آئی۔ کہ حضرت خواجہ کے قدم محترم پر سر رکھ کر اُس کی زندگی کے لئے عرض کرے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اتنی مضطرب کیوں ہو۔ ممکن ہے کہ نہ مرا ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ اُس لڑکے کو ہمارے حجرہ میں لے آؤ۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے بموجب عمل کیا گیا۔ حضرت بھی حجرہ میں تشریف لائے اور تھوڑی دیر توجہ فرمائی۔ آپ کی توجہ عیسےٰ دم سے اس لڑکے میں آثار حیات نمودار اور حس و حرکت پیدا ہوئی۔ حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اور کرامت کو پوشیدہ رکھنے کی غرض سے فرمایا کہ مَیں نے پہلے ہی کہا تھا کہ خانہ آباد وہ نہیں مرا ہوگا۔ چنانچہ وہ زندہ ہے صرف

اُس کے دل میں فہم معقہ آ گیا تھا +

بعضوں نے اس کرامت کو اِس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت نے طلب کی ایک کتاب طلب کی اور اُس کو کھول کر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا نہ مرے گا۔ سب حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ بات کس کتاب سے ظاہر ہوئی۔ ستر کرامت کے لئے حضرت نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اِس کے بعد آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اور توجہ پاک سے وہ لڑکا زندہ ہو گیا +

کرامت وفات فرمانے سے قبل حضرت نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ اس سال میری عمر چالیس سال کی ہو گئی ہے ایک واقعہ عظیم پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ اسی سال آپ نے وفات فرمائی +

کرامت۔ اسی زمانہ میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے کسی بزرگ کا انتقال ہونے والا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ شہر دہلی کے کنارے کوئی جگہ اختیار کرنی چاہئے۔ اور تعلقات کو ترک کر کے وہیں مدفون ہونا چاہئے۔ اس بارہ میں آپ نے بعض احباب کو استخارہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ استخارہ راست نہیں آیا۔ تو یہ ارادہ ترک فرما دیا گیا +

کرامت۔ اسی زمانہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ کہتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ جس غرض کے لئے تم کو لایا گیا تھا۔ وہ پوری ہو گئی۔ اب کوچ کرنا چاہئے +

کرامت۔ اسی زمانہ میں آپ نے ارشاد فرمایا یہ کہہ رہے ہیں کہ قطب زمانہ کی وفات ہو گئی۔ اور میں اُس وقت اپنے مرثیہ میں ایک قصیدہ بلیغ پڑھ رہا ہوں جس میں بڑی بڑی تعریفیں مندرج ہیں +

کرامت۔ جب ماہ جمادی الثانی کی پندرھویں یا اٹھارھویں یا بارھویں تاریخ علی حسب الروایات ہو گئی تو حضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیراہن پہنو۔ اس خواب کو بیان کر کے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن پیراہن ہی ہے +

کرامت۔ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ایک مخلص نے سفر کا ارادہ کیا

آپ نے اُن سے فرمایا کہ چند روز تک کہیں نہ جاؤ۔ ہمارا وقت آخر ہو گیا ہے اس ضعف
کی حالت میں آپ سے بہت کچھ دقائق علوم آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک
رات استغراق اور استہلاک کا آپ پر ایسا غلبہ ہوا کہ حاضرین نے اس کو نزع کی حالت
خیال کیا۔ بہت دیر کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اگر مرنے کے معنی
یہی ہیں تو کیا اچھی چیز ہے۔ جس سے افاقہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے ✤

بروز دوشنبہ ماہ مذکور کی پچیس ۲۵ کو آثار موت ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ اس حالت میں
ایک درویش کی زبان سے کلمۂ یَا اِلٰہُ الْعَالَمِیْن نکلا۔ آپ نے فوراً منہ پھیر کر اُسکی
طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ نام محبوب کے سننے کے
شوق میں بے اختیار متوجہ ہو گئے۔ اِس کلام سے چشم مبارک میں آنسو بھر آئے۔ جب تھوڑا
دن باقی رہ گیا تو آپ باآواز بلند اللہ اللہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور اُسی روز وفات
پائی روز یک شنبہ بست و ششم ماہ مذکور کو جس جگہ کہ آپ کے مریدوں کی رائے قرار پائی
آپ کی قبر کھودی گئی۔ جب جنازہ اُٹھایا گیا۔ تو آپکے درویشوں نے جو مصیبت اور پریشانی
کے سبب سے گریش ہو رہے تھے۔ بجائے اس جگہ کے کہ جہاں آپ کی قبر مبارک کھودی
گئی تھی دوسری جگہ جنازہ اُتارا۔ وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کسی وجہ سے
مریدوں کے ساتھ اُس جگہ تشریف لائے تھے۔ اور وہاں قیام کر کے وضو کر کے دو رکعت
نماز پڑھی تھی۔ اُس جگہ کی خاک اُڑ کر حضرت کے دامن مبارک پر پڑی۔ اس وقت زبانِ
الہام ترجمان سے یہ نکلا کہ اِس جگہ کی خاک ہماری دامنگیر ہو گئی ہے۔ پس مجبوراً اُسی جگہ
جو کہ جوارِ قدم گاہِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واقع ہے اُس بادشاہ
ہفت اقلیم ارشاد کو خزانہ کی طرح سونپ دیا گیا۔ اور ایک چبوترہ اونچا بنا کر اُس کو گھیر دیا
گیا ✤

اس بقعہ شریفہ کے گل و گلزار اور اشجار قطعہ بہشت ہونے کی خبر دیتے ہیں گویا
مقولہ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اسی مکان عالیشان کے بارہ میں وارد ہوا ہے۔
عام طور سے آپکے مزار شریف کی تبرکاً زیارت کی جاتی ہے۔ اکثر فضلا اور
عرفا نے اس صاحب کمال و اکمال کی تاریخ کہی ہے جن کا احصا اس مختصر کتاب میں ناممکن ہے
ایک فاضل نے آپ کی یہ تاریخ کہی ہے ؎

رفت از دنیئے شریعت مرشدِ اہلِ جہاں — آنکہ پوشش زبدۂ اربابِ معنی صورتش
کے توانم نطق زد اندر صفات و ذاتِ او — ہست سرتا پا ہمہ عالم گواہِ عظمتش

سرگروہِ نقشبندیہ بُد آمد زاں سبب
۱۰۱۲ھ
سرگروہِ نقشبندیہ حسابِ رحلتش

دوسرے فاضل نے یہ تاریخ لکھی ہے

دانی بدوست باقی بُود — وز خود ہمہ فانی آں صفت بُود
برخالقِ خویش جملگی عشق — برخلق تمام عاطفت بُود

گفتے شتہ دلم بسالِ فوتش
۱۰۱۲ھ
خوش گفت کہ "بحرِ معرفت بُود"

اس حقیر قلیل البضاعت نے آنحضرت قدس سرہٗ کی تاریخ رحلت اس طرح لکھی ہے

آں خواجہ کہ کاملِ شریعت بُود — دریائے معارفِ حقیقت بُود
۱۰۱۲ھ
دی ہاتف غیب گفت سالش باین — سلطانِ ممالکِ طریقت بُود

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے حالات کے تذکرہ کے بعد ہمارے حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ العزیز کا ذکر اولےٰ اور لائق تھا۔ کیونکہ اس کتاب حضرات القدس کی بنا صرف حضرت کے مناقب و مآثر و مقامات و کرامات کے ذکر پر ہے۔ اور تصنیف کتاب کا مقصود اصلی اور علتِ غائی آنحضرت کے مقامات کا بیان کرنا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت اور آپ کے خلفا کا ذکر طویل الذیل ہے۔ اس لئے اُس کے لئے ایک دفتر علیحدہ لکھا گیا ہے۔ اب ہم حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے فرزندوں کے اور آپ کے بعض اصحاب کے ذکر پر اس دفتر اول کو ختم کرتے ہیں۔

خواجہ عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اس قرۃ العین ولایت کی ولادت باسعادت غرہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری میں ہوئی۔ چونکہ ایک بزرگ نے اس نوبہار گلشن معرفت کی ولادت سے قبل ایک واقعہ میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ کو ایک صاحبزادہ بنام خواجہ عبید اللہ احرار ہوگا۔ اس لئے اسی اشارہ کی بنا پر آپ کا نام حضرت نے خواجہ عبید اللہ رکھا

اور آپ کو خواجہ کلاں بھی کہتے ہیں ؂

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ کی تاریخ ولادت اِس طرح فرمائی ہے ؂

درخانۂ کمترین عبادلامے ۔ شد بند گئے بزرگ نامے

این نام خجستہ ملکئے اد ۔ ان شاء اللہ شفیع من باد

او کردہ درسین خرابہ منزل ۔ روزے یکم ربیع الاول

بُد روز آخر آں یگانہ ۔ افتاد درسین سیاہ خانہ

طبعم غزلِ نشاطے گفت ۔ دیدم تا گہ بہار بشگفت

تاریخ شناس تیز بین مرد ۔ بشگفت بہار در خط آورد

ہمارے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ضعفِ بدن مجھ پر غالب ہو رہا ہے۔ اور امید حیات کم ہو رہی ہے۔ پس تم لڑکوں کے حالات سے خبر دار رہنا۔ پھر آپ نے دو نو مخدوم زادے خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ کو اپنے پاس طلب فرمایا اُس وقت دو نو صاحبزادے اپنی اناؤں کی گودوں میں تھے۔ آپ نے مجھ کو حکم دیا کہ اِن پر توجہ کرو۔ میں نے تواضع کی۔ حضرت نے مبالغہ فرمایا۔ ناچار حضرت کے سامنے دو نو مخدوم زادوں پر توجہ کی گئی یہاں تک کہ توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ خواجۂ کلاں نے ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اپنے والد بزرگوار کے سلسلہ کی اور طریقۂ انیقہ کی تحصیل فرمائی ہے اور علوم ظاہری کی تحصیل تمام کی۔ آپ علم تاریخ اور انساب میں حصۂ کامل رکھتے ہیں اور تصوف میں آپ کو شغفِ خاص اور علم انشا میں قدرت کاملہ حاصل ہے۔ مخدوم زادہ کے اخلاق حسنہ و طریق وقار و سکینہ و تمکین طبعی و جبلی اُس مخدوم زادہ کی جو اپنے بزرگوں کے طریقہ پر بے نظیر ابن زمانہ سے ہیں۔ خلوت و گمنامی و تنہائی میں بسر کرتے ہیں۔ مطالعہ کتب آپ کا انیس و رفیق ہے۔ آپ کے اکثر اوقات تصنیف میں صرف ہوتے ہیں۔ تذکرہ مشائخ بقدر ایک لاکھ اشعار یا کم و بیش میں آپ نے تصنیف فرمایا ہے۔ اور اس کے سوا بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ چونکہ حقیر مؤلف مخدوم زادہ کی ملازمت سے مشرف نہیں ہوا ہے اور آپ کے حقیقت احوال سے کما حقہ اطلاع نہیں رکھتا ہے اس لئے اسی قدر ذکر پر اکتفا کرتا ہے ؂

خواجہ عبداللہ سلمہ اللہ تعالےٰ

آپ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اس گلبن گلزار حقیقت کی ولادت باسعادت آٹھویں ماہ رجب ۱۰۱۰ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہٗ سے جو دوسری والدہ سے ہیں چار مہینہ چھوٹے ہیں۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ کی تاریخ ولادت میں چند اشعار فرمائے ہیں۔ خواجہ زادۂ آزادہ صورت اور سیرت میں اپنے والد عالی قدر کے ساتھ پوری مشابہت رکھتے ہیں۔

آپ نے قرآن مجید حفظ کیا ہے اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل ختم فرمائی۔ اب درس کیا پوری مہارت کے ساتھ درس دیتے ہیں۔ اور علم تصوف سے بہرۂ کامل رکھتے ہیں۔ اور اس علم کے دقائق میں آپ فائق ہیں باعتبار علم کے نیز باعتبار ذوق وحال کے۔ آپنے اس علم میں رسائل عربی وفارسی نہایت پاکیزہ تصنیف فرمائے ہیں۔ آپ کے اشعار گلوگیر دلپذیر ہوتے ہیں۔

علم طریقت میں آپکا انتساب ہمارے حضرت امام ربّانی قدس سرہ العزیز سے ہے۔ جب طلب خدا آپ کے دل خجستہ سیرت کو دامنگیر ہوئی تو دہلی سے نہایت شوق ونیاز مندی کے ساتھ پا پیادہ سرہند تشریف فرما ہوئے۔ اور ہمارے حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت کے اشفاق بے حد والطاف بے شمار سے ممتاز ہوئے۔ ہمارے حضرت حسب وصیت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اور طلب صادق خواجہ زادہ تربیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ذکر ومراقبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی تعلیم دی۔ پس حضرت خواجہ زادہ ایک مدت تک خدمت آستانۂ عرش نشان پر بکمال خاکساری کے ساتھ مقیم رہے۔ اور واردات کثیر البرکات سے سعادتمند ہوئے۔ اور توجہات خاصہ اور نظرات مخصوصہ حضرت کی دیکھی۔ اور آنحضرت قدس سرہٗ کے علوم ومعارف خاصہ سے بہرۂ کامل حاصل کیا۔ نیز علم کلام کی بعض کتابیں مثل شرح مواقف وغیرہ اور بعض رسائل صوفیہ حضرت کی خدمت میں پڑھے۔ اسی طرح چند بار پیادہ وسوار نہایت مسکنت وانکساری اور تجرید

وتفرید کے ساتھ دہلی سے سرہند تک آنحضرت قدس سرہ کی قدمبوسی کے لئے آئے۔ اور مدتوں تک آنحضرت کی خدمت میں بسر کی اور فیض و برکات پائے اور آنحضرت کی خلافت و اجازت ارشاد سے سعادت گیر ہوئے۔

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ اس خواجہ زادہ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ آپ محمدی المشرب ہیں۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ آپ محبوبین سے ہیں۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ مغلوبانِ نسبتِ توحید سے ہیں۔ آنحضرت نے اس عالی قدر کے عرض احوال کے جواب میں خطوط عالیہ نگارش فرمائے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے:۔

مکتوب۔ صحیفۂ شریفہ پہنچا۔ اُس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی نسبتِ حضور اور اُس کے غلبہ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا بہت نیک اور مرغوب ہے یہ دولت آپ کو تین چار سال میں میسر ہو گئی ہے۔ دوسرے سلسلوں میں اگر دس سال میں حاصل ہو جائے تو نعمتِ عظمےٰ شمار کی جاتی ہے۔ پس اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی نظرت بلند ہے اور ایسے احوال کی تعریف آمیزش عجب سے مبرا ہے اس لئے اظہار نعمت کیا گیا۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ نصِ قطعی ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ پیشگاہِ توحید ظاہر ہونے لگی ہے۔ یہ دولت بھی آپ کو مبارک ہو اور نہایت ادب کے ساتھ اس واردات کو قبول کرو۔ مگر اس حال کے غلبہ میں آداب شرعی کی اچھی طرح رعایت کرو اور اس بندگی کے حقوق کما حقہٗ بجا لاؤ۔

ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے ایک مخلص کو اس خواجہ زادۂ عالی درجہ کے احوال کی خیر مآل اس طرح تحریر فرمائی تھی کہ جناب خواجہ عبد اللہ رمضان سے قبل دہلی تشریف لے گئے خدائے پاک کا شکر ہے کہ انہوں نے اس سفر میں بہت سے فوائد حاصل کئے اور ورق کو تمام کیا اور غلبات توحید سے دریائے تنزیہہ میں غوطہ کھا رہے ہیں اور اس کے عمق کی طرف متوجہ ہیں اور ظاہر سے باطن کو بلکہ باطن بطون میں جا رہے ہیں خواجہ زادۂ والا دودمان نے متعدد عرائض مشتمل بر احوال حسنہ و واردات عالیات ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں تحریر فرمائے ہیں۔ دو عریضوں کے ذکر پر اس کتاب میں اکتفا کیا جاتا ہے۔

عریضہ۔ بندۂ مہجور پر تقصیر محمد عبد اللہ کی عرضداشت ہے کہ اوقات گرامی

آنحضرت کی دعا سلامتی میں گزر رہے ہیں خادم حضور سے دوری پر ندامت و پشیمانی اس قدر ہے۔ کہ گفت و شنید میں نہیں آسکتی ہے۔ اتنی شوریدگی اور سرگردانی ظاہر ہے کہ اُس کا ایک شمہ بیان نہیں ہو سکتا۔ سراپا درد اندوہ ہے۔ باوجود اس کے خداوند کریم کا شکر ہے کہ رابطہ باطن کی نسبت میں جس کا حاصل فنا و نیستی ہے۔ ذاتاً و صفتاً و عیناً و اثراً کوئی فتور نہیں ہے۔ فتور کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ وطن اصلی کی طرف رجوع کرنے کے بعد ہوائے غربت سر میں نہیں سما رہی ہے۔ اور انسہائے غریبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اسرار عجیبہ جلوہ گر کئے جاتے ہیں۔ باطن کو اُن میں سے کسی چیز کی طرف التفات نہیں ہے۔ دریائے عدم میں پانی سر سے گذر گیا ہے۔ یہ سب آنحضرت قدس سرہٗ کی خدمتگاری و بندگی کی طفیل ہے۔ آپ کی ذات مبارک تا قیامِ قیامت طالبوں اور سالکوں کے سر پر باقی رہے۔

دوسرا عریضہ۔ کمترین خدام والا درگاہ محمد عبداللہ باریافتگان درراہ بروگان محفلِ خلد مشاکل حضرت خداوندی قبلہ گاہی دام ارشادہٗ کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ احوال اس طرح گذر رہے ہیں۔ جن کا ذکر فرصت از طلب کرتا ہے معلوم نہیں کہ سرانجام کار کیا ہے۔ اور آخر کہاں تک جائیگا۔ ایک شورش بہتر پیدا ہوئی ہے۔ دریائے حقیقت موج زن ہے۔ ہر دم دوسری موج پیدا ہوتی ہے۔ اور قطرہ کا شریعت عشق کی موج بنتا! افسوس! افسوس میں کیا لکھ رہا ہوں۔ قطب دائرہ حضور کی خدمت میں بے دیوانگی امید کہ دیوانگی بخشدینگے ؎

گہ گریم و گاہ خندم گہ افتم و گہ خیزاں
آموختہ ام مستی از دلبرِ مستانہ

ترجمہ۔ کبھی میں روتا ہوں اور کبھی ہنستا ہوں کبھی گرتا ہوں اور کبھی اٹھتا ہوں میں نے مستی دلبرِ مستانہ سے سیکھی ہے۔

اے قبلۂ خدا پرستان کرم کیجئے تاکہ گرداب جنون سے ساحل ہوش میں آؤں۔ اِس سے زیادہ عرض کرنا گستاخی ہے۔

العبودیۃ۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے ایک واقعہ میں مخدوم زادہ کو ایک بشارت دی تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے اُس کو اِس طرح نظم کیا ہے ؎

امام زماں قطب اقطاب عالم
کہ چوں او ندانم کہ بگذشت یک تن
ز پس ہمت و وسعت فیض باطن
بہ تجدید الف دوم شد معین
چو بہر شفاعت بہ محشر در آید
جہانے جہاں گرد دستش زیر دامن
ثمانش بس شد از انس و ملک را
جدا گردد از خدمتش رب فی دامن
بسال ہزار و چہل نہ ز ہجرت
شب بستم از رجب گفت با من
کہ اے برگزیدہ خداوند قادر
کہ بے اذن او جاں نہ پیوست با تن
ترا مرکز روزگار تو کردم
ہمی چند باشی بمرکز تو ممکن

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ اس خواجہ زادہ کے وسعت مشرب سے ہمیشہ ہراساں رہتے تھے۔ کہ ان تمام یقینیات کے ساتھ اپنے والد ماجد کے مسند ارشاد اور سجادہ پر جانشین ہو سکینگے یا نہیں۔ اور طالبوں کو فائدہ رسانی میں دماغ وری اور سرگرمی کر سکینگے یا نہیں۔ چنانچہ اسی طرح واقع ہوا کہ ایک دو شخصوں کو حکم حضرت کی تعمیل کے لئے طریقہ کی تعلیم دی۔ اور حضرت وارستگی و بے تعینی سے اس امر جلیل القدر کی پابندی نہ کر سکے ۔

شیخ تاج الدین سنبھلی قدس سرہٗ

آپ کو ابتدائے ارادت اور خلافت شیخ اللہ بخش خلیفہ میر سید علی قوام جونپوری قدس سرہما سے حاصل ہوئی مگر حضرت صمدیت جلت عظمتہ کی عنایت بے غایت سے آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی مختلف تربیتوں سے مراتب کمال و تکمیل کو واصل ہوئے۔ آپ ہند کے بزرگ زادوں سے ہیں۔ اور فضائل ظاہری سے آراستہ و پیراستہ تھے اور نہایت شیریں سخن تھے۔ حکایات رنگین و لفریب اداؤں سے نقل کرتے تھے۔ جب آپ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو مغلوب الحال پاتے تو لطائف کلمات سے حضرت کو باتوں میں مصروف کرتے تھے۔ خواجہ بزرگوار قدس سرہٗ سے اسرار کے دریافت کرنے میں سب سے زیادہ دلیر تھے ۔

جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا ارادہ شیخ صاحب کو خلافت عطا فرمانے کا ہوا تو حضرت کو یہ خیال ہوا کہ اگر شیخ تاج بھی اس کے متعلق واقعہ میں کچھ دیکھیں تو بہتر ہوگا

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت شیخ نے معاملہ میں دیکھا کہ حضرت علی عزیزان قدس سرہٗ نے اپنی کلاہ ترکی آپ کے سر پر رکھی ہے حضرت خواجہ نے اس واقعہ سے سماعت فرمانے کے بعد شیخ کو خلافت دی۔ اور آپ کے وطن مالوف سنبل کی جانب آپ کو رخصت کیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خلافت عطا فرمانے کے بعد سے آپ کے نفس اور نظر میں ایسا اثر عظیم پیدا ہوا کہ جس شخص کو آپ اس طریق کا ذکر تلقین فرماتے اس کو جذبات اور غلبات گھیر لیتے۔ اور اس سے ارادات و احوال ظاہر ہونے لگتے تھے۔ آپ نے حضرت کے حسب الارشاد سفر وطن اختیار کیا۔ اور ارشاد و اصحاب و ہدایت طلاب میں مشغول ہوئے۔ بعض لوگوں نے سنبل کے ایک دیوانہ ابوبکر مرید شیخ الہ بخش وغیرہ کو شیخ سے بھڑا دیا۔ آپ نے اس کو تادیب ضرب سے یگانہ کر کے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اظہار حال کیا۔ خواجہ بندہ نواز نے آپ کو اس نامۂ عنبرین خوشبو سے سرافراز فرمایا۔

مکتوب۔ شیخ ابی بکر سے جو دماغ خشکی آپ نے کی تھی۔ اس کو ہم نے پڑھا۔ ایسی چیزیں مقام شفقت کے مناسب نہیں ہیں۔ جبکہ اولیاء کبائر سے محفوظ نہیں ہیں تو نامراد بیچارہ جس نے چند ہی روز سلوک طریق سے تصفیہ کیا ہو۔ کیونکہ محفوظ اور معصوم ہو سکتا ہے۔ تاکہ خلاف امید اس سے ظاہر نہ ہو سکے۔ خصوصاً دیوانہ سے جو مسلوب العقل ہو استقامت صفات کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ خواہ وہ مرتبۂ ولایت تک کیوں نہ پہنچ چکا ہو۔ خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس وقت کونسا امر نامعقول اس کی ذہن میں پسند آگیا۔ جس کی وجہ سے صورت صواب اس کی نظر سے پوشیدہ ہو گئی۔ دیوانوں کا کارخانہ ہی الگ ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تکالیف شرعیہ عقل سے متعلق ہیں۔ الحاصل ہر ایک کو اس کے مرتبہ پر معذور رکھنا چاہیئے۔ اور نظر فاعل حقیقی پر ہے۔ بلکہ معیت وجود کو دیدۂ ادب سے پہچانو کیونکہ نفوس مختلف ہیں۔ بعض امارہ ہیں اور بعض مطمئنہ اور بعض درمیانی۔ جس کو لوامہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اگر ذوی العقول ہوں تو اس صورت میں ہے۔ مطمئنہ اولیاء اللہ کے نفوس ہیں۔ ارباب نفوس امارہ کو بھی معذور رکھنا چاہیئے۔ بلکہ نظر لطف دیدہ سے ہر کام میں مطالعہ حیلۂ جمیل سے کام لیتے رہے ہو۔ اہل سنبل کے طعن کا بھی انکار مت کرو بلکہ انہیں نظر رحم سے ان کو دیکھو کیونکہ یہ لوگ استقامت عقل سے نکل گئے ہیں اور شیوۂ نفوس امارہ کے ساتھ

کو فراموش کر چکے ہیں۔ اگر کوئی عاجز کنارہ کشی کرے۔ تو اُس کے بطلان پر کیوں حکم لگاتے ہو اور اُس کے تمامی امور کو تلبیس میں کیوں داخل کرتے ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ ملامت اولیاء کے نصیبہ میں ہی ہے۔ ہم خود ایسے امُور کے ظہُور میں دوسرا طریق رکھتے ہیں۔ جب ہم تک کوئی ملامت پہنچتی ہے۔ تو ہم اپنے میں دیکھتے ہیں۔ پس اگر ہم کوئی بُری بات اپنے اندر پاتے ہو تو ان اشارات کو پندِ غیبی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں ہم نے بھی اپنے اندر نفاق اور تلبیسات پائیں۔ اور بارگاہ کرم ایزدی میں اُن سے پناہ طلب کی انشاء اللہ تعالےٰ جاتی رہینگی۔ اتنا بتلاؤ کہ سنبلیوں کی ملامت سے تم کو کیا نقصان پہنچے گا۔ کیا تمہاری عبادت قبول نہ ہوگی۔ یا صفا و توجہ جاتی رہے گی یا درگاہ خداوندی میں سے رد کر دئیے جاؤ گے۔ ع

معشوقہ ترا و بر سرِ عالم خاک

ترجمہ۔ تمہارا معشوق تم کو ملجائے اور اوروں کے سر پر خاک والسلام

دوسرا مکتوب - نیز حضرت خواجہ قدس سرہ نے شیخ کو لکھا ہے۔ کہ

اے عزیز میرے! ہدایت مطلق مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی کے پرتو میں ہے کہ باطن سالک محبت ذات اقدس میں گرفتار رہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ با وجود دردِ دُوری کے تمام مقام و مشاہدات و مراتب و اطوار اُس کی ہمت کے سامنے حقیر رہیں ؎

رندے چند کس نداند چند اند برنسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

ترجمہ۔ چند ایسے رند ہیں کہ اُن کو کوئی نہیں جانتا۔ وہ دنیا کے نقد اور ادھار پر ہنستے ہیں۔

ایسی حالت والا شخص سالک اِس حالت سے علیحدہ ہونے پر مقام بندگی میں پہنچکر اسم اَلْغَنِیُّ کا مظہر ہوجاتا ہے۔ اور اس کا فقر انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ ع

اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَاللہ این است

یعنی بے استغراق و کشش اعلےٰ کے اور بغیر معلوم کئے اس امر کے کہ کشش دست و پا اور صور کائنات اور اشباح عالم کی سراب سے زیادہ نہیں ہے میسر نہیں ہو سکتے۔ آپکا کلام شریف ختم ہوگیا۔

جب حضرت خواجہ قدس سرہ نے دار الخلافہ کا سفر فرمایا تو آپ نے آوارہ دلی کی وجہ سے سیر و سیاحت بلاد کو اختیار فرمایا۔ اور اکثر ممالک ہندوستان و کشمیر کی سیر کر کے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرامۃً کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان ممالک متبرکہ کے

ساکنین سے آپ سے نہایت اخلاص پیدا ہوا۔ شیخ محمد علّان قدس سرہٗ کہ اعیان و اکابرِ حرم سے تھے۔ اور اس دیارِ منبع الانوار کے اکابر میں علم اور پرہیزگاری اور عمل و ریاضت و قناعت میں بہتر تھے۔ آپ کی ارادت میں داخل ہوئے۔ اس سے آپ کی شہرت اس سرزمین میں بہت کچھ ہوئی۔ شیخ کو دیارِ عرب میں شیخ شیخ اعلان کہا جاتا ہے۔ آپ مختلف دفعہ دیارِ عرب سے دیارِ عجم میں آئے۔ اور پھر حج کے وقت ان ممالک شریفہ میں پہنچ گئے۔ ایک بار آپ ولایت لحسہ اور بصرہ میں تشریف لیگئے۔ یہاں ایک جماعت کثیر اور جم غفیر آپ کی ارادت میں داخل ہوئی۔ اور گرمی صحبت اور اجتماع احبابِ باب جمعیت مرتبہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ کہ زمانہ عرفات نزدیک آیا۔ پس آپ بیقرار ہو گئے اور اس ہنگامہ کو درہم برہم کر دیا۔ اور مشیخت کو ایک طرف کر دیا۔ اور یہیں سے لباس احرام پہنکر ایک ناقہ اور دو خادموں کے ساتھ توکل کے قدم بقدم فقر و فاقہ کے ساتھ متوجہ بیت اللہ و روضۂ منورہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے؛

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ اس سال یعنی ۱۰۳۷؁ھ ہجری میں جبلِ عرفات پر مَیں نے شیخ کو دیکھا کہ اُن کے احرام کے کپڑے زیادہ دن گذر جانے کی وجہ سے نہایت مَیلے ہو گئے تھے۔ اور آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال ژولیدہ اور چہرہ غبار آلودہ ہو گیا تھا۔ آپ کی ریش سفید اور چشم سُرخ سفر کا بلکہ نشر دیگر کا پتہ دے رہی تھی۔ شیخ صاحب کمال کے اس حالت کو دیکھ کر میں بہت متاثر الحال ہوا اور میرا اعتقاد آپ کی جانب اور زیادہ ہو گیا؛ بیت

دوست آوارگی ہمی خواہد — رفتن حج بہانہ افتادہ

اس حال میں آپنے فرمایا کہ مَیں مہینوں اور برسوں جنگلوں اور بیابانوں میں پھرا اور این و آن کو آزماتا رہا۔ مگر اب میں اپنے مولا کے گھر کی جاروب کشی کر رہا ہوں تاکہ یہیں خاک ہو جاؤں۔ مصرعہ

خوشا آں سر کہ بر آں آستانہ خاک شود

ترجمہ: وہ کیا اچھا ہے جو اس آستانہ کی خاک ہو جائے

اس زمانہ میں کہ اب ۱۰۴۹؁ھ ہجری ہے آپکی عمر شریف قریب نوّے ۹۰ سال کے ہے آپنے بیت اللہ شریف کے قریب ایک زمین خریدی ہے۔ اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔

آپ ہمیشہ حجرۂ خلوت میں رہتے تھے۔ اور آنے جانے والوں سے بقدرِ ضرورت مل لیتے تھے۔ اور اُن کا نام و مقام دریافت کر کے رخصت کر دیتے تھے۔ پادشاہانِ ممالک آپکے دیدار سے برکت حاصل کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ اگر آپ کی مرضی ہوتی۔ تو اُن کو اندر طلب کرتے ورنہ کہہ دیتے کہ دوسرے وقت آؤ۔ الحاصل ممالک عرب و شام و روم کے ملوک و امراء و عوام النّاس جنابِ شیخ سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے۔ اور آپ اُن ممالک میں آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے مختلف رسائل اربابِ ذوق و حال کے اطوار و اقوال کے بیان میں ہیں۔ آپنے اہلِ عرب کی فائدہ رسانی کے لیئے حضرات خواجگان قدّس اللہ اسرارہم کے بعض رسائل فارسی کا عربی میں ترجمہ کیا۔ اور اثباتِ پیری مریدی میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ علمائے ظاہر کہتے ہیں کہ پیری و مریدی بدعت ہے۔ آپ نے اُس کا رد فرمایا ہے۔ تعلیم اذکار میں آپ کا ایک رسالہ ہے +

خواجہ عبداللہ امام اصفہانی قدس سرہٗ کے اس قول میں جو نفحات میں مذکور ہے کہ اوّلاً اُس شخص کی صورت کو جس سے یہ نسبت حاصل کی گئی ہے خیال میں لائیں +

حضرت شیخ اس قول میں لکھتے ہیں کہ فَيَنْبَغِي اَنْ تَجْعَلَ صُوْرَةَ الشَّيْخِ عَلٰى كَتِفِكَ الْاَيْمَنِ فِيْ خَيَالِكَ وَتَعْتَبِرَ عَنْ كَتِفِكَ اِلٰى قَلْبِكَ اَمْرًا مُمْتَدًّا وَتَأْتِيْ بِالشَّيْخِ عَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرِ الْمُمْتَدِّ وَتَجْعَلَ فِيْ قَلْبِكَ فَاِنَّهٗ يُرْجٰى بِذٰلِكَ حُصُوْلُ الْغَيْبَةِ وَاٰثَرُ الذِّكْرِ اِنَّهٗ فِيْ زَمَانِ النَّفْيِ يَنْفِيْ عَنْكَ وُجُوْدَ الْبَشَرِيَّةِ وَفِيْ زَمَانِ الْاِثْبَاتِ يَظْهَرُ فِيْكَ اٰثَرٌ مِنْ اٰثَارِ تَصَرُّفَاتِ الْجَذَبَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالْاَثَرُ مُتَفَاوِتٌ بِحَسَبِ الْاِسْتِعْدَادَاتِ فَبَعْضُهُمْ اَوَّلُ مَا يَحْصُلُ لَهُمُ الْغَيْبَةُ وَبَعْضُهُمْ اَوَّلُ مَا يَحْصُلُ لَهُ السُّكْرُ وَالْغَيْبَةُ وَبَعْضُ ذٰلِكَ يَتَحَقَّقُ لَهُ الْعَدَمُ وَبَعْدَهٗ يَتَشَرَّفُ بِالْفَنَاءِ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَدَّسَ سِرَّهٗ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اَيْ نَسِيْتَ غَيْرَهٗ ثُمَّ نَسِيْتَ ذِكْرَكَ ثُمَّ نَسِيْتَ فِيْ ذِكْرِ الْحَقِّ اِيَّاكَ۔ ترجمہ۔ پس تو اے طالب صورتِ شیخ کو اپنے سیدھے کاندھے پر خیال میں لا اور اپنے بازو سے قلب تک ایک خط دراز فرض کر۔ پس اس صورت کے ساتھ اس امر ممتد کی مشاقی کرتا رہ اور اُس خط کو اپنے قلب میں داخل کرتا رہ۔ پس اس سے تجھ کو غیبت

حاصل ہوگی۔ ذکر کا اثر یہ ہو کر نفی کے وقت وجودِ بشریت کی تجھ سے نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت تصرفات جذباتِ الٰہیہ تجھ میں پیدا ہو جائیں۔ اور اثر بلحاظ استعداد کے متفاوت ہوتا ہے۔ بعضوں کو سُکر اور غیبت دونو ہوتے ہیں۔ اس کے بعد عدم متحقق ہوتا ہے۔ اور اُس کے بعد طالب فنا سے مشرف ہوتا ہے۔ شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ یاد کر تو اپنے پروردگار کو جب تو بھول جائے یہ فرمایا ہے کہ اُس کے غیر کو بھول جائے۔ اور پھر ذکرِ حق میں اُس کو بھی بھول جائے۔

آپ کی عمر گرامی تنانوے سال کی تھی کہ مکہ مکرمہ میں شب شنبہ وقت عشا ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپکا مزار پر انوار مکہ معظمہ کے ایک باغ میں جس کو آپ نے اپنی قبر کے لئے بتایا تھا واقع ہے۔ آپ کی وفات کی تاریخیں فخر العلما و قطب دوراں رفت ہیں۔

خواجہ حسام الدین احمد دہلوی قدس سرہٗ
کے حالات

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے بڑے مریدوں اور مخلص احباب میں سے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۹۷۰ھ ہجری میں بلاد بدخشان کے ایک قصبۂ قندوزمیں ہوئی۔ آپ کا نسب شریف ایک طرف سے حسن بصری قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔ اور دوسری طرف سے امام زاہد مصنف تفسیر زاہدی سے ملتا ہے۔

آپ کے والد ماجد قاضی نظام الدین بدخشانی اکابرِ علما سے تھے اور مولانا سعید مرکستانی اور مولانا احمد جندی کے تلامذہ سے تھے۔ آپ ۹۸۱ھ ہجری میں ہندوستان میں آئے۔ اور زمرۂ امراء کبار سلطان ابی المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ میں منسلک ہوئے و حضرت خواجہ حسام الدین احمد بھی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ہند تشریف لائے اور والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ بزمانہ کم سنی امارت وجاہ کی قیود میں مبتلا رہے۔ اور اسی زمانہ میں حضرت حاجی رمزی سے سند اجازت مصافحۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ حاصل کی۔ جس کا ذکر مفصلاً ہم نے سنوات الاتقیا میں کیا ہے۔ اور اُن کی برکات صحبت سے درویشی و ضد طلبی کا باغ آپ کے سینۂ بے کینہ کی وسعت میں جڑ پکڑ چکا تھا۔

آپ کا دل ہمیشہ صحبت فقرا کی طرف مائل رہتا تھا اور خلوت و گوشہ نشینی کا متلاشی ، آپ اُس زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت کی توجہات عنایات اور برکات فائضات اور آپ کی صحبت کثیر البرکات سے فقر و نیستی کا شوق آپکے دل میں روز بروز زیادہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز جذبۂ الٰہی پہنچا اور اُس کے عشق کا جنون پرفنون آپ پر غالب ہُوا پس آپ نے تمام اسباب دولت کو لٹا دیا۔ اور اوہم وار ناٹ کا لباس پہن لیا۔ چونکہ بادشاہ داراجاہ کو آپ سے عنایت خاص تھی۔ ابوالفضل وزیر سلطان حضرت قدس سرہٗ کا داماد تھا۔ بادشاہ اور وزیر دونوں نے آپ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں تاکہ آپ کو فقر کے رستہ سے غنا کے رستہ پر لوٹا لیں۔ آپ نے یہ حال حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اُس وزیر کو جو آپ کا دشمن تھا تیغ بیدریغ باطن سے قتل کر دیا۔ جس کا بیان حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی کرامات میں گذر چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ آپ کو ظاہر میں جلال سے اور باطن میں جمال سے تربیت فرماتے تھے۔ ظاہر میں اپنے پاس سے نکال دیتے تھے اور باطن میں بلاتے تھے۔

رُباعی

خوش نازیست ناز خوب رویاں | زدیدہ راندن و از دیدہ جویاں
بہ چشمے ناز بے اندازہ کردن | بہ دیگر چشم عذرے تازہ کردن

ترجمہ۔ معشوقوں کا ناز بھی عجیب ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آنکھ سے کسی کو گرا دیتے ہیں اور پھر اُس کی تلاش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ بے حد ناز ہوتا ہے دوسری مرتبہ معذرت چاہتے ہیں۔

جناب خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب میں لاہور میں تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ گھوڑے پر سوار ہیں اور خلائق کا ایک جم غفیر آپ کی خدمت میں دوڑ رہا ہے۔ اور ہر جانب سے آپ کو لوگ گھیر رہے ہیں۔ کہ یہ بزرگ قطب وقت ہیں۔ اس خواب کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبول کی تمنا کی۔ حضرت نے اظہار معذرت فرمایا۔ مجھ پر گریہ و زاری اس طرح ہوئی کہ ایک شور پیدا ہوا اور لوگ چہار جانب سے میری طرف دوڑے اور تمام درویش اور صوفی میری گریہ و زاری دیکھ کر رونے لگے۔ میں اُس گریہ و زاری کی حالت میں کہتا تھا کہ یہ کیسا ناز و انداز ہے کہ خود مجھ کو دکھاتے ہیں اور میرا دل چھین لیتے ہیں اور اب عذر کرتے ہیں۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ میرے یہ الفاظ جو حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے گوش الہام نیوش میں پہنچے۔ تو آپ نے تبسم فرمایا

اور مجھ کو اپنے حضور میں طلب فرما کر ذکر کی تلقین کی اور جذبہ کے القا سے نوازش فرمائی۔

بیت تا نگرید کودکے حلوا فروش رحمت حق کے ہمی آید بجوش

جب تک کہ حلوائی کا لڑکا مجبور ہو کر نہیں روتا۔ خدا کی رحمت جوش میں نہیں آتی ❖

ایک دوست حضرت حسام الدین احمد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں میرے اعتقاد اور ارادت کا سبب یہ پیش آیا کہ آپ کی ذات مبارک سے عرصہ دراز سے ملاقات تھی اور کمال درجہ کی صداقت اور خلوص حاصل تھا۔ ایک رات میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مکان پر آیا۔ آپ اس وقت وضو کے لئے اٹھے تھے میں بے تکلفی اور اتحاد کی وجہ سے حضرت خواجہ کے فرش پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ اور مجھ کو نیند آ گئی۔ کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ وضو کر کے تشریف لے آئے۔ اور مصلے پر کھڑے ہوئے اور لفظ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ زبان سے نکلا تو ایسا اچھلے کہ آپ کا سر مبارک چھت تک پہنچ گیا۔ حالانکہ چھت نہایت بلند تھی۔ پھر اتر کر جانماز پر کھڑے ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر میرے بدن میں لرزہ پیدا ہوا۔ اور اس بے تکلفی کو بھول گیا۔ اور آہستہ سے وہاں سے نکل آیا۔ دوسرے دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت کچھ ادب اور تعظیم سے پیش آیا۔ آپ نے دل لگی سے دریافت فرمایا کہ خلاف عادت آج یہ تواضع کیسی ہے۔ مجھ کو اپنی شب کی سرگزشت یاد تھی۔ اس کو عرض کیا اور اس کی وجہ دریافت کی۔ اور اس بارہ میں بہت ہی تواضع اور نیازمندی کی۔ تو ارشاد فرمایا کہ روح نے جب اپنے محبوب کا نام سنا تو چاہا کہ جسم سے مفارقت کرے لاچار ہو کر اچھلی اور جسم کو بھی قوت کے ساتھ اٹھا لیا اس کے بعد ستر حال کی غرض سے ارشاد فرمایا کہ ایسی باتوں سے کیا ہوتا ہے یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نہایت انکساری کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا ❖

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو تعلیم طریقت کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے عرض کیا کہ اگر اس خدمت سے مجھ کو معذور رکھا جائے تو مناسب ہے مجھ میں اس بار عظیم کے برداشت کرنے کی طاقت کہاں ہے۔ حضرت خواجہ نے چونکہ آپ کو اس قول میں صادق دیکھا۔ آپ کے عذر کو پسند کیا۔ اور فرمایا کہ خوب کیا۔ جو آپ نے خود کو اس کام سے رہا کر لیا۔ حضرت خواجہ کے مرض موت میں بیداری اور

اور تیمار داری کے خدمات جو بڑی بڑی برکتوں پر مشتمل تھیں۔ آپ ہی سے متعلق رہیں اور آنحضرت کے تجہیز و تکفین کی خدمت بھی آپ ہی سے وقوع میں آئی۔ اور پیر دستگیر کی وفات کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے۔ اور وارد و صادر کی خدمت بھی آپ ہی سے متعلق تھی۔ اور پیرزادوں کی تعلیم اور ان کی بسر برد کا انتظام بھی آپ ہی کے ذمہ تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کو حضرت خواجہ کے ساتھ عشق و محبت عظیم تھی۔ اور آپ کی شیفتگی و فریفتگی آنحضرت پر کمال درجہ تھی۔ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خواجہ احرار ہی ہمارے حضرت خواجہ کے لباس میں جلوہ گر ہوئے تھے۔

آپ کا طریقہ انیقہ یہ تھا کہ نماز صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک رُو بہ قبلہ ہو کر مراقب رہتے تھے۔ اور ادائے نماز اشراق کے بعد اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مزار فیض آثار پر جو قدم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب شہر سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جایا کرتے تھے۔ اور تمام دن وہاں تلاوت قرآن شریف و نماز و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ روزانہ پندرہ پارے کلام مجید آپ تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور چند حدیثیں روزانہ مشکوٰۃ شریف کی مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اور نماز حضرت کے مزار پر انوار پر ادا کر کے شہر واپس آتے تھے۔

آپ حسنِ سلوک سے متصف تھے۔ خلقت نوازی بفحوائے اَلشَّفْقَتُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ آپ کے چہرۂ زیبا سے ظاہر تھی۔ باوجودیکہ اربابِ دنیا اور اصحاب غنا سے آپ کو نفرت تھی۔ تاہم حاجاتِ فقرا پوری کرنے کے لئے آپ کی سفارشیں اُن کے پاس جایا کرتی تھیں۔ آپ کے بعض مخلصین نے آپ کی سفارشوں سے بعض دنیا داروں کو کبیدہ دیکھ کر آپ سے عرض کیا کہ اس بارہ میں آپ کمی اختیار فرمائیں۔ مگر جب کبھی کوئی حاجت مند آجاتا تو چونکہ خلق خدا پر آپ کی بہت شفقت تھی اس لئے آپ بے اختیار ہو جاتے۔ اور جس کام کے لئے حاجتمند التماس کرتے اُس کی بابت آپ فوراً سفارش فرما دیتے۔

ایک دفعہ ایامِ شباب میں یہ حقیر قلیل البضاعت بطریق سیر لاہور گیا تھا۔ اُس عرصہ میں آپ بھی وہیں مقیم تھے۔ مَیں بھی آپ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت وضو کے ارادہ سے اُٹھے تھے۔ فقیر کی ملاقات سے بہت کچھ اظہار مسرت فرمایا اور مصافحہ و معانقہ سے امتیاز بخشا۔ اور فرمایا کہ آپ مکان میں تشریف رکھیں۔ مَیں بھی وضو کر کے آتا ہوں۔ پھر آپ

تشریف لائے! ور ظہر کی نماز میں نے آپ کی خدمت میں ادا کی۔ بات چیت سے فرصت پانے کے بعد آپ کچھ دیر تک رو بقبلہ مراقب رہے۔ اور فقیر بھی آپ کے ساتھ مراقب رہا۔ مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دستر خوان طلب فرمایا۔ دو کاک اور ایک گلاس شربت حاضر کئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ دہلی سے خبر آئی تھی کہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کا عرس کل ختم ہو گیا۔ کل ہمارے پاس کچھ خرچ کو نہ تھا۔ آج کہیں سے کچھ بندوبست ہو گیا ہے۔ اِس لئے آپ کے فاتحہ کی نیت سے کاک پکائے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ مَیں آپ کی ہمکاسگی سے مشرف ہوا۔ چونکہ آپ حاجتمندوں پر بے انتہا شفیق تھے! ور خلقت کی حاجت روائی پر آپ بہت حریص تھے۔ اِس لئے آپ نے خیال فرمایا کہ ممکن ہے کہ فقیر بھی کسی امیر کے نام آپ کی سفارش لینے کے لئے حاضر ہوا ہو۔ پس فرمایا کہ آج کل دہلی سے حکم آیا ہوا ہے۔ کہ اپنے با کمال مریدوں اور درویشوں کے نام لکھ کر بھیج دوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی حکم ہے۔ کہ ایسے اُمرا صاحبانِ ہمت کے ناموں سے بھی اطلاع دیجائے جو آپ کے معتقدین اور نیازمندوں میں سے ہوں۔ مناسب ہو تو مَیں تمہارا نام بھی اس فہرست میں شریک کر کے کچھ سفارش کروں۔ مَیں نے عرض کیا کہ فقیر لاہور کی سیر کو محض آپ کی ملازمت کے لئے خالصاً للہ تعالےٰ آیا ہے۔ نہ کسی اور غرض کے لئے۔ آپ اس بات کو سُنکر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ کیوں نہ ہو۔ آخر آپ حضرت مجلّی صاحب قدس سرہٗ کے صحبت یافتہ اور اُن سے تربیت یافتہ ہیں +

قدسیہ ایک دن آپ کے حاضرین مجلس مقدس میں سے ایک صاحب نے اغنیاء اور امراءِ وقت کی شکایت شروع کی کہ فقرا کی عزت کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ اور اِس گروہ کی تعظیم بجا نہیں لاتے ہیں۔ جیسا کہ امراءِ سابق بجالایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے برادر اس زمانہ کے فقرا کے لئے اس کو بھی خدائے تعالےٰ کی حکمتوں میں سے جاننا چاہئے کیونکہ فقراءِ سابقین دنیا اور دنیاداروں سے اس قدر بچتے تھے۔ کہ ہر چند امرا اُن سے ملاقات اور روابط رکھنے چاہتے تھے۔ مگر وہ اُن کی صحبت سے فرار فرماتے تھے۔ اور اُس زمانہ کے فقرا کا یہ حال ہے کہ اگر امرا اُن کی طرف آئیں اور اُن سے اعتقاد اور اتحاد قائم کریں تو اُن کے وضعوں اور اطوار میں یقیناً خلل پیدا ہو جائیگا اِس لئے کرم الٰہی نے امرا کی فقرا کے ساتھ کمی عقیدت اور کج اخلاقی کو فقرا کی عہد کا نگہبان اور محافظ

بنایا ہے ٭

حضرت خواجہ زادہ خواجہ عبید اللہ سلمہ اللہ تعالےٰ نے آپکے مقامات کے بیان میں ایک کتاب علیحدہ تصنیف کی ہے۔ اِس لئے فقیر نے یہاں آپکے حالات مفصّل بیان نہیں کئے ٭

آپ کی وفات غرہ صفر ۱۰۴۳؁ ہجری میں جو ایک غمگین سال تھا ہوئی۔ آپ کو اکبر آباد میں دفن کیا گیا۔ اور کچھ مدت کے بعد وہاں سے منتقل کرکے دہلی لے آئے۔ آپ کی قبر منور قریب مزار پر انوار آپ کے پیر بزرگوار کے واقع ہے ٭

شیخ الھداد قدس سرّہٗ

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کے قدیم اصحاب سے ہیں حضرت خواجہ کے سفر ماوراءالنہر سے قبل آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت کی عنایت بے غایات حاصل فرمائی۔ اور ذکر و مراقبہ حاصل کیا۔ لیکن اس سفر میں حضرت خواجہ رفاقت آپ کو ہمدست نہ ہوسکی۔ جو لوگ اس سفر میں حضرت کی رفاقت سے الگ رہے ان کو حضرت نے آپ کی صحبت اختیار کرنے کے لئے حکم دیا۔ اور آپ کو اپنی جگہ پر قائم فرمایا تاکہ لوگوں کا اجتماع قائم رہے چنانچہ حضرت خواجہ نے سفر سے قبل اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا تھا کہ آج کل سیر ولایت کی خواہش قوی ہوگئی ہے۔ امید ہے کہ چند روز کے بعد روانگی ہو جائے۔ شیخ الھداد نے جرأت کرکے یہیں رہنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ پس جو لوگ اُن کے رفیق رہینگے اُن کیلئے مبارکبادی اور عظیم کامیابی ہے ؎

داغ بے یاری و درد بے دلی		ایں ہمہ برخود پسندیدیم و رفت

ترجمہ۔ تنہائی اور بے دلی کا داغ ہم نے برداشت کرلیا۔ اور چلے گئے ٭

جس شخص کو اُن کی صحبت میسر آجائے بہت غنیمت ہے کہ ہم عزت خدا کی کہ میں نے بےتکلف نہیں کہا ہے ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں		گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

نیز اسی سفر کے اثنا میں آپ نے شیخ الہداد کی عرضداشت کے جواب میں جو طریقت کے دقائق وحقائق پر مشتمل تھی یہ خط تحریر فرمایا تھا:۔

مکتوب۔ برادر شیخ ارشاد الہداد اپنے اس دعا گو معتقد کی توجہ اور فاتحہ سے امداد

کرتے رہیں ہم اپنی اس پریشانی وضع اور بے حد استقامتی پر نہایت بیحیائی ہے کہ کچھ ہم تصوف میں دم ماریں۔ اور طریق انجذاب کے دقائق اور منتہا ئے کشف کے حقائق کو بیان کریں

ازخود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

بہر حال ایک وصیت کرتا ہوں اس کو کسی حال میں ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ وہ یہ ہے کہ ہماری طرح ہرزہ گرد اور بیابان پیما تم مت ہو۔ اپنی نسبت کی محافظت کرو اور اس کو عزیز رکھو کیونکہ نسبت کبریت احمر سے زیادہ کمیاب ہے۔ فقط ؛

جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ اس سفر میمنت اثر سے مراجعت فرما ہوئے۔ تو شیخ موصوف حضرت کی خدمت میں ملتزم رہے۔ اور اپنے پیر بزرگوار کے درِ دولت سے جامِ فیضان اور ساغرِ معارف بے واسطہ نوش کئے ؛

کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ موصوف مسجد فیروزی کی چھت پر چند دوستوں کے ساتھ مراقب تھے۔ کہ شیخ پر ایک کیفیت غالب ہوئی۔ آپ جوش و خروش اور مستی کی حالت میں نعرے مارتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور قریب تھا کہ مسجد کی چھت سے جو سطح زمین سے تیس یا چالیس گز اونچی تھی گر پڑیں ایک نوجوان نے آپ کو پکڑ لیا۔ الحاصل حضرت شیخ اربابِ ولایت کے اخلاق اور اطوار سے متصف تھے۔ آپ پر مستی غالب تھی اور ہمیشہ خلوت و گوشہ نشینی میں بسر کرتے تھے ؛

اس صاحب کمال کی وفات ماہ رمضان المبارک ۱۰۴۹ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ کی قبر انور مزار حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے جانب مغرب میں ہے ؛

واللّٰہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

اللہ تعالٰے کے فضل و کرم اور اس کی حسنِ توفیق سے یہ نسخہ شریفہ دفتر اوّل حضرات القدس کا جو ذکر مقامات مشائخ سلسلہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم پر مشتمل ہے اتمام پایا اور انجام کو پہنچا ؛

خاتمہ

واضح ہو کہ یہ رسالہ مصنفہ اعلم العلما افضل الفضلا مولانا بدر الدین سرہندی اجل و اکمل خلفاء حضرت شیخ الاسلام قطب الانام غوث العارفین حجۃ الحق والدین مجدد الالف ثانی

الامام الربانی شیخ احمد الفاروقی النقشبندی قدس سرہ ہے۔

خدایا! اگرچہ ہم تیرے دوستوں میں سے نہیں ہیں۔ مگر اُن کی محبت رکھتے ہیں اگرچہ ہم مغرور ہیں مگر معذور ہیں۔ اگرچہ ہم مجرم ہیں مگر مشرک نہیں ہیں۔ اگرچہ عاصی ہیں مگر تائب ہیں۔ اور ان بزرگوں کی طفیل میں ہم کو بخش دے۔ اور ہمارے گناہوں اور جرموں کو عفو فرما غیرت کے حجاب اور بشریت کے برقعے اُن کے چہرہ سے اٹھا دے۔ اور ہم کو مرتبہ عزت وصال کی راہنمائی کر۔ اور اُن کے آستانہ عرش نشان کے خاک نشینوں میں بنا! اور اپنی عبودیت کے داغ کو ہماری پیشانی میں ثابت قدم کر! اور ان عزیزوں کی شرف صحبت سے ہم گمراہان دشت گمراہی کو شہرستان ہدایت میں پہنچا! اور ہم تشنگان سراب غفلت کو بحر توحید کا آبحیات عنایت فرما۔ تیرے فضل اکبر نے بہت سے ستر سالہ کافروں کو صرف ایک مرتبہ کے کلمہ کے پڑھ لینے میں قرب کے علیین میں پہنچا دیا اور کبھی تیرا عدل نے ستر ہزار سالہ عابد کو ایک سجدہ کے ترک میں بُعد کے اسفل السافلین میں گرا دیا ہے

این ابری از صومعہ در دیر گبراں افگنی ‌‌ ‌ ‌ وین اکشی از بتکدہ در حلقہ مرداں کنی
عقل زبوں را کے رسد چون وچرا در کار تو ‌ ‌ ‌ فرماں دہ مطلق توئی حکمے کہ داری آں کنی

تمامِ شد کتاب حضرات القدس دفتر اول
